قال اللہ تعالیٰ

رب زدنی علما

وقال ابن مسعود کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظۃ مخافۃ السآمۃ علینا رواہ الشیخان

امتثالا للآیہ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادت علوم و امداد و للحدیث کہ دال ست بر مندوبیت قدرے از
فصل در ارشاد صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاوی فی الفقہ و العقائد و حوادث الفتاوی فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدہ و
تربیۃ السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک و الرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و
ملفوظات خبرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ و العقلیۃ کہ کل آن از افادات مسلسلہ حضرت مولانا اشرف علی
صاحب مدظلہ است باجل آن از افاضات حضرت شیخ العرب و العجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ ست کہ
لقب صحیفہ مشہرست بہ تبرک بنام نامیش نیز و خامسہا الاستشارات کہ در تحقیقات دائرہ دیگر اہل فضل ست

جلد (۷)	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۳۹ ہجری	عدد (۱)

باہتمام الاحقر رفیق احمد
از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمود گرفت

می خواہم واثری از ترقی در مقاصد نمی دانم الآن کما کان ولم یلتق زوالا اگرچہ توفیق نفس ذکر لسانی ہم از مغتنمات ست بوقت خواندن ذکر خیال دل نہ بر مذکور است نہ بر اسم وہمچنیں در نماز یکسوئی وتوجہ الی اللہ نمیگردد صرف قرأت ہم بحضور دل ادا نمیشود نعم ما قال قائلؒ ؎

زبان در ذکر و دل در فکر خانہ　　چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ

؎ چہ شد گر مصحفم در پیش ما باشد　　چو دل در فکر گاؤ میش ما باشد

؎ اے بمسجد میروی بہر سجود　　سر بجنبد دل نہ جنبد ایں چہ سود

لہذا اندریں باب ضرورت توجہ وارشاد حضرت والا بیشتر از بیشتر است زیرا کہ از کارم ہیچ بہ نمی خزد باقی ؎

گر شود لطف وکرم در شان من　　جلوۂ طاعت دہد عصیان من

تحقیق - تربیت السالک ہر سہ جلد بغور مطالعہ نمودہ آنچہ نوشتنی باشد نویسند جواب اجمالی کافی نخواہد بود۔

حال - چند روز گردیدہ اند کہ در عالم رویا می بینم کہ یک گوسپند بزرگ دستر گ را بحویلی یکے از خویشان اہل حجاب خود گرفتہ میروم چوں نزدیک بدروازۂ حویلی رسیدہ ام ناگاہ آں گوسپند برمن حملہ آوردہ یک دستم را تا ساعد فرو حلق خود بردہ در رہائی وے جہد تمام بکار بردم مگر عاجز گردیدہ ناکام ومایوس گردیدم آخر دو زناں از ذوی الارحام ایں ناتوان از اں حویلی رسیدند وگوسپند را غلطانیدہ کارد بر حلقش براندند دست ایں سست از گلویش برہانند وکار من نیز تمام کردند تعبیرش رحمت وعنایت گردد۔

تحقیق - خوابہا چنداں قابل التفات نباشند

حال - یکروز دو سہ غزل در نعت وشوق زیارت سرور کائنات محبوب خالق الارض والسموات علیہ افضل التحیات واکمل التسلیمات در زبان خود ساختہ بکتابے مینوشتم وطلب مقطع غزل آخرین ہمیں بود کہ اے ادیب دعا ہا وعرضہا وآہ ہا دمادم نمائے تا بدر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ، واصل شوی بعد از نوشتن در خواب رفتم می بینم با یک مولوی صاحب کہ بوئے نسبت تلمذ ہم میدارم در جای مسقف متصل مسجد رسیدہ ام در طاقچہ آں جا چند اعداد کلام مجید

۸۱

دیدیم و سہ روز آنہا را بوسیدیم در اثنائی ایں کار در دلم خلید کہ ایں بیت اللہ است زادہا اللہ شرفاً
و تعظیماً بعدہ مولوی صاحب رفیق خود را گفتم کہ بیائید تا حجر اسود را خوب طور بوسیم مبادا بعدہ
ازدحام انام مانع از بوسیدن گردد مگر مولوی صاحب مشغول بنظارۂ طاقچہ کلام مجید بودہ
تجسس میکرد کہ قرآن شریف قلمی بدست آید تا شرف بوسیدنش ہم حاصل نمائیم و فقیر بسیار منتظر او
او را میگفت کہ بیائید تا جلد تر حجر اسود بوسیم و بلحاظ ادب بغیر مولوی صاحب پیش از وے
سبقت ببوسیدن حجر اسود نمیکردم تا کہ اندریں حالت سلسلۂ خواب ہم منقطع گردید و ہماں ساعت
در تصورم چنیں می بود کہ حجر اسود اندروں کعبہ در طرف مغرب دیوار جنوبی ست و فی الواقع چنیں
نیست عنایت تعبیر گردد۔

تحقیق۔ قدرؔ۔

حال۔ درایں جا برائے تعلیم یک صغیر یتیم ملازم و آں کودک شوق خواندن بالکل نمیدارد و عادت
گریختن از خواندن ہم بسیارے دارد از زد و کوب معمولی یا تعظیم و غیرہ اصلاح پذیر نمی گردد باقی
چونکہ او را بمبالغہ بسیار بتازیانہ و طمانچہ و کفش و غیرہ ضرب کردہ میشود بعدہ قدرے قدرے
برائے یک دو روز اصلاح پذیر میگردد باز بعادت اولی عود مینماید بندہ بالکل اندریں معاملہ حیران است
کہ از ضرب بسیار کہ قدرے او را استقامت بر خواندن میشود و بغیر زدن از گریختن باز نمی آید۔
بر ضارب تادیباً مواخذۂ اخرویہ یا کدورت قلبیہ خواہد شد یا نہ و ایں چنیں جائز ست یا نہ ہر چہ
حکم حضرت والا اندریں بارہ گردد براں کار بند شوم۔

۴۷

تحقیق۔ اگر متجاوز از حد است لامحالہ مضر است۔

حال۔ گاہ گاہے در دلم می آید کہ ابتداءً شغل ذکر غائبانہ از شیخ شروع نمودہ ام لہذا فائدہ معتد بہا
پیدا نخواہد شد اندریں باب ارشاد عالی گردد۔

تحقیق۔ آیا گنجائش نزدیک ماندن میدارند۔

حال۔ میری ہمشیرہ صاحبہ ایک عرصہ ہوا کہ جناب کے زمرہ مریدوں میں داخل ہوئی ہیں اور ہمیشہ وہ
جناب کی کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی ہیں اسمیں کوئی شک نہیں کہ اُنکی حالت بہت کچھ درست ہو چلی
ہے اب اُن کا ارادہ ہے کہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ قیام فرماویں تا کہ حضوری سے

جو فائدہ پہنچنے والا ہو اُس سے فائدہ اُٹھائیں لہٰذا بصد ادب التماس کرتی ہیں کہ کیا حضور والا مجکو اجازت دیتے ہیں کہ میں حاضر خدمت ہوں اگر جناب کے خیال میں پردہ نشین عورت کا پیر کی خدمت میں بغرض حصول فواید دینی حاضر ہونا شرعی حیثیت سے جائز ہو تو ضرور حضور اُن کو اجازت دیں تاکہ وہ حاضر خدمت ہو کر فائدہ حاصل کریں۔

جواب۔ امور ذیل قابل استفسار ہیں جواب ان پر موقوف ہی بشرطیکہ یہ خط پھر بھی آوے (۱) میں نے خود آپ ہی کو نہیں پہچانا (۲) وہ آنے میں کیا فائدہ سمجھتی ہیں جو بدون آنیکے حاصل نہیں ہو سکتا (۳) اگر وہ شوہر والی ہیں تو کیا شوہر کی اجازت حاصل کرینگی (۴) خرچ وغیرہ کے لئے قرض تو نہ کرنا پڑیگا (۵) سفر میں اور یہاں کے قیام میں اُن کا کون محرم ہمراہ ہوگا (۶) کتنا قیام ہوگا (۷) مجھ سے فوائد حاصل کرینکی اُنھوں نے کیا صورت سوچی۔

حال۔ رات میں نے دو خواب دیکھے اوّل یہ کہ میرے حقہ پینے کی جناب والا کو اطلاع ہوئی ہے تو آپ نے خواجہ صاحب کی معرفت مجھ سے دریافت فرمایا ہو کہ میں اسکو بضرورت پیتا ہوں یا بطور طلبی اور کچھ اور باتیں بھی ہوئیں جن کی تفصیل مجھے یاد نہیں حاصل اس واقعہ کا جناب والا کی نہایت ناخوشی ہے یعنی خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے ناخوش ہیں۔

دوم یہ کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے مکان پر ہوں رات کا وقت ہی چاندنی رات ہی اس حالت میں ہمارے گھر میں ایک بھورا سور گھس آیا ہم سب ڈر کر کوٹھے پر چڑھ گیے میں کوٹھے پر کود دوسرے قریب کے مکان میں اُتر کر گلی میں چلا آیا اور گلی میں اپنے دروازہ کے سامنے اکھڑا ہوا اور لوگ بھی آ گئے جب وہ سور باہر نکلا تو کسی نے اُسے دبا کر اُس کی تھوتھنی جس سے آدمی اور درختوں کو زخمی کیا کرتا ہے کاٹ ڈالی اُس کی تھوتھنی کھرپے کی طرح تھی رنگت ہلکی شربتی تھی اور قریب قریب شفاف تھی ان واقعات سے مجھپر ایک خاص اثر ہوا۔ بالخصوص واقعۂ ثانیہ سے مجھے خیال ہے کہ شاید مجھے میری صورت دکھائی گئی ہو اگر ایسا ہی تو حق سبحانہ سے میرے لئے دعا فرما دیں کہ مجھپر رحم فرما دیں میرے حقہ پینے کی یہ کیفیت ہے کہ میں عادی تنباکو کا ہوں خواہ پان کے ساتھ مل جاوے یا حقہ میں یا سگرٹ میں اور خصوصیت کیساتھ ان تینوں میں سے کسی کا عادی نہیں ہوں مگر استعمال تینوں طریقوں کا کر لیتا ہوں اور حقہ کو بالکل

دونوں صورتوں پر طبعاً ترجیح دیتا ہوں سگرٹ کا استعمال محض سہولت کیلئے کرتا ہوں یہاں کے قیام میں سگرٹ کا استعمال نہیں کرتا حقہ کبھی مل جاتا ہے تو پی لیتا ہوں یہاں غالب استعمال پان تمباکو کا ہوتا ہے۔

تحقیق۔ ہر چند کہ فی نفسہ تینوں متماثل ہیں کہ ضرورت سے سب میں اباحت اور بلا ضرورت سب میں کراہت مگر عوارض پر نظر کرکے پان تمباکو اسلم ہے کہ وضع اہل علم کے خلاف نہیں اور حقہ اور اُس سے زیادہ سگرٹ و عار یا کفار کی اصل عادت ہے اگر ضرورت کا درجہ نہ ہو تو پان بھی چھوڑ دیجئے ولو تدریجاً اور ضرورت ہو تو وہ دو چھوڑ دیجئے یہ ناخوشی کا دیکھنا (جس کی حقیقت حق تعالیٰ کی ناخوشی ہے یہ اُس کی محض مثالی صورت ہے) یا بنابر عدم ضرورت ہے اور یا بنابر اختیار وضع مخالفین خواب میں وہ صورت آپکی نہ تھی ورنہ آپکو اُس سے ملابست ہوتی نہ کہ مباعدت بفضلہ تعالیٰ امداد دین کے شر کی دفع کی صورت دیکھی۔

حال۔ احقر کا حال یہ ہے کہ آجکل جب کبھی گھر سے خط آتا ہے اُس میں کوئی غمی یا خوشی کی خبر ہوتی ہے یا اور کوئی غمی یا خوشی کی خبر سُنتا ہوں تو جس وقت سُنتا ہوں اُس وقت قلب پر کچھ اثر ہوجاتا ہے بعد میں بالکل منتشر کچھ خیال ہی نہیں رہتا ہے دل پر ایک اطمینان و سکون ہر وقت رہتا ہے خیال ہر وقت اللہ تعالیٰ کیطرف رہتا ہے بعض وقت ذکر کرتا ہوں تو کسی عضو میں حرکت محسوس ہوتی ہے اور ایکدن اثنائے ذکر میں معلوم ہوا کہ سارے بدن میں سوئیں چبھو دیئے جاتے ہیں کل ایک بجے خواب دیکھا کہ حضرت نے بندہ کو بعد مغرب کے بُلایا اور میرا داہنا ہاتھ حضرت نے اپنی گردن پر رکھا اس کے بعد حضرت بندہ کی طرف متوجہ ہوئے فدوی پر توجہ ڈالی اُس وقت میرے قلب کی عجیب حالت ہوئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے سینہ مبارک سے میرے سینہ میں کوئی چیز آرہی ہے جس کی وجہ سے میرا قلب منور اور روشن ہو رہا ہے میں بڑے جوش میں آیا اس کے بعد حضرت نے مجھکو چھوڑ دیا ایک دو آدمی اور بھی ہیں سب پر توجہ ڈالنا شروع کیا اسوقت قلب کی عجیب حالت دیکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام قلب نور سے بھر گیا اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ حضرت تو فرماتے ہیں کہ میں توجہ کسی پر ڈالتا نہیں اور نہ میری عادت ہے مگر میں خیال کرتا تھا یہ توجہ نہیں اور کیا ہے اسکے بعد بیدار ہوگیا طبیعت پر عجیب فرحت معلوم ہوتی تھی سارا دن ایک عجیب حالت نشاط اور فرحت میں گذرا دیگر عرض یہ ہے کہ احقر کو والدین آج دو سال سے بلاتے ہیں حتیٰ کہ رمضان

۴۷

شریف سے پہلے جب میں یہاں آیا تو تین چار خط متواتر آئے کہ جلدی آؤ اور بہت مجبور کر ڈالا تھا مگر میں نے سب کے جواب میں یہی لکھا کہ جبتک میں یہاں حضرت کی خدمت میں چھ سات مہینے نہیں رہوں گا میں ہرگز نہیں آسکتا اسپر وہ لوگ خاموش ہوگئے تھے اب پھر خطوط آنے لگے کہ جلدی آجاؤ بجائے چھ سات مہینے کے آٹھ مہینے ہوگئے اب تمہیں کچھ عذر باقی نہ رہا آج راہ خرچ بھی آگیا بلانے کی وجہ یہ ہے کہ میرے بڑے بھائی صاحب کی شادی کرانی چاہتے ہیں مگر وہ بغیر میرے جانیکے شادی کرتے نہیں رمضان شریف سے پہلے جو مجھکو بلایا تھا اُس وقت شادی کی تاریخ وغیرہ مقرر ہوگئی تھی مگر بھائی صاحب نے شادی نہیں کی اور بھاگ کے کلکتہ کو چلے گئے وہاں سے گھر کو خط لکھا کہ میں بغیر اُن کے شادی نہیں کرتا اب والد صاحب نے مجھکو عاجزی کیساتھ خط لکھا کہ تم جس طرح ہو بہت جلد چلے آؤ لہذا بندہ حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حضرت اس بارہ میں کیا رائے فرماتے ہیں اگر بندہ کیلئے یہاں اور رہنا مناسب ہو تو بندہ اور بھی رہنے کا قصد رکھتا ہے اور اگر جانا مناسب ہو تو چلا جائیگا غرض حضرت میری بہتری جس میں سمجھیں اُس میں میں اپنی مصلحت سمجھتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ میری مصلحت پر حضرت رائے فرمائیں گے گو حضرت کسی کو مشورہ دیتے نہیں مگر میں اُمید کرتا ہوں کہ بندہ کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ کرکے مشورہ دیکر ممنون فرما دیں۔

تحقیق ۔ سب حال پڑھا دل خوش ہوا انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز ترقی ہوگی اب چونکہ بعد جسمانی مضر نہ ہوگا اس لئے وطن جانا مصلحت ہے اور میں بنام خدا آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر کوئی طالب صادق اللہ تعالیٰ کا نام اور راستہ پوچھے یا بیعت بھی ہونا چاہے اُسکی درخواست منظور کرلیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے مخلوق کو نفع ہوگا اور یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ اس اجازت کی اطلاع اپنے خاص خاص محبین کو کردیں۔

حال ۔ خدا کے فضل سے اس وقت بندہ کو بالکل آرام ہے اور یہ بھی آنجناب کو معلوم ہے کہ میرا ذکر و شغل قریب قریب دو ماہ سے نہیں ہوا ہے بوجہ بیماری کے اب آرام ہے اور بندہ پندرہ روز مکان پر رہیگا دن رات تمام خالی ہے آنجناب فرمادیں کہ بندہ کن کن وقتوں میں ذکر و شغل کو شروع کرے بالفعل تو بعد نماز مغرب چار ہزار مرتبہ و طلوع شمس کے بعد چار ہزار مرتبہ

۷۵

لا الہ الا اللہ بغیر آواز بغیر ضرب کے کرتا ہوں عرض یہ ہے کہ ان ایام میں ذکر کی اتنی مقدار ہو کہ پہلی کسر نکل جاوے اگر آنجناب بغیر تبدیل فرماویں تو تحریر فرمادیجئے اور یہ بھی فرمادیجئے کہ ذکر کو سب وقتوں میں بغیر آواز بغیر ضرب کے کوئی یا کسی وقت میں مع ضرب بھی کرلیا کروں جس طرح آنجناب فرماویں اُسی پر عمل درآمد کیا جاوے۔

تحقیق ۔ اس کا تو قصد کرو نہیں کہ گذشتہ ناغہ کی کسر نکل جاوے اور نہ اس کی کوشش کرو کہ پہلے کی برابر ہی ہو اس وقت طبیعت کا تحمل دیکھ کر جس قدر بہت سہولت سے ہوجائے اُتنا رکھو۔

حال ۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کی توجہ سے خطرات اور وسوسوں میں کمی ہے۔

تحقیق ۔ الحمد للہ۔

حال ۔ خطرہ اور وسوسہ میں کیا فرق ہے ارشاد فرمائیے۔

تحقیق ۔ اسکی کیا ضرورت ہے۔

حال ۔ بعض بعض وسوسے ایسے آتے ہیں جس سے دیر تک ندامت اور پریشانی اور حسرت رہتی ہے بار بار یہ خیال ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو تجھ سے اسقدر محبت اور اسقدر شفقت اُن کے متعلق تیرا قلب اسقدر گندہ اور ناپاک

تحقیق ۔ اگر دل سے بُرا سمجھا جاوے کچھ غم نہیں حسرت میں بھی مشغول ہونا مضر ہے۔

حال ۔ اللہ تعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا کی حضرت سے بھی التجا ہے دعا کی رفع خطرات اور وساوس کی۔

تحقیق ۔ دعا بہتر ہے لیکن اگر یہ رفع نہوں کچھ ضرر نہیں۔

حال ۔ تھانہ بھون میں نیند زیادہ آتی ہے ذکر اور تہجد دو مرتبہ آخر شب میں نہ ادا کر سکا نفل نمازوں میں پڑھ لی ذکر بھی دن کو کیا دو روز بعد عصر کھانا کھایا مگر پھر بھی دیر تک سویا لکھنؤ میں ۵ گھنٹے شب کو سوتا تھا یہاں کم از کم سات گھنٹے سوتا ہوں کل سادی چائے بنا کر محض اسلئے پی کہ آنکھ آخر شب میں کُھل جاوے پھر بھی جاگنے کے وقت ۵ بجے تھے حالانکہ دودھ کی چاء بھی اگر شب کو کبھی لکھنؤ میں پی لی ہے بہت کم نیند آیا کی ہے میں چاہتا ہوں کہ شبکو

سوال ایک عرض یہ ہے کہ جو شخص رسالت کی خبر پاکر بھی صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہے تو یہ ناجی ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں

سوال یا خالدا مخلدا جہنمی ہے

جواب۔ ہاں

سوال تو پھر اُس حدیث کا کیا جواب ہے جس میں ہے کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کی تین مرتبہ شفاعت چاہکر چوتھی مرتبہ موحدین کی شفاعت کے لئے اجازت فرمادیگی تو اجازت نہ ملیگی اور اللہ تعالیٰ فرمائیگا انت لست لذالک انما ذالک لی اور پھر اللہ اُن کو جنت میں داخل کریگا حدیث میں واضح ہے کہ یہ لوگ صرف لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہونگے۔

جواب کیا یہ بھی کسی دلیل سے ثابت ہے کہ اُن کو رسالت کی خبر پہونچی تھی پھر بھی اُنہوں نے جحود کیا۔ کتبہ اشرف علی ۲۲ محرم سنہ ۳۹ھ

۷۳

ایک سوال آیا تھا جسکا حاصل یہ تھا کہ دالین پڑھیں یا ظالین ہر ایک کو ایک ایک فرقہ مفسد صلوٰۃ کہتا ہے یہاں سے یہ جواب دیا گیا۔

جواب ضاد کی جگہ دال پڑھنا بھی غلط ظا پڑھنا بھی غلط۔ قصداً غلط پڑھنا گناہ ہے گو بوجہ عموم بلوہ کے نماز دونوں سے فاسد نہیں ہوگی۔ کسی ماہر تجوید سے مشق کر کے صحیح پڑھنے کی کوشش کرے اسپر بھی اگر غلط نکلجاوے تو معذوری ہے۔ کتبہ اشرف علی ۱۰ ماہ صفر سنہ ۱۳۳۹ھ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ عوام مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو خاصکر اُن بچوں کو جو تجارت پیشہ اور نوکر پیشہ ہیں تفہیم تعلیم کے زمانہ میں فن معاش کیطرف رجوع لاکر قرآن مجید کی نعمتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم ہوجاتے ہیں ایسے تمام بچوں کو مدرسوں میں زیر اہتمام علمائے اہل سنت استاد کے ذریعہ ترجمہ علمائے اہل سنت مولانا مولوی رفیع الدین صاحبؒ دہلوی یا مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رح یا مولانا مولوی اشرف علی صاحب سلمہ ان تینوں تراجم میں سے کسی ایک ترجمہ کو یا اسکے سوا جسکو کہ ہمارے علمائے اہل سنت پسند کریں بغیر تعلیم صرف و نحو کے

مدرسوں میں اُستاد کے ذریعہ الفاظ قرآن مجید اور مختصر اردو کے رسالے پڑھنے کے بعد یا اردو زبان بے تکلف جاننے کے بعد ضرور بضرور پڑھانا اور سکھانا چاہیے اسکے لئے ذیل کے دلائل پیش کرتا ہے۔

قرآن مجید کی آیات - اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ط پ۲۰ ع ۱۲ - اس آیت سے تعمیل احکام قرآن مجید فرض ہوا تو قرآن مجید کا سیکھنا ضروری کیونکر نہو - اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ o پ۱۲ ع ۱۱ جب قرآن مجید کے نزول سے سمجھنے کا حکم ہوا تو سیکھنا کیونکر ضروری نہو - اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا o پ۲۶ ع ۷ - قرآن مجید غور کے ساتھ سمجھنا ہوا تو بغیر سیکھنے کے یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے - کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ پ۲۳ ع ۱۱ کے ذیل میں تفسیر فتح البیان میں ہے یہ آیت کریمہ اسپر دلیل ہے کہ اللہ پاک نے قرآن شریف کو اسی واسطے نازل کیا ہے کہ اسکے معنی میں تفکر و تدبر کریں نہ اسلئے کہ بدون تدبر کے فقط اسکی تلاوت کریں - وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ o پ۲۵ ع ۹ - کے ذیل میں تفسیر ابن کثیر میں ہے تم سے اس کی پوچھ ہوگی اور تم اسپر عمل کرنے میں کیسے تھے اور اسکے ماننے میں کیونکر تھے - وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ o پ۹ ع ۱۲ کے ذیل میں تفسیر موضح القرآن میں ہے خدا اور رسول کو پہچاننا اور انکے حکم سیکھنے ہر کسی پر فرض ہیں نہ کرے تو دوزخ میں جاوے - وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا o پ۱۹ ع ۱ کے ذیل میں تفسیر ابن کثیر میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ انہوں نے عرض کی اے میرے رب میری قوم نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا ہے اور یہ اسلئے کہ مشرک قرآن مجید کیطرف کان نہیں رکھتے اور اسکو نہ سنتے اور جب پڑھا جاتا انپر قرآن مجید شور مچاتے اور باتوں میں شروع ہو جاتے یہانتک کہ اسکو نہ سنتے اور یہ ہجران میں سے ہے اور اسکے ساتھ ایمان نہ لانا اسکو سچا نہ جاننا اور اسمیں تدبر نہ کرنا اور اسکو نہ سمجھنا اور اسپر عمل نہ کرنا اور اسکے امروں کو نہ ماننا اور اسکے زواجر سے پرہیز نہ کرنا اور اس سے

پھر کر شعروں قصوں اور کہانیوں سرود وغیرہ کیطرف جانا بھی اسکے ہجران میں سے ہے اور ایسے طریق کی طرف جانا جو رسول سے ماخوذ نہیں ہے یہ بھی قرآن کے ہجران میں سے ہے۔

احادیث شریف۔ عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ رواہ البخاری اس حدیث میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین شخص قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے والوں کو ارشاد فرمایا ہے۔

عن عبیدۃ الملیکی وکانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اھل القرآن لا تتوسدوا القرآن واتلوہ حق تلاوتہ من آناء اللیل والنہار وافشوہ وتغنوہ وتدبروا ما فیہ لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابہ فان لہ ثوابا رواہ البیہقی۔ اس حدیث میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو غور سے سمجھنے کا ارشاد فرمایا ہے بغیر سیکھنے کے غور ممکن نہیں ہے عن حارث الاعور قال مررت فی المسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث فدخلت علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاخبرتہ فقال اوقد فعلوھا قلت نعم قال اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انھا ستکون فتنۃ قلت ما المخرج منھا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدیٰ فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم والصراط المستقیم ھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تلتبس بہ الالسنۃ ولا یشبع منہ العلماء ولا یخلق من کثرۃ الرد ولا تنقضی عجائبہ وھو الذی لم تنتہ الجن اذ سمعتہ حتی قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ من قال بہ صدق ومن عمل بہ اجر ومن حکم بہ عدل ومن دعا الیہ ھدی الی صراط مستقیم رواہ الترمذی والدارمی۔ اس حدیث میں قابل غور یہ ہے کہ خاصکر فتنوں کے زمانہ میں جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قرآن مجید مضبوط پکڑنے کا حکم تاکید شدید سے ارشاد فرمایا ہے تو ظاہر ہے کہ ہمارے زمانہ میں خود اسلام میں نئے نئے گمراہ فرقے پیدا ہوکر فتنہ وفساد مچاتے پھرتے ہیں۔ پھر اہل سنت کے لڑکے و لڑکیوں کو ترجمہ تعلیم قرآن مجید کی کیونکر ضروری نہو۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ اس حدیث سے علم دین کا جاننا ہر ایک پر فرض ہوا تو علم دین میں تعلیم ترجمہ قرآن مجید سب سے مقدم ہے پھر احادیث و تفاسیر و فقہ وعقائد سکھلانا بھی لازمات سے ہے۔

ہندوستان کے مشہور و مستند علماء کرام کے اقوال

شیخ الاسلام مولانا مولوی شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی اپنی کتاب فتح الرحمن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں ومرتبہ این کتاب بعد خواندن متن قرآن و رسائل مختصر فارسی است یا فہم لسان فارسی بے تکلف دست دہد و بتخصیص صبیانِ اہلِ حرف (جمع حرفہ) و سپاہیان کہ توقع استیفاد علوم عربیہ ندارند۔ در اول سن تمیز این کتاب را بایشان تعلیم باید کرد تا اول چیزیکہ در جوف ایشان افتد معنی کتاب اللہ باشد و سلامت فطرت از دست نہ روند و سخن ملاحدہ کہ بمرقع صوفیہ صافیہ مستتر شدہ عالم را گمراہ می سازند فریفتہ نکند و اراجیف (چیز ہائے دروغ) معقولیان خام و سخن مہودان بے انتظام لوح سینہ را ملوث نہ سازد و نیز آنانکہ بعد انقضاء شطر عمر (نیمہ چیزے) توفیق توبہ یابند و تحصیل علوم آلیہ (مثل نحو و صرف) نتوانند این کتاب ایشان را باید آموخت تا در تلاوت قرآن حلاوت یابند و منفعت آں در حق جمہور مسلمانان متوقع است انشاء اللہ العظیم۔ اما در حق صبیان و مبتدیان خود ظاہر است چنانکہ گفتہ آمد۔ اس مضمون میں شاہ صاحب نے خصوصیت کے ساتھ پیشہ ور تمام مسلمانوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو بغیر تعلیم صرف و نحو کے ترجمہ قرآن مجید سکھلانے کے لیے صاف لفظوں میں ہدایت کی ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ اور شیخ الاسلام مولانا مولوی شاہ عبد القادر صاحبؒ محدث دہلوی اپنی کتاب موضح القرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ سننا چاہئے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اسکی صفات جانے اور اُسکے حکم معلوم کرے اور خدا کی مرضی و نامرضی تحقیق کرے کہ بغیر اسکے بندگی نہیں اور جو بندگی نہ بجالائے وہ بندہ نہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پہچان آوے بتانے سے آدمی محض نادان پیدا ہوتا ہے سب چیز سیکھتا ہے سکھانے سے اور بتانے سکھانے والے ہر چند تقریریں کریں اس برابر نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ بتایا۔ اللہ کے کلام میں جو ہدایت ہے وہ دوسرے میں کہیں پر کلام پاک اس کا عربی ہے اور ہندوستانی کو ادراک اسکا محال اسواسطے

۷۶

اس بندۂ عاجز عبدالقادر کو خیال آیا کہ اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرے تب کئی باتیں معلوم رکھئے اول یہ کہ اس جگہ ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہیں کیونکہ ترکیب ہندی عربی سے بہت بعید ہے اگر بعینہ وہ ترکیب رہے تو معنی مفہوم نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ اسمیں زبان ریختہ نہیں ہے بلکہ ہندی متعارف تاکہ عوام کو بے تکلف دریافت ہو۔ تیسرے یہ کہ ہرچند معنی قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی اُستاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اول معنی قرآن بغیر سند معتبر نہیں دوسرے ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام سے بچنا بغیر اُستاد نہیں آتا چنانچہ قرآن زبان عربی ہے پر عرب بھی محتاج اُستاد تھے مولانا مولوی نواب سید صدیق حسن خاں صاحبؒ اپنی کتاب ترجمۃ القرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں سب امت پر یہ بات لازم ہے کہ جسطرح اول اپنے بچوں کو الفاظ قرآن پڑھاتے ہیں اسی طرح اس بات کا بھی اہتمام رکھیں کہ جو بچہ حرف شناس ہوکر اردو زبان پڑھنے سمجھنے لگے اُسکو اول موضح القرآن کا سبق دیں تاکہ وہ قرآن شریف کے لفظی معنی سمجھ لے۔ پھر صفحہ چودہ میں فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ قرآن کا اُتارنا نرے پڑھنے ہی کیلئے نہیں ہے بلکہ اسلئے ہے کہ اسکو پڑھکر اسکا مطلب سمجھیں یہ بات ہر پڑھنے اور ان پڑھے پر واجب ہے۔ پھر صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ سارا قرآن تو حفظ ہو نوک زبان پر ہو طوطے کی طرح رات دن اُسکو رٹے مگر معنی اسکے معلوم نہوں انتہی۔

ان تمام علماء کے اقوال سے بغیر صرف و نحو کے عوام مسلمان لڑکوں کو ترجمۂ تعلیم قرآن مجید سکھلانا صاف لفظوں میں واضح ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ ترجمۂ قرآن و احادیث و تفاسیر کے ترجمے جو عالموں نے تالیف کئے ہیں اُسکو بطور خود بغیر اُستاد کے پڑھنے میں کسی کو ضرر کا احتمال نہیں ہوتا مگر وہی چیز اُستاد کے ذریعہ پڑھنے میں ضرر کا اندیشہ کرنا نہایت تعجب انگیز ہے برخلاف اسکے عمرو کا یہ قول ہے کہ ترجمۂ قرآن شریف بغیر صرف و نحو کے مدرسوں میں اُستاد کے ذریعہ سیکھنے والے دین اسلام سے گمراہ ہو جائینگے گو وہ علمائے اہل سنت کے اہتمام سے بھی کیوں نہ سکھلائے جائیں۔ اسلئے اب ہم مؤدبانہ علماء کرام سے گذارش کرتے ہیں کہ ان ہر دو کے اقوال پر نظر غائر ڈالکر مدلل طور سے بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ الملتمسین (۱) نظر ہاشم الدین (صاحب رئیس وانمباڑی) (۲) ٹی امین الدین (صاحب منہ دار رئیس وانمباڑی) (۳) طیبالم

حاجی ابراہیم صاحب رئیس وانباڑی (۴) فخر الدین لعل بادشاہ صاحب رئیس وانباڑی)

جواب ومنہ الصدق والصواب۔ تعلیم قرآن مجید کا سب کیلئے صغار ہوں یا کبار عوام ہوں یا خواص مطلوب و مامور بہ ہونا ظاہر ہے اور اسمیں تعلیم ترجمہ بھی داخل ہے اسلئے کہ عجم کا ترجمہ سے وہی تعلق ہے جو عرب کا اصل سے اور عوام عرب کو کہیں اسکی تعلیم سے مستثنی نہیں کیا گیا اسلئے عوام عجم کو بھی تعلیم ترجمہ سے مستثنی نہ کیا جاویگا اور روایت لا تعلموہن سورۃ یوسف کی صحت ثابت نہیں ہوئی البتہ اگر کہیں متعلم کی کج فہمی سے اسمیں مفاسد پیدا ہونے لگیں تو خود اُن مفاسد کا انسداد کیا جاویگا اور اس انسداد کی تدابیر امور اجتہادیہ ہیں جو مبنی ہیں تجارب پر کہ اُن میں مصلحین کی آراء مختلف بھی ہوسکتی ہیں سو اسکے اصول یہ احقر اپنے تجربہ کے موافق لکھتا ہے ۱؎ تعلیم کنندہ عالم کامل وحکیم عاقل ہو کہ ترجمہ کی تقریر اور مضامین تفسیر کے انتخاب میں مخاطب کے فہم کی رعایت رکھے ۲؎ متعلم خوش فہم ومنقاد ہو معجب بالرای وخود پسند نہو کہ تفسیر سمجھنے میں غلطی نہ کرے اور تفسیر بالرای کی جرات نہ کرے ۳؎ اگر کوئی مضمون متعلم کے تحمل فہم سے بالاتر ہو اسمیں معلم اُسکو وصیت کرے کہ اس مقام کا ترجمہ محض تبرکاً پڑھ لو یا اجمالاً اسقدر سمجھ لو اور آگے تفصیل میں فکر مت کرو اور وہ متعلم بھی اسکو قبول کرے اسی طرح اگر معلم اوصاف مذکورہ ۱؎ کا جامع میسر نہو تو وہ بھی ایسے مقامات کی بالکل تقریر نہ کرے صرف ترجمہ کی عبارت پڑھا دے چنانچہ ہمارے قصبات میں اکثر لڑکیاں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھتی ہیں مگر اسطرح کہ صرف عبارت پڑھ لی نہ معلمہ تفسیر کی تقریر کرتی ہے نہ متعلمہ اسکی تحقیق محض برکت حاصل کرنا اور بے تکلف جتنا اجمالاً سمجھ میں آجاوے اُسکا سمجھ لینا مقصود ہوتا ہے اسکے بعد یہ مبتدی جب قابل تفسیر سمجھنے کے ہوجاویں خواہ کچھ کتابیں پڑھنے سے خواہ معلومات کی وسعت سے خواہ علماء کی صحبت سے اُسوقت مکرر کسی عالم محقق سے ترجمہ مع حل کے پڑھ لیں ابتدائی پڑھنے پر کفایت نہ کریں اور سوال میں جتنے دلائل اس تعلیم کی مطلوبیت کے لکھے ہیں قواعد شرعیہ سے سب مقید ہیں ان ہی شرائط کے ساتھ چنانچہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بعض شرائط کی باختلاف عنوان تصریح بھی ہے اسی طرح بے اُستاد جو تراجم وتفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی محققین ان ہی شرائط کو ضروری کہتے ہیں اور جہاں ایسا اُستاد نہ ملے

۷۸

وہاں یہ رائے دیتے ہیں کہ اول معلومات دینیہ ضروریہ کو حاصل کریں تاکہ علوم قرآن سے مناسبت ہو جاوے پھر مطالعہ کے وقت جہاں ذرا بھی شبہ رہے وہاں فکر سے کام نہ لیں بلکہ نشان بنا کر جب کوئی محقق عالم ملا کرے اُس سے حل کر لیا کریں اور جو حضرات مانعین ہیں اُن کا منع فرمانا بنا بر اُن مفاسد کے ہے جو اسمیں مشاہد ہیں جنکا سبب اُن شرائط کی رعایت نہ کیا جانا ہے پس اُن سے بھی حُسن ظن رکھنا واجب ہو اور اُن کا اختلاف محض صوری اختلاف ہے اور اختلاف موضوع کے سبب فی الواقع دونوں قولوں میں تناقض نہیں البتہ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ جس عمل میں مفاسد غالب ہوں اگر وہ غیر مطلوب ہو تو نفس عمل سے منع کر دیا جاتا ہے اور اگر مطلوب ہو تو عمل سے منع نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اُن مفاسد کا انسداد کر دیا جاتا ہے اسلئے مانعین کی خدمت میں یہ قاعدہ پیش کرکے مشورۃً یہ عرض ہے کہ تعلیم کی تو اجازت دیجاوے اور مفاسد کا انسداد کر دیا جاوے اور اگر طریق مذکور انسداد کا کافی نہو تو دوسرا طریق مناسب تجویز فرما دیا جاوے واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی ۲۵ صفر ۱۳۳۹ھ

سوال اس دیار میں یہ رواج روز بروز ترقی پذیر ہو رہا ہے کہ لڑکی یعنی منکوحہ کا باپ یا والی لڑکی کو مثل کنیز قیمت ٹھیرا کر لڑکے یعنی ناکح کے باپ یا والی سے بمعاوضہ عقد زر کثیر اخذ کرتا ہے اس رسم قبیحہ کی وجہ سے بہت نتائج قبیحہ عقلیہ و شرعیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں علاوہ بریں اکثر افراد جن کو زر کثیرہ دینے کی استطاعت نہیں ہوتی اُن کو حالت تجرد میں بمجبوری رہنا پڑتا ہے جسکے نتائج نہایت تباہ کن پیدا ہوتے ہیں آجکل طمع دنیوی کا مرض عالمگیر ہو رہا ہے ایسے زمانہ میں بعض دین فروش علماء نے بھی یہاں لڑکی کے نکاح کے معاوضہ میں اُجرت لینے کا فتویٰ دیدیا اور اپنے فتوے کی تائید میں حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آٹھ سال بکریاں چرانے کی شرط پر اپنی لڑکی کے نکاح کا وعدہ کیا تھا اُن آیات کو بطور سند پیش کرکے بیان فرماتے ہیں کہ نص قرآنی سے لڑکی کی اُجرت بمعاوضہ نکاح جائز ہے اور یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی سنت ہے اس فتوے کا اثر یہاں بہت برا پڑ رہا ہے اور بعض اشخاص جن کو خوف خدا تھا وہ بھی لڑکی کی قیمت

لینے پر آمادہ ہوگئے ہیں لہذا استفتاء مرسلہ مع خط ہذا کا جواب کافی و شافی مفصل و مدلل بہ ادلۂ شرعیہ وضاحت سے تحریر پتہ ذیل فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوجئے گا

جواب فی تفسیر بیان القرآن رعی مواشی مدت معینہ تک کا مہر مقرر ہونا ہماری شریعت میں بھی جائز ہے کذا فی رد المحتار اور اگر یہ بکریاں اُن صاحبزادی کی تھیں تب تو مہر کا اُنکو ادا کیا جانا ظاہر ہے اور اگر باپ کی تھیں تو بالغہ کی رضا سے ایسا معاملہ اس شریعت میں بھی جائز ہے اھ یہ حقیقت ہے اس قصہ کی پس اس سے استدلال کرنا اس رسم پر موقوف ہے چند امور کے اثبات پر اول یہ کہ رعی مواشی مہر کے علاوہ کوئی نفع باپ کا تھا جیسا کہ رسم قبیح میں وہ رقم مشروط علاوہ مہر کے ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ بدون اذن منکوحہ کے تھا جیسا رسم قبیح میں منکوحہ کا اذن جو شرعی قواعد سے معتبر ہو حاصل نہیں کیا جاتا بہر حال رسم مذکور میں جو رقم لیجاتی ہے اگر وہ مہر کے علاوہ ہے تب تو رشوت ہے اور قصہ میں اُسکا غیر مہر ہونا ثابت نہیں اور اگر مہر ہے تو نہ دولڑکی کو دیجاتی ہے نہ اُسکی اجازت لیجاتی ہے اور قصہ میں اسکا بدون اذن منکوحہ کے ہونا ثابت نہیں پس یہ استدلال سراسر باطل اور یہ رسم سراسر حرام ہے۔
۲۶ صفر ۱۳۳۹ھ

سوال عرض یہ ہے کہ ان مسائل کا جواب ارشاد فرمایے۔ ۱ ایک شخص نے وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم جو دوسرے رکوع مائدہ کے میں ہے کی جگہ مِيثَاقَهُ الَّذِي وَاَثْقَكُم تراویح میں پڑھا ہے اب یہ نماز جائز ہے یا نہ واو کو عاطفہ سمجھکر ہمزہ پر زبر پڑھا ہے۔
۲ ایک کس نے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی جگہ اَنْعَمْتُ زبر کی جگہ پیش پڑھا پھر جب الحمد پورا ہوا اُسکو یاد ہوا پس بسبب یاد ہونے کے اَنْعَمْتَ کی تا پر زبر پڑھی اب یہ نماز جائز ہے یا نہ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرماویں۔

جواب پہلی غلطی مفسد معنی نہیں بلکہ لفظ کو بے معنے کرنے والی ہے اسلیے نماز ہوگئی اور دوسری جگہ مفسد معنی ہے مگر اُسکا جب تدارک کر دیا گیا تو وہ کالعدم ہوگئی اسلیے اُس میں بھی نماز ہوگئی یہ جواب قواعد سے لکھا ہے جزئیہ نہیں دیکھا بہتر ہے کہ کسی محقق سے بھی پوچھ لیا جاوے۔ ۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

مکتوبات خبرت

از آغاز ۱۳۳۸ھ

سوال۔ گذارش ہی کہ ہفتہ گذشتہ میں بندہ نے رسالہ الامداد کا حوالہ دیتے ہوئے بیعت کی درخواست کی تھی جواباً ارشاد ہوا کہ یہ مطلب جو تم نے سمجھا ہی غلط ہے اور ایک تنبیہ کی طرف بھی اشارہ فرمایا گیا کہ زید کا خدا تک پہونچنا عمرو کے فعل اختیاری پر کسطرح متصور ہے یہ تو حسب ایما و الاد تصریح خدام اعلی سمجھ گیا اب اس بیعت کے متعلق عرض ہی کہ بیعت کے تعلق سے پیر کی توجہ خاص مرید کی طرف ہونا حضور والا ہی کے کلام مبارک سے ظاہر ہے اگرچہ موقوف علیہ نہیں پس بنا بر مزید توجہ (جسکا اثر انشاء اللہ تعالی فیضان برکات اکثری ہے) بیعت کی درخواست کرکے امیدوار اجابت ہوں۔

جواب۔ میرے کلام سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ صحیح ہے مگر مشروط ہے مناسبت کے ساتھ اور مناسبت چندے باقاعدہ کام کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے پس یہ مقدم ہے۔

سوال۔ آجکل ایک خلجان یہ ہو رہا ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ابلیس اپنے اُس چیلہ کی بڑی قدر کرتا ہے جو کہ میاں بی بی میں نااتفاقی پیدا کرا دے اور بندہ کی حالت یہ ہی کہ جب بھی بی بی سے نااتفاقی ہوتی ہے تو توجہ الی اللہ و شوق کی ترقی ہوتی ہی پہلے تو خیال نہیں ہوا اب جبکہ چند مرتبہ ایسا ہوا تو یہ خلجان ہوا کہ ابلیس کی قدر دانی تو باعتبار عظم اضرار کے ہے جیسا کہ شراح تقریر بھی فرماتے ہیں گر بندہ کے حق میں ایک گونہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

جواب۔ اول تو محض نااتفاقی وارد نہیں تفریق وارد ہے دوسرے منفعت عاجلہ مضرت آجلہ کی منافی نہیں تیسرے اسکا فیصلہ کیسے ہوا کہ وہ توجہ معتد بہ ہے خیالی نہیں۔

سوال۔ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ سامنے سے تشریف لاتے ہیں میں دوڑکر آپکے قدموں پر گر گیا تو حضور اپنے ساتھ لیکر ایک چارپائی پر بیٹھ گئے اور پھر میری ران پر سر مبارک رکھکر سو رہے اور میں بدن مبارک دبانے لگا اور حضور لیٹے ہوئے ہیں اتنے میں اور شخص میرے پاس آکر بیٹھ گئے پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مولود شریف کی

مجلس جائز ہے یا ناجائز آپنے فرمایا کہ ہندوستان میں ناجائز ہے شاید دوسرے آدمی نے بھی یہی سوال کیا اور یہی جواب ملا اتنے میں نیند کھل گئی۔

الجواب بالکل سچا خواب ہے سچا ہونے کی علامت قواعد شرعیہ کے ساتھ موافق ہونا ہے۔

سوال۔ زمانہ دراز سے اس جگہ نکاح بغیر کفو میں علماء نے عدم جواز پر بنابر روایت امام حسن رح کے جوکہ جمہور متاخرین کے مفتی بہاہے فتویٰ دیا ہے آں ذات والاصفات نے بھی لکھا کہ میں بھی اس روایت امام حسن صاحب پر فتویٰ دیا کرتا ہوں مولانا ..... صاحب مفتی صاحب دیوبند اور مولانا صاحب ..... سہارنپوری نے بھی الجواب صحیح لکھا عرصہ پانچ سال کا تخمیناً ہوا ہوگا کہ جناب مولانا صاحب ..... کی خدمت میں بھی یہ فتویٰ ارسال کیا تھا آنحضرت نے بھی الجواب صحیح لکھا اور اُسکے ساتھ کچھ اور عبارت بھی لکھی جوکہ پورے سوال کے آخر میں آتی ہے سوال یہ ہے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ سیدزادی بالغہ کا نکاح بلا رضائے ولی غیر قریشی کے ساتھ بنابر روایت نوادر ابتدائی سے نادرست ہے

۲

لفساد الزمان کما فی شرح الوقایۃ وشرح الیاس والدر المختار ورد المختار وقاضیخان و البزازیۃ والطحطاوی وابی المکارم والبرجندی والقہستانی وغیرہا کیونکہ غیر قریشی علویہ کا کفو نہیں ہوتا اور نکاح بغیر کفو لفساد الزمان ابتداءً ہی ناجائز ہے بکر کہتا ہے کہ ظاہر روایت میں نکاح درست ہی اور قطع نظر کتب فقہ سے خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ سیدزادی سے جو کوئی بھی نکاح کرے درست ہے اگرچہ بافندہ وکناس اور اس سے بھی ادنی ہو بشرطیکہ مسلمان ہو کیونکہ قرآن شریف میں فقط ازواج رسول اللہ کو امہات المؤمنین کہا ہے پس سوائے اسکے یعنی سوائے ازواج مطہرات کے کل اولاد رسول اللہ صلعم کی مسلمانوں پر درست ہے تفسیر عباسی وصاوی علی الجلالین ومدارک وخازن وروح البیان میں ہے وھذہ العبارۃ لروح البیان النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم ای منزلات منازلھن فی وجوب التعظیم وتحریم النکاح کما قال تعالیٰ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا واما فیما عدا ذالک من النظر الیھن والخلوۃ بھن والمسافرۃ معھن والمیراث فھن کالاجنبیات و لا یرثن المؤمنین ولا یرثوھن الی ان قال ان معنی ھذہ الامومۃ تحریم نکاحھن

فقط ولما ثبت التحریم خصوصًا لم یتعد الی عشیرتھن فلا یقال لبناتھن اخوات المؤمنین ولا لاخواتھن واخواتھن اخوال المؤمنین وخالاتھم اھ اسپر مولانا... صاحب نے یہ لکھا ہے آیۂ کریمہ مثل امہات تحریم ابدی عام کیلئے ہے یہ بیشک ازواج مطہرات سے خاص ہے ورنہ حسنین کریمین سے تزوج بنات مکرمات نہو سکتی اس سے یہ لازم سمجھنا کہ غیر ازواج مطہرات میں حل مطلق ہے بکر کی غفلت ہے۔ معلوم آیہ سے کہاں تحریم مطلق کی نفی اور کہاں حل مطلق کا اثبات یعنی سالبہ کلیہ کا نقیض موجبہ کلیہ اھ اب یہ عرض ہے کہ جناب مولانا صاحب سے مکالمہ تواب دشوار ہے مولانا صاحب کے کلام میں مجھکو سمجھ نہیں آتی کہ آیا بکر کے کلام کو مد نظر رکھکر کس طور پر یہ اعتراض فرماتے ہیں آیۂ کریمہ میں تحریم مطلق کی نفی کیسے ہوئی اور پھر تحریم مطلق کی نفی سے حل مطلق کا اثبات کیونکر نہیں ہو سکتا جبکہ آیۂ کریمہ میں سوائے حرمت ازواج کے اور کا ذکر بھی نہیں تو وہ اپنی اباحت اصلیہ پر ہے آیۂ کریمہ میں مطلق و مقید یا عام و خاص کا ثابت ہونا میری فکر میں نہیں آتا حضور اسکو سہل عبارت میں تحریر فرماویں اور خود ہی یہ مسئلہ واضح کر دیں کسی غیر پر فقیر کو محمول نفرماویں مولانا صاحب کے کلام کا کشف حضور خود فرما دیں فقط بحرمۃ جزاکم اللہ جمیلاً

الجواب۔ حضرت سیدہ کے کلام میں جو یہ جملہ ہے کہ کہاں تحریم مطلق کی نفی اور کہاں حل مطلق کا اثبات اسکے معنی یہ ہیں کہ بکر جو کہتا ہے کہ قرآن شریف میں فقط ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امہات المؤمنین کہا ہے پھر اسپر بکر نے یہ تفریع کی ہے کہ پس سوائے ازواج مطہرات کے کل اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں پر درست ہے اھ یہ تفریع مسلم ہے مگر اس سے صرف تحریم مطلق کی نفی ہوئی جیسی تحریم فی کل الاحوال ازواج میں تھی ایسی غیر ازواج میں منفی ہے مگر اس سے حل مطلق یعنی غیر ازواج کی حلت فی کل الاحوال لازم نہیں آتی آگے جو اسکا حاصل دوسر عنوان سے فرمایا ہے یعنی سالبہ کلیہ الخ وہ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا مگر اصل مقصود میں مخل نہیں۔

سوال۔ حضرت والا ناکارہ نے اپنی لیاقت کے موافق دو رسالے تالیف کر کے طبع کرائے ہیں جو خدمت میں پیش کرتا ہوں انہیں سے توحید الاسلام جناب والا کے نام نامی سے معنون و منسوب کیا ہے ۔

جواب۔ اب تک اسکی حقیقت میری سمجھ میں نہیں آئی کہ کسی کے نام سے معنون و منسوب کرنے

کے معنی کیا ہیں آیا اُسکو ثواب بخشنا ہے یا اُسکا ارضا، اور اسکے ساتھ تقرب مقصود ہے اور ان سب شقوں پر اُسکے اعلان کی کیا حاجت ہے اسکے متعلق جو آپکا خیال ہو ضرور ظاہر کیجیے کیونکہ میں محض خالی الذہن ہوں۔

سوال ضمیمہ بالا - امید کہ حضور قبول فرماکر رہین منت فرماویں اور دعا فرماویں کہ خدائے پاک اُسکو مقبول فرماکر ذریعۂ مغفرت فرماوے۔

جواب ضمیمہ بالا - دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ یہ مقاصد پورے فرماویں اور اس سب سے بڑھکر یہ دعا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اخلاص نصیب فرماوے اور کسی کے نام سے منسوب کرنے میں اگر کوئی نیت خلاف خلوص ہو تو اُس سے نجات بخشیں۔

سوال - کئی روز کا عرصہ ہوا کہ ایک انگریزی اخبار میں بردوان کا مفصلۂ ذیل واقعہ درج تھا۔ ایک ہندو مرگیا اسکے متعلقین نے اسکے مرنے کے بعد فوراً ہی اُسکی نعش کا فوٹو لیا مگر کیمرا یعنی وہ آلہ جسکے ذریعہ فوٹو لیا جاتا ہے فوٹو لینے کے بعد ویسا ہی رکھدیا گیا اور لوگ متوفی کی کریا کرم میں مصروف ہوگئے دوسرے روز جب اس فوٹو کو کاغذ پر اُتارا تو لوگوں کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ متوفی کی تصویر کے ساتھ پانچ اور تصویریں بھی اسی کاغذ پر اُتر آئیں ان تصویروں کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ایک تصویر تو متوفی کی بیوی تھی اور دوسری اُسکے بیٹے کی اور تین اور تھیں کی جن کو لوگ پہچان نہ سکے مگر سب سے زیادہ تعجب خیز یہ بات تھی کہ اسکی بیوی اور بیٹے کو مرے ہوئے کئی سال گذر گئے تھے مگر نہ معلوم انکی تصویر کیسے اُتر آئی تصویر تو اسی چیز کی اترتی ہے جو شفاف نہو اور نظر بھی آئے مگر یہ معاملہ ہی دوسرا ہے اسی بنا پر اخبار والے اور اسکے متعلقین نے اسپر تعجب ظاہر کیا ہے ایسی صورت میں حضور سے باادب ملتمس ہوں کہ حضور از روئے شرع شریف اس واقعہ کے متعلق آگاہی بخشیں۔

جواب - بدون تصحیح سند و توثیق رواۃ فکر کو تعجب میں ڈالنا ضروری نہیں پہلے اُسکی تحقیق باقاعدہ کرنا چاہیے کہیں اپریل فول تو نہیں اُس اخبار والے سے اُس شخص کا نام و نشان پوچھکر بردوان میں کسی کے پاس خط لکھنا چاہیے کہ وہ واقعہ کے وقت کے حاضرین سے تحقیق کرے جی کو نہیں لگتا۔

السوال - امابعد دو ایک تشکیک ہیں اُن کا جواب شافی چاہتا ہوں امید ہے کہ وقت عزیز اس کار خیر میں صرف کرنے سے دریغ نہ فرمائینگے - ایک مجتہد شیعہ میرے شناسا ہیں ایکدن وہ ایک آبشار کے کنارے پاؤں سکھلا رہے تھے تاکہ وضو کریں میرا اُنسے ذرا مذاق بھی ہے میں نے مذاقیہ کہا کہ کیوں تمام دُنیا سے اُلٹا وضو کرتے ہو سیدھے ہو جاؤ اُسنے فوراً کھڑے ہوکر کہا کہ اِس مسئلہ کو تم لوگوں نے نہیں سمجھا لو سنو فاغسلوا وجوھکم الآیۃ پڑھکر کہا کہ چار فرض ہیں دو کا دھونا فرض اور دو کا مسح کرنا فرض ہے اسکی تشریح تیمم کے مسئلہ نے کردی جن کا دھونا فرض تھا وہ تیمم میں رہ گئے اور جن کا مسح فرض تھا وہ معاف کیے گئے اگر پاؤں کا دھونا فرض ہوتا تو تیمم میں معاف نہ ہوتے چونکہ سر کا مسح معاف ہے معلوم ہوا کہ پاؤں کا بھی مسح تھا جو سر کی طرح معاف ہوگیا انتہی کلامہ - اُسکی اس گفتگو کا مجھ سے کچھ جواب نہ بن پڑا مذاق میں ٹلانا پڑا البتہ اُسوقت سے ایک کھٹک سی دلمیں ہے -

جواب - یہ تو محض ایک نکتہ تھا جو خود موقوف ہے پاؤں کے ممسوح ہونیکے ثبوت پر پھر اِسکے ثبوت کو اُس نکتہ پر مبنی کرنا دور صریح ہے کیا اس استلزام کی کوئی دلیل ہے کہ ساقط ہونا مستلزم ہے ممسوحیت کو تعجب ہے ایسے صریح تحکم سے آپ متاثر ہوگئے -

5

سوال دوسرا - شک یہ ہے کہ جس زمانہ میں حضرت شیخ المشائخ قطب العالمین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اعلی اللہ مقامہ ہجرت کیلئے تشریف فرما ہوئے تھے تو پنجلاسہ سے براہ کیتھل و گمتھلہ قصبہ نام میں تشریف فرما ہوئے چونکہ یہاں پر سردار عبد النبی خاں اور مائی پنجلاسہ والی تھیں اُنکے یہاں قیام فرما کر پھر اُنکے داماد کرنل عبد الرحیم خاں کے گاؤں موضع بڈیر میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں سے روانہ ہوکر دوپہر کو اس بدنام کنندہ کے کوردہ کو منور فرماتے ہوئے بھنڈہ کی جانب نہضت فرما ہوئے جب سے یہ ریگستان کا خطہ آنحضرت کے فیض قدم سے بمقابلہ اور جگہوں کے بدعات وغیرہ سے مامون ہے اور آئندہ والی نسلیں آستانہ گنگوہ پر جبہہ سائی کرتی رہیں کرنل عبد الرحیم کا پوتا محمد ظفر بچپن سے اسی جانب معتقد تھا کیونکہ اُس کی نانی اور والدہ وغیرہ سب آستانہ گنگوہ کی خادمہ ہیں - اتفاق سے وہ فریدکوٹ کے اسکول میں پڑھ رہا تھا کہ اُسکی عابدانہ عادات کو دیکھکر ہیڈ ماسٹر نے کہا کہ تم مرید کسی کے ہو جاؤ اور استخارہ

گر ہو چونکہ حضرت مرشدی و مولائی سیدی و سندی محدث گنگوہیؒ کا وصال ہو چکا تھا اُنکے بعد جسقدر حضرات اُسکے پیش نظر تھے اُنمیں سے اُسکی طبیعت فیصلہ نہیں کر سکتی تھی کہ کسکو ترجیح دے اسلئے اُسنے استخارہ کیا تو خواب میں اُسکو سرور کائنات فداہ ابی و امی کی زیارت ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ .... کے مرید ہو جاؤ اس ارشاد نے اُس نوجوان کو بہت پریشان کیا کیونکہ .... کے یہاں افراط تفریط سب کچھ ہے اور بٹیالہ بھر کی رنڈیاں انکی مرید ہیں قوالی کراتے ہیں عرسوں پر جاتے ہیں صرف صوم و صلوٰۃ کے ضرور پابند ہیں باقی اور جو کچھ اس زمانہ میں پیر کرتے ہیں وہ سب کرتے ہیں لباس بھی گیروا ہے اور مجذوب بھی نہیں نہ اہل علم ہیں معمولی اُردو فارسی وہ بھی کالعدم! موٹے تازے دن بھر مریدوں سے بدن دبواتے اور لن ترانیاں ہانکتے رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ - محمد ظفر نے تین بار استخارہ کیا تینوں بار یہی ارشاد ہوا کہ سائیں جمال شاہ کے مرید ہو جاؤ ناچار بادل ناخواستہ اُن کا مرید ہو گیا -

جواب کیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ مرید ہونیکے قبل کسی محقق سے اس خواب کی حقیقت دریافت کی جاتی یا اب تحقیق کر کے اُس تحقیق پر عمل نہیں ہو سکتا -

۶

سوال حضرت یہ کیا بات ایک شخص کو جو حامیان سنت علماء کا معتقد ہو اُسکو ایک ایسے شخص کی طرف رہنمائی کیگئی جہاں سے اُسکو بظاہر کچھ ہدایت نہو سکے اور ایسا خواب اضغاث احلام بھی نہیں ہو سکتا -

جواب - کیوں نہیں ہو سکتا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو کیا سُننے میں یا سمجھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی پھر جب دو حدیثوں میں تعارض ہوتا ہے قوی کو ضعیف پر ترجیح ہوتی ہے حدیث منامی تو حدیث ضعیف سے بھی ضعیف ہے احادیث یقظہ سے وہ کیوں نہ متروک ہو جاوے گی ۔

سوال بنگالیانیکہ نہ عربی دانند نہ فارسی فہمند وہنگام نیت برادائے نماز نویت ان اصلی الخ بعربی میگویند آنرا ایں بہتر باشد یا بزبان مادری -

جواب نیت نماز باعتبار رعایت خود در زبان مادری بہتر است

سوال - مجھے دعوات عبدیت حصہ چہارم کے دوسرے وعظ ملقب بہ تفاضل الاعمال پر شبہ ہو گیا ہے حضور سے حل کرانا چاہتا ہوں پہلے تو خیال گذرا شاید یہ دریافت کرنا باعث ناراضی

ہوا اور سبب خسران مجھ خاکسار کا ہو جاوے مگر پھر خیال میں آیا حضور کی ذات بابرکات سراپا رحمت ہے اس خیال نے دلیر کیا کہ سوال کروں اُمید کہ اگر اس سوال میں انقباض قلب ہو تو گستاخی معاف کی جاوے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ حضور کو میری وجہ سے تکلیف ہو وہ شبہ یہ ہے کہ حضور نے دعوات عبدیت کے حصہ مذکور بالا میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا ایک قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کا حکم فرمایا اور یہ تینوں باتیں میری مرضی کے خلاف ہیں مگر ارشاد نبوی کے سامنے میں نے اپنی مرضی کو چھوڑ دیا ایک تو یہ کہ میرا رجحان حضرت علی رضہ کی تفضیل کی طرف تھا لیکن حضور نے فرمایا کہ شیخین کو افضل الصحابہ سمجھو دوسرے میرا میلان ترک تقلید کی جانب تھا ارشاد نبوی ہوا کہ مذاہب اربعہ سے باہر نہ ہو تیسرے میں ترک اسباب کو پسند کرتا تھا حضور نے اس سے روک کر تشبث بالاسباب کا حکم فرمایا اب دریافت طلب یہ ہے کہ فضیلت شیخین حدیث سے بھی ثابت ہے یا نہیں اگر حدیث سے ثابت ہے تو اتنے بڑے جلیل القدر محدث کی مرضی خلاف حدیث کے کیونکر تھی اور اگر اس کے متعلق اس میں کچھ ذکر نہیں ہے تو آنحضرت کا فرمان بذریعہ کشف ہوگا جو ظنی ہے یا بذریعہ خواب لیکن خواب کا حکم ٹھیرانا بغیر دلیل کے ناجائز اگرچہ شیطان آنحضرت کی ہمشکل نہیں ہو سکتا مگر اس میں بھی علماء کرام کا اختلاف ہے کہ کونسی شکل نہیں بن سکتا بہر حال خواب بھی ظنی ہوا اور ظن پر عمل خلاف ہے اور دوم اور سوم بھی بقیاس مذکور بالا ہیں اُمید کہ جواب سے سرفراز فرمایا جاوے اور اس سے میرا منشا کسی بزرگان پر اعتراض کا نہیں ہے صرف طبیعت کو ایک خلش ہے جس کا دفعیہ چاہتا ہوں

جواب مراد رجحان و میلان و پسندیدگی طبعی ہے جس میں انسان معذور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی برکت سے طبیعت موافق دلیل کے ہو گئی۔

سوال - بھاگلپور کے اطراف میں تھوڑے دنوں سے یہ عظیم فتنہ برپا ہے لڑکیاں بالغہ اپنے بالغ شوہر سے علیحدہ ہیں کھانا پینا سلام و کلام آنا جانا تمام تعلقات اسلامی متروک ہیں ایک دوسرے کو کافر سمجھتا ہے واقعہ یوں ہے کہ مولوی کچھوچھوی کے مریدین اور وہ آپ حضرات کی تکفیر کرتے ہیں اور تھوڑے حضرات جو اس فقیر کے معتقد ہیں وہ مسلمان اور مقدس سمجھتے ہیں اُن کا اختلاف مولوی صاحب موصوف کی بدولت اُس حد تک پہنچا جس کا اوپر ذکر ہوا حالانکہ

فقیر اور وہ نسبتاً مذہباً مشرباً ایک ہیں مگر مجبوراً اُن کے دعوے کے خلاف اعلان کرنا پڑا اور
کچھوچھہ میں مناظرہ ہوا اور پھر ہوگا ۲۶ ر اکتوبر سے ۸ ر تک آپکے رسالہ حفظ الایمان کے متعلق
گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب نے بعض ضرورت سے مہلت لی اور پھر ۱۱ نومبر سے گفتگو ہوگی
حالانکہ یہ موقع اور وقت ایسے مناظروں کا نہیں ہے لیکن الضرورة تبیح المحظورات
اب چند باتیں دریافت طلب ہیں جواب سے جلد سرفراز فرمائیے مجھے تاریخ سے پہلے کچھوچھہ
شریف حاضر ہونا ہے نمبر ۱ زید مسلمان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالواسطہ
عالم الغیب کہتا ہے اور جناب نے اُسکے قول کی تشقیق اس طرح کی کہ علم غیب سے بعض غیوب مقصود
ہیں یا کل اگر بعض ہے تو ایسا علم تو ہر صبی مجنون وغیرہ وغیرہ کو بھی حاصل ہے اب گذارش
یہ ہے کہ اولاً زید جبکہ مسلمان ہے تو اُسی علم غیب کا انتساب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
کریگا جو آپکی رفعت شان کے مناسب ہو ثانیاً جبکہ علم کا اطلاق بہائم اور انعام پر نہیں آتا ہے
تو علم غیب کا اطلاق بدرجہ اولی نہیں آئیگا اور مجازاً آتا بھی ہو تو اس مقام پر موہم سوء ادب
کی وجہ سے ایسی مثال لکھنا نہ تھا نمبر ۲ جناب کی جس عبارت کی وجہ سے ایک جماعت امت
مرحومہ کی ابتلا میں پڑ کر فقد باء احدھما کی وعید سے پامال ہو کر تباہ و برباد ہو رہی ہے
کیا آپ جیسے علمائے حقانی کا یہ فرض نہیں ہے کہ اُنکو اس تباہی و بربادی سے بچائیں۔ ہے
اور ضرور ہے تو پھر کیوں نہیں جناب اِس عبارت کو حفظ الایمان سے نکال کر دوسری عبارت
جو مناسب ہو اور جس سے لوگ ابتلا میں نہ پڑیں درج فرما کر اخباروں میں مشتہر فرمائیں۔

میرے خیال ناقص میں یہ کام آپ ہی جیسے علمائے حقانی کا ہے اور اُس سے آپ کی
بے نفسی اعلیٰ درجہ کی اور اسلامی ہمدردی پر کافی روشنی پڑے گی اگر مجھ سے کوئی گستاخی عریضہ میں
ہوئی ہو تو اُسکو اسلامی ہمدردی تصور فرما کر معاف فرما دیں اور جلد جواب ذیل کے پتہ
سے ارقام فرمائیں والسلام۔

جواب۔ الطاف نامہ آیا جناب کی خیر خواہی و مشورہ نیک سے ممنون ہوا جزاک اللہ تعالےٰ
گو ایک طالب علم یہ جواب بھی دیسکتا ہے کہ غیر ذوی العقول کیلئے علم کا اثبات خود قرآن مجید
میں موجود ہے قال تعالی والطیر صٰفّٰت کل قد علم صلاتہ الخ جس معنی کر بھی ہو تو وہی

(باقی آئندہ)

تحذیر الانسان

عن ارتکاب

آفات اللسان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان سبحانہ من الجعل اللسان من الانسان معبرا عما یکنہ باطن الجنان فھو بمنزلۃ الترجمان والاسیر المطلق من قیود الھوان بل ھو الرئیس المطلق فی حلبۃ المیدان المرتب علی شہادتہ غایۃ الطاعۃ والعصیان والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ سید ولد عدنان وخلاصۃ الخلاصۃ من نوع الانسان ۔ **امابعد** زبان ایک چھوٹا سا عضو اور حق تعالیٰ کی عجیب صنعت اور ہم پر نعمت ہے مگر باوجود صغیر الجثہ ہونے کے اسکی طاعتیں بھی بہت بڑی ہیں اور گناہ بھی بہت سخت ہیں اسلیے کہ کفر و اسلام کے ظہور کا مدار بھی اسی عضو پر ہے اور کوئی شے موجود ہو یا معدوم اور خالق ہو یا مخلوق متخیل ہو یا معلوم مظنون ہو یا موہوم ایسی نہیں کہ زبان اسکی نسبت نفیاً یا اثباتاً کچھ نہ کہہ سکے ۔ یہ اس عضو میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ اور اعضاء میں نہیں پائی جاتی مثلاً آنکھ ہے کہ وہ الوان اور صورتوں کے سوا کچھ ادراک نہیں کرتی اور کان آوازوں کے سننے کے سوا اور کچھ ادراک نہیں کرتا مگر زبان کی جولانیاں ایسی ہیں کہ اسکو کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو روک سکے یہ ہر میدان میں حق ہو یا باطل چلتی رہتی ہے ۔

جو شخص اس سے بالکل بیفکر ہو جاتا ہے اور اسکو آزاد کر دیتا ہے یہ اسکو ہلاکیوں میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑتی اسلیئے کہ دوزخ میں مونہوں کے بل ڈالنے والی یہی زبان ہے۔ پس اسکی بُرائی سے وہی بچ سکتا ہے جو اسکو شریعت کی لگام پہنا دے اور اسکو بولنے کی اجازت بجز خیر دنیوی یا اُخروی کے نہ دے۔ اور زبان کی آفات بے انتہا ہیں بلا تحقیق و اطلاع بچنا دشوار ہے اسلیئے یہ خیال ہوا کہ زبان کی آفات ایک رسالہ کی شکل میں اگر یکجا جمع ہو کر طبع ہو جاویں تو یہ اسکی آفات لسان سے بچنے کے لیئے محرک اور معین ہوگا اور واعظین کو بھی بیان پر مفید ہوگا اسلیئے احیاء العلوم سے آفات زبان کی جمع کرتا ہوں حق تعالیٰ سُبحانہ اس ناکارہ کو بھی عمل کی توفیق دے آمین ؛

مقدمہ در بیان فوائد خاموشی

امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ کلام کی چار قسمیں ہیں ایک[1] وہ کہ جسمیں بالکل ضرر ہو اور کچھ منفعت نہو اور ایک[2] وہ کہ جسمیں نہ ضرر ہو اور نہ نفع اور ایک[3] وہ جسمیں کچھ ضرر ہو اور کچھ نفع اور ایک[4] وہ جسمیں نفع محض ہے ضرر کا شائبہ تک نہیں سو جس کلام میں بالکل ضرر اور کچھ نفع نہو اُس سے تو بچنا ہی چاہیئے اور جس کلام میں نفع و ضرر مشترک ہوں ظاہر ہے کہ وہ بھی قابل احتراز ہے اور اُس سے بھی اسوجہ سے بچنا ضروری ہے کہ دفع ضرر جلب نفع سے مقدم ہے مثلاً ایک آدمی کو ایک جگہ روپیہ ملنے والا ہو اور کسیقدر بیعزتی بھی ہونیوالی ہو تو عاقل آدمی ہرگز اس امر کو پسند نہ کریگا کہ یہ خیال نفع (ملنے روپیہ کی) ضرر (بے عزتی) اُٹھاوے اور تیسری قسم سے بھی احتراز چاہیئے اسواسطے کہ جس امر میں نہ نفع ہو نہ ضرر وہ از قبیل فضولیات ہے اور فضولیات اور لغویات سے احتراز کرنا چاہیئے۔ امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی سے یہ ہے کہ جس میں کچھ فائدہ نہ ہووے چھوڑ دے (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم) اور ظاہر ہے کہ فضولیات میں پھنسکر ناحق تضییع اوقات کرنا ہے اور آخرت میں ہر کلمہ کا حساب دینا پڑے گا

۲

اسلئے بھی ایسے لایعنی کلام کا ترک ضروری ہے۔ پس ایک قسم کلام کی رہگئی جس میں منفعت محضہ اور ضرر ذرہ بھر نہو اور جب تین حصہ کلام کے برے ٹھیرے صرف ایک ہی حصہ اچھا رہا تو خیال کرنا چاہئے کہ صورت نجات کی اسی میں ہے کہ آدمی اکثر خاموش رہے اور بے ضرورت ہرگز کلام نہ کرے۔ شرح السنہ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی بعضا کلمہ بر بول اٹھتا ہے اور وہ نہیں جانتا مقدار اُس کلمہ کی یعنی کچھ اُسکی حقیقت نہیں جانتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ مجھے اس کلمہ کے سبب سے کتنا گناہ ہوگا اور حق تعالیٰ اُس کلمہ کے سبب سے اُسپر اپنا غضب قیامت[عـــه] تک لکھ لیتے ہیں پس جبکہ زبان کے کلمات کا یہ حال ہے کہ بعضے کلمات سے کہ آدمی مہمل وضع پر کہہ گذرتا ہے ہمیشہ کیلئے مغضوب الٰہی ہوجاتا ہے آدمی کو چاہیے کہ زبان کو محفوظ رکھے اور جب بڑے بڑے گناہ جنکے سبب سے آدمی جہنمی اور مستوجب عذاب ہوتا ہے جیسے کفر و غیبت چغلخوری کذب زبان سے سرزد ہوتے ہیں تو صورت نجات کی یہی ہے کہ آدمی زبان کو روکے رہے اور کلام کم کرے تو اچھا ہے۔ شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں کہ ؎

خاموشی از کذب و غیبت واجب ست ۔ ابلہ است آنکو بہ گفتن راغب ست

؎ ۔ دل ز پر گفتن بمیرد در بدن ۔ گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

صائب کا قول ہے ؎

بطبعم ہیچ مضمونے ز لب بستن نمی آید ۔ خموشی معنئ دارد کہ در گفتن نمی آید

شیخ سعدی رحمہ فرماتے ہیں کہ ؎

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو ۔ چو بگذشت بر عارف جنگ جو

گراین مدعی دوست بشناختے ۔ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

مشکوٰۃ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے توحید اور نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرماکے ارشاد فرمایا کہ کہو تو بتادوں تمھیں ان سب کی جڑ اور اصل (حضرت) معاذ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ حضور صلعم نے زبان اپنی پکڑکے فرمایا کہ اسکو روکے رہو (عـــه[۱]

عـــه[۱] کذا فی المشکوۃ ۱۲ منہ عـــه[۲] شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ قیامت تک سے یہ مراد نہیں کہ قیامت کو وہ غضب ختم ہوجاویگا بلکہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے لیے لکھ لیا جاتا ہے ۱۲ منہ

ف اس حدیث سے بہت بڑا فائدہ خاموشی کا ثابت ہوا کہ زبان کے روکنے سے ایسا نور آدمی کے قلب میں آجاتا ہے کہ اسکی وجہ سے جملہ عبادات اور ایمان کی باتیں سہل ہو جاتی ہیں۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تمام اعضاء زبان کی تعظیم اور خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں خدا سے ڈرتے رہو ہمارے معاملہ میں ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہیگی ہم بھی سیدھے رہینگے اور جو تو ٹیڑھی ہو جاوے گی ہم بھی ٹیڑھے ہو جاوینگے۔

ف یہ حدیث بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زبان کے روکے رہنے سے سب اعمال درست ہو جاتے ہیں اور زبان کے نہ روکنے سے سب خرابیاں لازم آتی ہیں (مشکوۃ صفحہ ۴۱۳) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا مرتبہ آدمی کا بسبب چپ رہنے کے بہتر ہے ساٹھ برس کی عبادت سے (یعنی بیشتر اوقات آدمی کے چپ رہنے میں ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ ثواب ہوتا ہے) اور بھی بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ابو ذر رضی سے کہ تم لازم پکڑو بہت چپ رہنے کو کہ بہت خاموش رہنا شیطان کو دفع کرتا ہے اور امر دین میں مددگار ہوتا ہے۔ اور بھی بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ دو خصلتیں پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں اور ترازوے اعمال میں بہت بھاری ہیں بہت چپ رہنا اور خوش خلقی قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جنکے قبضہ میں میری جان ہے خلائق نے ان دونوں کے مانند کوئی عمل نہیں کیا (مشکوۃ صفحہ ۴۱۵)

ف پیٹھ پر ہلکے ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان اعمال کے کرنے میں کچھ دشواری نہیں۔

امام احمد اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا من صمت نجا یعنی جو شخص چپ رہا بولنے سے نجات پاویگا عذاب قیامت سے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں اُس ذات کی قسم کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں زمین پر کوئی شے زمانہ دراز تک قید کرنے کی زبان سے زیادہ محتاج نہیں (اخرجہ ابن ابی الدنیا فی الصمت) اور عبداللہ بن طاؤس فرماتے ہیں کہ میری زبان درندہ ہے اگر چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ مجھے

ع قال العراقی رواہ الترمذی من حدیث عبداللہ بن عمرو باسناد فیہ ضعف وقال غریب وھو عند الطبرانی باسناد جید ۱۲ منہ

کھا نہ لے ۔ اور امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جسنے زبان کو نہیں روکا دین کو نہیں سمجھا اور اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیزؒ کا ہمارے پاس خط آیا جو میرے اور مکحول کے سوا کسی کو محفوظ نہیں (اور اسمیں یہ لکھا تھا) جس نے موت کا ذکر زیادہ کیا وہ تھوڑی سی دنیا سے راضی ہوگیا اور جس نے اپنے عمل میں سے کلام کو شمار کیا کم ہوگیا کلام اُسکا مگر جسقدر ضروری ہے کہ بلا اُسکے چارہ نہیں اور محمد بن واسع نے مالک بن دینار سے کہا اے ابا یحیی زبان کا حفاظت کرنا لوگوں پر اشد ہے دینار اور درہم کی حفاظت سے ۔ منقول ہے کہ ربیع بن خثیمؒ (کوفہ کے رہنے والے بڑے ثقہ اور عابد ہیں) نے چالیس سال تک کوئی دنیا کی بات نہیں کی اور جب صبح ہوتی کاغذ دوات لیکر بیٹھ جاتے پس جو بات کرتے اُسکو لکھ لیتے پھر شام کو اپنے نفس سے محاسبہ کرتے ۔ اللہ اکبر یہ لوگ تھے اصل دیندار

ان جملہ امور مذکورہ سے ثابت ہوا کہ بیہودہ گوئی نہ چاہیے بلکہ اکثر سکوت مناسب ہے اسلیے یہ مناسب ہے کہ جو بات کہنی ہو تھوڑی دیر پہلے تامل کرے کہ اس سے حق تعالی جو کہ سمیع بصیر ہیں ناخوش تو نہ ہونگے انشاء اللہ تعالی پھر کوئی بات گناہ کی منہ سے نہ نکلے گی ۔

قال العارف الرومی ؎

این زبان چوں سنگ و فم آہن وش است [عہ]	وانچہ بجہد از زبان چوں آتش است
سنگ و آہن را مزن باہم گزاف	گہ ز روئے نقل گہ از روئے لاف

ایضاً ؎

ای زبان بس تو زیانی مر مرا [سہ]	چوں توئی گویا چہ گویم مر ترا
ای زبان ہم آتش و ہم خرمنی	چند ایں آتش دریں خرمن زنی
در نہاں جاں از تو افغاں میکند	گرچہ ہرچہ گوئیش آں میکند
ای زبان ہم گنج بے پایاں توئی	ای زبان ہم درد بے درماں توئی
ہم صفیر و خدعۂ مرغاں توئی	ہم انیس وحشتِ ہجراں توئی
ہم صفیر و رہبر یاراں توئی	ہم انیس و ظلمتِ کفراں توئی

عہ یہ زبان مثل سنگ کے اور دہن مثل آہن کے ہے اور زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اسکی مثال آگ کی سی ہے سنگ و آہن کو بے سوچے سمجھے مت رگڑو (یعنی ضرر رساں باتیں مت کہو) خواہ بطور نقل کے خواہ بطور دعوے کے ۱۲ کلید مثنوی

سہ اے زبان تو میرے لیے بڑی زیان ہے اور میں تجکو کیا کہوں جبکہ تو خود ہی بولنے والی ہے اے زبان تو آتش بھی ہے اور ہے اور خرمن بھی جو تو اس خرمن میں آگ کہاں تک لگا دیگی باطن میں جان تیرے ہاتھوں سے فریاد کرتی ہے اگرچہ یہ بھی ہو کر تو

چند امانم میدہی اے بلے ماں — اے تو زہ کردہ بکین من کماں

ولہ ایضاً

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار — مدتے خاموش کن ہیں ہوشدار

اور امام بخاری نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا جو کوئی ضامن ہو میرے لئے اُس چیز کا جو درمیان دونوں کلوں اسکے ہے (یعنی زبان) کا اور اُس چیز کا جو درمیان دونوں پاؤں اُسکے ہے (یعنی عضو مخصوص) کا میں ضامن ہوں اُسکے لئے بہشت کا (یعنی جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے اُن گناہوں سے جو زبان سے متعلق ہیں علیٰ ہذا القیاس عضو مخصوص کو جناب رسول اللہ ضامن ہیں اُسکے لئے بہشت کے مشکوٰۃ صہ۴۱۲) اور ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ حضور ؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کیا جانتے ہو کون چیز آدمیوں کو جنت میں زیادہ داخل کرے گی (دو چیزیں ہیں) خدا کا خوف اور حسن خلق اور جانتے ہو کون چیز آدمیوں کو دوزخ میں زیادہ داخل کرے گی دو جوف دہن اور عضو مخصوص (مشکوٰۃ صہ۴۱۲) امام مالک حضرت عمر کے غلام اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (حضرت) عمر ؓ ایک دن حضرت ابابکر الصدیق ؓ پر داخل ہوئے ایسی حالت میں کہ حضرت صدیق اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر نے عرض کیا ٹھہئے خداوند تعالیٰ آپکے لئے مغفرت کرے (ایسا کیوں کرتے ہو) پس فرمایا صدیق اکبر نے اس زبان نے یقیناً مجھے ہلاکیوں میں ڈالا (مشکوٰۃ)

(غیبت کے بیان میں)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۔ یعنی غیبت نہ کریں بعضے تم میں سے بعضوں کی کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی اس بات کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی مرے ہوئے کا سو گھن آئے تم کو اس سے

ف اس آیت سے بہت برائی غیبت کرنے والوں کی ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسکو مردار خوار ٹھیرایا اور مُردار خواروں میں بھی بہت بُری قسم کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاوے خداوند تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ غیبت زیادہ بُری ہے زنا سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کسطرح غیبت زیادہ بڑی ہے زنا سے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جو زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے خداوند تعالیٰ اُسے بخشدیتا ہے اور غیبت کرنے والا بخشا نہیں جاتا جبتک وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہے (یعنی غیبت حق العبد ہے اور حقوق العباد کی توبہ سے معافی نہیں ہوتی جبتک کہ صاحب حق نہ بخشے مشکوٰۃ ص۴۱۵)

ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا کہ ناخون اُنکے تانبے کے تھے اور وہ اپنے موہنوں کو اپنے ناخنوں سے کھسوٹتے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اُنہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کھاتے ہیں گوشت آدمیوں کا اور پڑتے ہیں اُنکی آبروؤں میں (یعنی غیبت کرتے ہیں تیسیر الوصول)

اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ دو شخصوں نے نماز ظہر یا عصر کی پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے جب جناب رسول اللہؐ نماز پڑھ چکے آپنے فرمایا کہ تم وضو پھر کرو اور نماز پھر پڑھو اور یہ روزہ تو اپنا قائم رکھو مگر اسکے بدلہ ایک روزہ اور رکھیو ان دونوں نے عرض کیا کہ کیوں یا رسول اللہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمنے فلانے کی غیبت کی مشکوٰۃ

ف اس حدیث سے بھی غیبت کرنے والوں کی بہت بُرائی معلوم ہوئی کہ حضورؐ نے غیبت کی وجہ سے وضو اور نماز اور روزہ کے اعادہ کا حکم فرمایا اور اسی سبب سے فقہا اس بات کے قائل ہیں کہ غیبت کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے اور روزہ بھی مکروہ ہو جاتا ہے اور اسی وضو مکروہ سے چونکہ ان دونوں نے نماز پڑھی تھی اسلئے آنحضرتؐ نے اعادہ نماز کا حکم فرمایا اور اصل یہ ہے کہ طاعت سے بیشتر معصیت کرنا اُس طاعت کے کمال میں موجب نقص ہے جیسا کہ بعد معصیت کے طاعت کرنا موجب خفت معصیت ہے اور حضورؐ نے اعادہ نماز اور روزہ کا جو حکم فرمایا تو یہ ان دو شخصوں کے لیے مخصوص تھا فتوی عامہ نہیں یا حضورؐ نے بوجہ کراہت اعادہ اعادہ صوم اور نماز کا حکم فرمایا اسوجہ سے کہ اور حدیثیں جو مفطرات صوم اور نواقض وضو میں وارد ہیں اُن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیبت مفطر صوم اور ناقض وضو نہیں ہے۔ اور سفیان ثوری اس حدیث سے اس امر کے قائل ہیں کہ غیبت مفسد صوم ہے مگر اور ائمہ و علما مفسد نہیں فرماتے

اور حضورؐ کے ارشاد کو تغلیظ اور تشدید پر محمول فرماتے ہیں واللہ اعلم۔

حقیقت غیبت

امام غزالی فرماتے ہیں کہ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کا عیب اُسکی پس پشت اور اُسکی عدم موجودگی میں بیان کرے خواہ وہ عیب اُسکے بدن میں ہو یا نسب میں یا خلق میں یا فعل میں یا قول میں یا دین میں یا دنیا میں۔ غرضیکہ اُس کپڑے میں بھی جسکو پہن رہا ہے اور اُس گھر میں بھی جسمیں رہتا ہے اور اُس جانور میں بھی جسپر سوار ہوتا ہے عیب نکالنا اور پس پشت ایسا عیب بیان کرنا کہ اگر اسکے سامنے بیان کیا جاوے تو اُسے ناگوار گذرے غیبت ہے۔

(۱) بدن میں عیب نکالنے اور عیب بیان کرنے کی یہ صورتیں ہیں کہ کانا ہونا بھینگا ہونا گنجا ہونا ٹھنگنا ہونا کشیدہ قامت ہونا بدصورت ہونا وغیرہ وغیرہ بیان کرے تو ظاہر ہے کہ کسی کے یہ عیوب اگر اُسکے مُنہ کے سامنے بیان کیے جاویں تو اُسے ناگوار گذرتے ہیں اسیوجہ سے اگر ان عیوب کو پس پشت بھی بیان کیا جاویگا تو غیبت میں داخل ہونگے۔

(۲) نسب میں عیوب اور نقائص بیان کرنا حرامی ہے جولاہا ہے تیلی ہے نیلگر ہے لوہار ہے وغیرہ اور جن امور میں نسباً فخر کیا جاتا ہے وہ امور بیان کرنا غیبت نہیں۔

(۳) خلق میں عیوب بُری عادت ہے تیز مزاج ہے متکبر ہے بخیل ہے بزدل ہے وغیرہ

(۴) عیوب متعلق افعال دینی۔ چور ہے زناکار ہے جھوٹا ہے ظالم ہے شرابی ہے خائن بے نمازی ہے نجس رہتا ہے وغیرہ۔

(۵) عیوب متعلق افعال دنیاوی۔ بے ادب ہے مسخرہ ہے خوراک بہت ہے۔ سوتا بہت ہے۔

(۶) عیوب متعلق ثوب۔ کرتہ بہت لانبا ہے پاجامہ ٹخنوں پر ڈالے رکھتا ہے وغیر ذالک غرض جملہ عیوب خواہ وہ کسی امر کے متعلق ہوں جب کسی کے پس پشت بیان کیے جاویں کہ اگر اُسکو خبر پہونچے تو اُسکو بُری لگے یہ سب غیبت میں داخل ہے۔ بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ وہ اُمور جو شرعاً منہی عنہ ہیں اُن عیوب کا پس پشت ذکر کرنا جائز جیسے زانی تارک صلوٰۃ

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

التوضیح المزید

ترجمہ

کنہ مالا بدمنہ للمرید

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین **امابعد** حبیب احمد کیرانوی عرض پرداز ہے کہ رسالہ کنہ مالابدمنہ للمرید مصنفہ شیخ اکبر محی الدین عربی قدس سرہ چونکہ ایک مختصر اور نہایت کارآمد رسالہ تھا جسمیں طالب خدا کیلئے ایک مختصر مگر جامع دستور العمل بتایا گیا ہے اور عام لوگ بوجہ عربی زبان میں ہونیکے اس سے نفع حاصل کرنیسے قاصر تھے اس لئے احقر اس کا ترجمہ عام فہم اردو میں شائع کرتا ہے جو صاحب اس سے نفع حاصل کریں احقر کے لئے اور مالک مطبع امداد المطابع کیلئے دعائے خیر فرماویں جو کہ اس کار خیر کے محرک اور اس کے اشاعت کرنے والے ہیں واللہ الموفق وہو المعین **ف**۔ اس رسالہ میں جو عبارت بین القوسین ہوگی اس کو احقر کی عبارت سمجھنا چاہیے جو توضیح ترجمہ کیلئے بڑھائی گئی ہے ✣

ترجمہ رسالہ کنہ مالا بد منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلے اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم اما بعد اے خواستگار ہدایۃ طالب حق تونے ان باتوں کی حقیقت (مغز) دریافت کی ہے جو تیرے لئے (راہ عمل میں) ضروری ہیں (اور جنپر کاربند ہونا تجھپر لازم ہی) سو میں نے ان اوراق میں تیری درخواست کو قبول کیا ہی اور تجھے وہ امر بتلائے ہیں جنپر عمل ہونا تیرے لئے ضروری ہی) واللہ ولی التوفیق (۱) اے طالب حق خدا ہمیں اور تجھے اپنی اطاعت کی توفیق دے اور ہمیں اور تجھے اس کام میں لگائے جو اُسے خوش کرے (اور پسند ہو جاننا چاہیئے کہ خدا کا قرب بدون اسکے ہمکو بتلانے اور کرانیکے معلوم نہیں ہو سکتا (اور جبتک وہ یہ نہ بتلائے کہ فلاں بات سے میرا قرب اور میری رضا حاصل ہوتی ہی اسوقت تک ہم اسکو اپنی عقل سے معلوم نہیں کر سکتے) اور الحمد للہ وہ یہ کر چکا ہی چنانچہ اسنے (دنیا میں) پیغمبر بھیجے اور (اُنکے ذریعہ سے) سعادت ابدیہ (قرب حق سبحانہ) تک پہنچانیوالی راہیں صاف صاف بتلادیں سو ہم انپر ایمان لے آئے اور ہم نے انکی تصدیق کی (اس سے ایک بہت بڑا مرحلہ طے ہوگیا) اور (اب صرف) ان کاموں میں لگنا باقی رہگیا جنپر ہم ایمان لاچکے ہیں اور جو کہ شریعت کے مقرر کرنیسے مومنین کے قلوب میں جاگزیں ہو چکے ہیں (سو حق تعالے سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں ان کاموں میں لگائے اور خود ان کیلئے جد و جہد کرنی چاہیے اب ہم ان اعمال کی تفصیل کرتے ہیں) سو اے طالب حق سب سے پہلی چیز جو تجھپر لازم ہی وہ اپنے خالق کی توحید اور امور مستحیلہ سے اسکی تنزیہ ہی (یعنی خدا کو ایک جاننا اور جن امور کا خدا کیلئے ثابت ہونا محال ہی اُن سے اُسکو پاک اعتقاد کرنا) سو توحید کی دلیل تو یہ ہی کہ اگر کوئی دوسرا معبود بھی ہوتا تو بوجہ دونوں کے اختلاف اور نظام (عالم کی مخالفت کے خواہ یہ اختلاف و مخالفت موجود و محقق ہوں یا مقدر و مفروض خدا تعالی کا ہر فعل ناقابل وجود ہو جاتا (تحقق وجود خلاف و مخالفت کی صورت میں تحقیقات اور فرض وقوع اختلاف و مخالفت کی صورت میں تقدیراً) اور (اس طرح) نظام عالم بگڑ جاتا (خواہ تحقیقاً یا تقدیراً) اور فساد عالم تحقیقاً یا تقدیراً مستلزم ہی اسکو کہ خدا خدا نہ رہے جس کی وجہ عنقریب معلوم ہوگی اور یہ محال ہے تو جو امر اسکو مستلزم ہوگا وہ بھی محال ہوگا اسلئے فساد عالم بطریق تزاحم و تخالف محال ہے اور

۲

یہ محال لازم آیا جو چند خدا ماننے سے اسلئے وہ بھی محال ہے پس توحید ثابت ہے اور یہی مطلب ہے
حق تعالیٰ سبحانہ کے اس قول کا لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا (یعنی اگر آسمان و زمین
میں خدا کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو نظام آسمان و زمین درہم برہم ہو جاتا خواہ تحقیقاً خواہ تقدیراً۔
کیونکہ ایک خدا ایک فعل کو چاہتا اور دوسرا اسکے خلاف چاہتا یا چاہ سکتا تو اس تزاحم کی وجہ ایک کا
ارادہ ظہور میں آتا یا آسکتا اور نہ دوسرے کا تو نظام عالم تحقیقاً یا تقدیراً بگڑ جاتا اور ہر خدا عاجز و بے
بس ہو جاتا اسلئے کوئی بھی خدا نہ ہوتا کیونکہ خدا کیلئے یہ لازم ہے کہ اپنے ارادہ اور اپنی مشیت سے
جو چاہے کرے اور کوئی اسکی مزاحمت نہ کر سکے اور دو یا زیادہ معبودوں کی صورت میں یہ بات نہ ہوتی اسلئے
کوئی بھی خدا نہ ہوتا پس ثابت ہوا کہ خدا صرف ایک ہے اور اسکا شریک و سہیم کوئی نہیں) اور (جبکہ توحید
بدلیل قطعی ثابت ہو چکی تو) شرک کرنیوالکی (لغویات اعتقادیہ و عملیہ کی) پرواہ نہ کرنا اور (اسکے اوہام باطلہ
کی طرف التفات نہ کرنا اول تو اسلئے کہ توحید دلیل قطعی سے ثابت ہو چکی ہے دوسرے اسلئے کہ)
تجھے (مشرکین کے مقابلہ میں) توحید پر دلیل قائم کرنیکی ضرورت ہی نہیں کیونکہ تو جس کو ثابت کرنا
ہے اس کا خود مشرک بھی اقرار کرتا ہے یعنی ایک خدا اور تیرے نزدیک تھا وہ بھی اسکے وجود کو تسلیم کرتا ہے (پس اسکے
اقرار سے تو بار ثبوت سے سبکدوش ہو گیا ہاں وہ مشرک ایک دوسرے خدا کے وجود کا دعویٰ کرتا ہے)
اور تیرے دعوے پر اس نے شریک (اور دوسرے خدا) کا اضافہ کیا ہے پس اس زائد کے اس بات
کیلئے اس کے ذمہ دلیل ہے کیونکہ تیرے مدعا کو اس نے تسلیم کر لیا ہے اسلئے تو بار ثبوت سے سبکدوش
ہو گیا اور جس کا وہ مدعی ہے تو اس کا منکر ہے اور بار ثبوت مدعی کے ذمے ہوتا ہے لہٰذا بار ثبوت خود اس
مشرک کے ذمہ ہے اور تیرے لئے اسقدر گفتگو توحید کے بارہ میں کافی ہے (کیونکہ اس میں خود اپنے
مزید اطمینان کیلئے دلیل توحید بھی آ گئی اور مخالف کا منہ بند کرنیکا رستہ بھی معلوم ہو گیا اور زیادہ بحث
کی ضرورت نہیں) کیونکہ وقت قابل قدر چیز ہے (اسکو فضول اور ضرورت سے زائد امور میں
ضائع نہ کرنا چاہئے اور (تیری) عقل سلیم ہے (لہٰذا اسکے لئے گذشتہ تقریر کافی ہے) اور مخالف (و
معاند) کی آنکھ ہی نہیں (جو حق کو دیکھ سکے اسلئے اس کیلئے نہ یہ مختصر تقریر کافی ہے اور نہ طول طویل
گفتگو سے اسے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے لہٰذا اسیقدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے) والحمد للہ تعالیٰ (علی ہذا التقریر
الموجز المثبت للتوحید والضیم للمخالف العنید) رہی تنزیہ سو وہ تجھ پر مشبہ اور مجسمہ کے دجل سے بہت زیادہ

ضروری ہے کیونکہ اس زمانہ میں انکا غلبہ ہے (جس سے اندیشہ ہے کہ تجھپر بھی ان کا جادو نہ چل جاوے) اے بھائی تو حق سبحانہ کے قول لیس کمثلہ شیئ پر اعتقاد رکھ (یعنی خدا کے مثل اور اُسکے مشابہ کوئی چیز نہیں) اور تیرے لئے حق سبحانہ کا یہ قول کافی ہے کیونکہ جو وصف (قرآن یا حدیث میں ایسا ہوگا جو بظاہر) اس آیت کے خلاف ہوگا وہ (فی الحقیقة) ایسے معنی کیطرف راجع ہوگا جو اس آیت کے مناسب ہیں (کیونکہ کلام خدا اور کلام رسول میں تناقض و تخالص محال ہے) مگر تجھے اس معنے کی تعیین و تفصیل کی ضرورت نہیں تو ان اوصاف کا مجملاً اعتقاد رکھ اور یہ بھی اعتقاد رکھ کہ وہ اوصاف مخلوق کے اوصاف کے مشابہ و مماثل نہیں کیونکہ قرآن میں لیس کمثلہ شیئ منصوص ہے) اور تو اسپر اضافہ نکر اور نہ اس مقام سے ٹل (بلکہ اُن اوصاف کا اجمالاً اعتقاد رکھتے ہوئے لیس کمثلہ شیئ پر جمارہ) اور (جس طرح قرآن میں لیس کمثلہ شیئ آیا ہے) یونہی حدیث میں کان اللّٰہ ولا شیئ معہ آیا ہے (یعنی خدا تھا اور اسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور علماء نے قواعد شرعیہ و دلائل عقلیہ سے اسپر) وھو الآن علی ما علیہ کان بڑھایا ہے (یعنی خدا اب بھی ویسا ہی ہے جیسا خلق عالم سے پہلے تھا پس (حدیث اور علماء کے اضافہ کا حاصل یہ ہوا کہ خدا کے عالم کے پیدا کرنے سے اسکو کوئی ایسی نئی صفت حاصل نہیں ہوئی جو اسوقت نہو جبکہ عالم موجود نہ تھا پس تو وجود عالم کے بعد بھی اسی تنزیہ کا اعتقاد رکھ جس کا تو اس حالت میں اعتقاد رکھتا تھا جبکہ نہ عالم موجود تھا عرش اور نہ کوئی اور شئے اور اسکے سوا خدا کی شان ان باتوں سے نہایت ارفع ہے جو (مشبہ و مجسمہ) ظالم (و منکر تنزیہ) اسکی نسبت کہتے ہیں اور جو آیت یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (منقول) حدیث بوجہ اُن معنی کے جو کلام عرب یا اُس شخص (یعنی نبی) کی (مادری) زبان سے جسپر یہ تبلیغ و ایصال پیام نازل کیا گیا ہے متبادر (یعنی بطور معنی اولی و حقیقی کے) حاصل ہوتے ہوں ایہام تشبیہ پیدا کرتی ہو تو اس ایہام کو چھوڑ کر تجھپر لازم ہے کہ اسپر اسطرح ایمان لائے جس طرح خدا اسکو جانتا ہے اور جس طرح اس نے اسکو نازل کیا ہے نہ کہ اس طرح جس طرح تو اس کو خیال کرتا ہے اور اسکے (تفصیلی) علم کو خدا کے سپرد کر دے (کیونکہ وہ ان آیات و احادیث کے معانی متبادرہ سے منزہ ہے) لیس کمثلہ شیئ کے بعد (یعنی اس سے بڑھکر) کوئی ایسی چیز نہیں جس سے کسی منزہ و مقدس کی تنزیہ کیجا سکے کیونکہ حق تعالےٰ نے لیس کمثلہ شیئ فرما کر اپنے تنزیہ مناسب کے سبب پاکیزہ عنوان سے اپنی تنزیہ فرما چکے ہیں۔

مختصر فہرست کتب کتبخانہ مطبع امداد المطابع تھانہ بھون

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
تہذیب السالکین ترجمہ کتاب الثلاثین	۱۰/	ملفوظات دعوات حصہ ہفتم	۲/
زوال السنۃ	۳/	شکر النعمۃ	۰۳/
تربیت السالک حصہ اول	۴/	عمل الذرہ	۰۲/
〃 〃 دوم	۴/	الخضوع	۳/
〃 〃 سوم	۸/	الحبور	۰۲/
خیر العبور سفرنامہ گورکھپور	۱۲عہ	الشذور	۲ـ/
وعظ الذکر } الخیانۃ	۴/	الغضب	۲/
		تجارت آخرت	۰۱/
وعظ مظاہر الاحوال	۴/	تذکیر الآخرت	۰۱/
وعظ الافتضاح	لہ/	اشرف المواعظ حصہ اول	۸/
دعوات عبدیت حصہ ہشتم مکمل	۴عہ/	〃 〃 حصہ دوم	۶/
متفرق مواعظ دعوات حصہ ہشتم		〃 حصہ سوم	۶/
وعظ الوقت	۲/	مناجات مقبول	۹/
وعظ الشعبان	۱ـ/	توبۃ النصوح	عہ/
وعظ الصیام	۲/	گلدستہ تعلیم	۴/
وعظ الفطر	ضر/	اصلاح القلوب	۲/
ملفوظات حصہ ہشتم	۲/	اسلام کے عقائد	۰۱/
متفرق مواعظ دعوات حصہ ہفتم		علاج ظلم	۰۱/
تفصیل الذکر	۰۱/	اصلاح المومنین	۰۱/
〃 العفۃ	۱/	اصلاح اللعبین	۰۱/
الغرۃ	۱/	مآل التہذیب نو مقالہ	۲عہ/

اصول و مقاصد رسالہ ہذا اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہ ہوگا۔

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کریگا۔

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع ٹائیٹل کے اڑھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جائیگا قیمت سالانہ سے رہیگی۔

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں سب حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری کا اضافہ کر کے ہے کا وی پی ہوگا۔

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۸) جو صاحب درمیان ماہ یا اسکے بعد خریدار ہوں گے اُنکی خدمت میں کل پرچے ابتداء یعنی رجب ۱۳۳۹ھ سے بھیجے جاوینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائیں گے۔

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاوے گی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہیں گے تو بقایا قیمت واپس کر دی جائیگی۔

(۱۰) رسالہ ہذا کی ترتیب مضامین میں (جماعت انتخاب التالیفات) مقیم خانقاہ تھانہ بھون مدیر کو معاونت فرما کر مشکور فرماتی رہیگی۔

(۱۱) الامداد کے متعلق جملہ تحریرات بنام مدیر ہونی چاہئیں۔

(۱۲) جواب کیلئے جوابی خط آنا چاہیئے جو صاحب خریداران رسالہ ہیں براہ مہربانی پتہ کیساتھ نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہ ہو۔

المؤلف

رفیق احمد مالک امداد المطابع و مدیر رسالہ الامداد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

عہ دلیل اس عقد کے جواز کی ردالمحتار مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۲ھ جلد رابع صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر مذکور ہے ۱۲ منہ

رجسٹرڈ نمبر اے ۲۷

قال اللہ تعالیٰ

الذین اوتوا العلم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امتثالاً للآیۃ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادت در علوم و امداداً للحدیث کہ دال است بر مندوبیت تحدث از فضل و انعام

صحیفہ شہریہ ملقب بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاویٰ فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاوی فیما یتعلق بالسوانح الجدیدۃ و تربیۃ السالک

فی الاحوال الخاصۃ من السلوک و الرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ و ملفوظات خیر و مکتوبات

خیر فی العلوم المختلفۃ النقلیۃ والعقلیۃ و معارف العوارف فی السلوک و اصلاح انقلاب فی الفقہ

از افادات سلسلہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دام ظلہ است باز اجل ان از افاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ

محمد امداد اللہ قدس سرہ لقب صحیفہ شہریہ ست بہ تبرک بنام نامی حضرت منہا الاشتقاق کہ از تحقیق دائرہ دیگر اہل فضول ست

عدد ۲ و ۳	بابت ماہ شعبان و رمضان سنہ ۱۳۳۹ھ	جلد ۲

باہتمام الاحقر رفیق احمد

از مطبع ... تھانہ بھون

این صحیفہ کامدش امداد نام — یافت از امداد المطابع انتظام

فہرست مضامین رسالہ الامداد بابت شعبان و رمضان ۱۳۳۹ھ

(٭)(جو)(٭)

به برکت دعا حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے شائع ہوتا ہی

ہمارے ناظرین

ہر پرچہ کو شروع کرنیکے وقت اس سے پہلے پرچہ کا ایک صفحہ یا نصف صفحہ دیکھ لیا کریں تو انشاء اللہ موجب مزید لطف ہوگا ۔ (مدیر رسالہ)

آگ سے بھروا رکھی تھیں جو بت پرستی نہ کرتا تھا اُس کو آگ میں پھینک دیتا تھا۔ ایک موحد عورت آئی اُس کے پاس ایک بچہ تھا اُس عورت کو کہا کہ تو بت کو سجدہ نہ کرے گی تو اس بچہ کو آگ میں پھینک دیں گے اُس نے صاف انکار کیا چنانچہ اُس بچہ کو آگ میں پھینک دیا اُس بچہ نے آگ میں سے ماں کو ندا دی ؎

اندر آمادر کہ من ایں جا خوشم — گرچہ در صورت میانِ آتشم
اندر آ اسرار ابراہیم بیں — کو در آتش یافت ورد و یاسمیں
اندر آ بیدلے مسلماناں ہمہ — غیر عذب دیں عذاب ست آں ہمہ

چنانچہ ماں بھی آگ کے اندر کود پڑی اور مسلمانوں نے گرنا شروع کیا اور سب صحیح سالم رہے آخر بادشاہ نے جھلا کر آگ کو خطاب کیا کہ اے آگ تجھکو کیا ہوا کیا تو آگ نہیں رہی آگ نے جواب دیا ؎

گفت آتش من ہماں آتشم — اندر آتا تو بہ بینی تابشم
طبع من دیگر نگشت و عنصرم — تیغ حقم ہم بدستوری برم

مولانا اس کا راز فرماتے ہیں جس میں درایت کی وجہ بتلائی ہے ؎

خاک و باد و آب و آتش بندہ اند — با من و تو مردہ باحق زندہ اند

پس آگ بیشک فاعل ہے مگر کبتک جبتک کہ اللہ تعالیٰ اُس کو معطل نہ فرمادیں اور جب معطل فرمادیں کسی کام کی نہیں جیسے تحصیلدار حاکم ہے جبتک معطل نہو جب معطل ہوگیا تو جیسے اور ہیں ویسا ہی وہ بھی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا اس لئے کہ اُس کو حکم ہوگیا "یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراہیم" ۔ پس گو یہ ظاہراً خلاف درایت ہی لیکن خود یہ حکم درایۃ کا کہ النار محرق ع حق تعالیٰ پر تو حجت نہیں

ہم لوگوں کی درایۃ ناتمام ہی اسواسطے ہمکو بعض احکام خلاف درایۃ معلوم ہوتے ہیں

دوسرے آپ کی درایت بھی تو ناتمام ہے چنانچہ آپکی درایت تو صرف اسقدر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو آپنے خلاف درایۃ سمجھ لیا حالانکہ واقع میں یہ درایت کی کمی

خلاف نہیں ہے اس لئے کہ سرقہ کی حقیقت یہ ہے اخذ مال الغیر خفیۃ اس کی تحقیق کیلئے چار چیزوں کی ضرورت ہی اوّل لینا دوسرے مال کا لینا تیسرے غیر کا مال چوتھے خفیۃ لینا آنکھ سے صرف اسقدر دیکھا جاتا ہی کہ خفیہ مال لینا مگر مال الغیر ہونا۔ یہ آنکھ سے کیسے معلوم ہوا ممکن ہے کہ وہ شئے اُسی کی ہے یا اُس نے اجازت لے لی ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوّل اس ہیئت کو دیکھ کر فرمایا کہ چوری کی ہے پھر اُس کی قسم کے بعد دوسرا عقلی احتمال مستحضر ہوگیا کہ شاید یہ سرقہ نہ ہوا اور یہ سمجھا ہو کہ اس ہیئت میں کوئی عارضی مصلحت ہوگی آپ نے دیکھا آپ کی عقل مقدر ہے اسی طرح جن جن چیزوں کو آپ خلاف عقل کہتے ہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک کو عقل پر منطبق کر سکتا ہوں۔

کھانے کمانے کی عقل کوئی عقل نہیں ہے

ہم اور آپ عاقل نہیں ہیں ہاں آکل ہیں یعنی ہم کو کھانے کی عقل ہی مثل بہائم کے چنانچہ بعض جانور اپنے کھانے پینے کی ایسی تدبیر کرتے ہیں کہ عقلاء بھی نہیں کر سکتے رجواڑوں میں سُنا ہے کہ ریت کے اندر تربوز چھپے رہتے ہیں بیلوں کو جب پیاس لگتی ہے تو ریت کو کرید کر تربوز نکالکر کھالیتے ہیں اور آدمی کو تلاش سے بھی نہیں ملتے اس کھانے پینے کی تدبیروں کو لوگ ترقی کہتے ہیں ترقی یہ ہوئی کہ بیل کی برابر ہوگئے حضرت یہ ترقی نہیں ہے ترقی یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو عقل دی ہے اس کو دین کے کاموں میں صرف کرو کھانے پینے کی عقل تو جانوروں کو بھی ہوتی ہے بلکہ تم سے زیادہ ہوتی ہے اس پر تو چاہئے کہ وہ زیادہ ترقی یافتہ ہوں اگر یہی ترقی ہی تو ہم میں اور جانوروں میں فرق کیا ہوگا۔

رجوع بجانب سخی (سمع بصر قلب جوارح کی حفاظت کا حکم)

یہ قصہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا کہ اُنہوں نے کس قدر احتیاط فرمائی اور لا تقف ما لیس لک بہ علم پر کیسا عمل کیا ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ذرا سے شبہ میں چور کہدیتے ہیں محض قرائن سے کسی کو چور کہدینا نہایت بُرا ہے +

کسی عمل سے چور کا نام معلوم کر کے اُس پر چوری کا الزام لگانا جائز نہیں

اس پر ایک اور مضمون یاد آگیا کہ بعض لوگ چور کے معلوم کرنے کیواسطے ایک عمل لوٹا گھمانے کا کیا کرتے ہیں اُسپر سورہ یٰسین شریف پڑھتے ہیں جس کے نام پر لوٹا گھوم جائے اُس کو یقیناً چور سمجھتے ہیں اور اس عمل میں غلطی کا احتمال ذرا نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن کا عمل ہے یاد رکھو کہ یہ حرام ہے شریعت میں بلا اپنے دیکھے یا دو عادل کی گواہی بغیر کسی کو چور سمجھنا ممنوع ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ قرآن کا عمل غلط نہیں ہو سکتا اس میں مغالطہ ہے یہ عمل اگر قرآن کا مدلول ہوتا تو واقعی یقینی ہوتا اور یہی معنی ہیں اسکے کہ قرآن میں احتمال غلطی کا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ عمل قرآن کا مدلول نہیں خود تمہارا گھڑا ہوا ہے اگر کوئی شخص ایک بڑا سا قرآن لیکر کسی کے سر میں مار دے اور وہ زخمی ہو جاوے تو کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ عمل جائز ہے کیونکہ قرآن کے ذریعہ سے ہوا ہے

رجوع بجانب سرخی (سمع بصر قلب جوارح کی حفاظت کا حکم)

حاصل یہ ہے کہ ولا تقف ما لیس لک بہ علم میں بطریق مذکور زبان کی حفاظت کا حکم بھی داخل ہو گیا اور ہاتھ کی حفاظت اس طور سے داخل ہوئی کہ بلا تحقیق جرم کسی پر ظلم کرنا حرام ہے اور اس میں مخالفت ہوئی ولا تقف الآیۃ کی اسی طرح پاؤں کی حفاظت اسی طرح داخل ہے کہ بلا تحقیق جواز شرعی کسی ناجائز مجمع میں جانا حرام ہے اسی طرح سب جوارح کی حفاظت اس میں داخل ہو گئی اور سمع و بصر و فواد کی حفاظت تو بالتصریح ہی اس میں مذکور ہے مثلاً کان کو غیر مشروع اصوات و مضامین سے بچانا آنکھ کو غیر محارم کی طرف نظر کرنے سے بچانا قلب کو گمان بد وغیرہ سے بچانا

معصیت سے بچا رہنا بڑی کرامت ہے

حکایت حضرت جنیدؒ کی یہ حالت تھی کہ ایک شخص آپ کا امتحان کرنے آیا اور دس برس

تک آپ کے پاس رہا مگر معتقد نہ ہوا ایک روز کہنے لگا کہ میں نے آپ کی بزرگی کی شہرت
سُنی تھی لیکن میں دس برس سے آپ کے پاس ہوں اس مدت میں میں نے آپ کی
کوئی کرامت نہیں دیکھی آپ نے فرمایا کہ تو نے اس مدت میں جنید کو کسی گناہ صغیرہ یا
کبیرہ میں مبتلا دیکھا اُس نے جواب دیا کہ گناہ تو کوئی نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ جنید
کی یہ کچھ چھوٹی کرامت ہی کہ دس برس تک اُس سے خدا کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

کوئی شخص کیسے ہی درجہ کو کیوں نہ پہنچ جاوے احکام شرعی اُس سے ساقط نہیں ہوتے

حکایت۔ علی ہذا ایک دوسرا واقعہ اُن کا مشہور ہے کہ اُن کے زمانہ میں چند مدعیان تصوف
کا یہ قول آپ کے پاس پہنچا کہ وہ کہتے ہیں نحن وصلنا واحاجۃ لنا الی الصیام والصلوٰۃ
آپ نے سُنکر فرمایا صدقوا فی الوصول ولکن الی السقر۔ اور پھر فرمایا کہ اگر میں ہزار
برس زندہ رہوں تو نفل عبادت بھی بدون عذر شرعی ترک نہ کروں۔

بزرگوں کی خدمت میں اصلاح کی نیت سے جانا چاہئے اُن کے پاس جاکر دنیا کے قصے نہ شروع کر دینے چاہئیں

بعض لوگ بزرگوں کی خدمت میں جاتے ہیں لیکن نیت اُن کی محض وقت پورا کرنا اور دل بہلانا
ہوتی ہے اور علت اس کی یہ ہے کہ بزرگوں کے پاس جاکر دنیا بھر کے قصے جھگڑے
اخبار شروع کر دیتے ہیں ایسے لوگ اپنا بھی نقصان کرتے ہیں اور اُن بزرگ کا بھی وقت
ضائع کرتے ہیں۔

طالب کو ثمرہ کا انتظار اور کسی حالت میں مایوسی نہ چاہئے

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ اصلاح ہی کی نیت سے جاتے ہیں لیکن عجلت پسند ہونے
کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ دو ہی دن میں ہماری اصلاح ہو جائے ان لوگوں کی بالکل وہ

مثال ہے کہ الحائض اذا صلّے یومین انتظر الوحی ۔ ایسے لوگوں کے جواب میں ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ کیا کم فائدہ ہے کہ تم کو خدا کے نام لینے کی توفیق ہوگئی اور فرمایا کرتے تھے کہ بھائی اگر واقعی کچھ بھی حاصل نہ ہو تب بھی طلب نہ چھوڑنی چاہیے ؎

یابم اورا یا نیابم جستجوے میکنم ‖ حاصل آید یا نیاید آرزوے می کنم

طالب خدا کی یہ شان ہی کہ سو دفعہ اُس کو یہ آواز آئے کہ تو دوزخی ہے تب بھی اُسکو مایوسی نہو۔

حکایت ۔ ایک بزرگ کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ تم کو عبادت کرتے اتنے دن ہو گئے نہ پیام ہے نہ سلام پھر اس سے کیا نفع وہ معمول چھوڑ کر سو رہا خواب میں حضرت خضر علیہ السلام آئے اور وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ نہ لبیک ہی نہ پیک ہی پھر کیسے دل بڑھے جواب ارشاد ہوا کہ ؎

گفت آن اللہ تو لبیک ماست ‖ وین نیاز و سوز و دردت پیک ماست

حکایت ۔ ایک بزرگ کی حکایت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھی ہے کہ وہ ذکر کرنے بیٹھے تو یہ آواز آئی کہ تم کچھ بھی کرو یہاں کچھ قبول نہیں مگر وہ پھر کام میں لگ گئے اُن کے ایک مرید نے کہا کہ جب کچھ نفع ہی مرتب نہیں تو محنت سے کیا فائدہ بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کوئی دوسرا ایسا ہوتا کہ میں خدا کو چھوڑ کر اُس کی طرف متوجہ ہو جاتا تو اعراض ممکن بھی تھا اب تو یہی ایک در ہے قبول ہو یا نہ ہو ؎

توانی ازاں دل بپرداختن ‖ کہ دانی کہ بے او تواں ساختن

اس جواب پر رحمت خداوندی کو جوش ہوا اور ارشاد ہوا کہ ؎

قبول ست گرچہ ہنر نیستت ‖ کہ جز ما پناہی دگر نیستت

غرض طالب کو ہر حال میں طلب میں مشغول رہنا چاہیے اور یہ حالت ہونی چاہیے ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش ‖ تا دمے آخر دمے فارغ مباش

تا دمے آخر دمے آخر بود ‖ کہ عنا[illegible] با تو صاحب سر بود

کامل کی پہچان

البتہ اس موقع پر اسکی ضرورت ہے کہ کامل کی پہچان کی کوئی پہچان تبلائی جائے کیونکہ آج کل بہت سے شیطان بھی لباس انسان میں ہیں مولنٰا فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست | پس بہر دستے نباید داد دست

تو پہچان اس کی یہ ہے کہ وہ شریعت کا ضروری علم رکھتا ہو۔ کسی کامل شیخ کی تربیت میں رہا ہو۔ اور اُس سے اجازت تربیت حاصل ہو۔ خود شریعت پر عامل ہو۔ شریعت کے خلاف پر اصرار نہ کرتا ہو۔ سنت کا پورا پابند ہو۔ اپنے متعلقین پر شفقت کرتا ہو۔ احتساب میں کمی نہ کرتا ہو جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ کامل ہے اور ایسے ہی لوگوں کی نسبت کہا ہے ؎

یک زمانہ صحبتت با اولیا | بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مساجد میں دنیا کا ذکر کرنا اُس کو شر البقاع بنانا ہے

ایک مرتبہ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ شر البقاع کیا چیز ہے اور خیر البقاع کونسی جگہ ہے فرمایا مجھے معلوم نہیں جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اُنھوں نے بھی یہی جواب دیا اور یہ کہا کہ دربار خداوندی سے دریافت کر کے جواب دونگا چنانچہ وہ پوچھنے گئے اُس وقت برکت اس مسئلے کے پوچھنے کے حضور اقدس کیلئے اُن کو اس قدر قرب ہوا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو کبھی اتنا قرب نہیں ہوا یعنی ستر ہزار حجاب درمیان میں رہگئے غرض دربار خداوندی سے جواب ارشاد ہوا کہ شر البقاع بازار ہے اور خیر البقاع مسجد سو غور کرنا چاہیے کہ دونوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہے بجز ذکر اللہ و ذکر الدنیا کے پس معلوم ہوا کہ مسجد کا موضوع اصلی ذکر اللہ ہے پس اُس میں ذکر الدنیا کرنا اُس کو شر البقاع بنانا ہے جو کہ اُس کی ویرانی ہے +

جو بات معلوم نہ ہو اُس میں ناواقفی کے اقرار سے شرمانا نہ چاہیے

اور اس جگہ پر آپ کے اور جبرئیل علیہ السلام کے لا ادری فرما دینے سے اُن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جو باوجود نہ معلوم ہونیکے مسائل کا غلط سلط جواب دینے

مستعد ہو بیٹھتے ہیں نیز وہ لوگ سمجھیں اور متنبہ ہوں جو باوجود کتاب کا مطلب نہ آنیکے طالب علموں کو کچھ نہ کچھ جواب دیے چلے جاتے ہیں اور یہ نہیں کہدیتے کہ یہ مقام نہیں آتا جو نہ معلوم ہو کہدینا چاہیے کہ یہ نہیں معلوم۔

حکایت۔ بزرجمہر سے کسی بڑھیا نے کچھ پوچھا اُس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں بڑھیا نے کہا کہ ہائیں تم بادشاہ کی اتنی تنخواہ کھاتے ہو اور یہ بات تم کو معلوم نہیں بزرجمہر نے جواب دیا تنخواہ تو مجھے معلومات کی ملتی ہے اگر مجہولات کی ملنے لگے تو بادشاہ کا سارا خزانہ بھی کافی نہو۔

دنیا میں حق تعالیٰ کی رویت کسی کو نہیں ہو سکتی اور نہ اُن کی کنہ تک رسائی ہو سکتی ہے

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ستر ہزار حجاب کو کمال قرب کہنا قابل غور ہے کہ جو لوگ دنیا میں تھوڑا سا ذکر و شغل کر کے حق تعالیٰ کی رویت کی ہوس میں پڑتے ہیں کتنی بڑی غلطی ہے کیا جبرئیل علیہ السلام سے زیادہ قرب چاہتے ہیں اور اس سے بھی بڑی غلطی ہے اگر رویت سے بڑھ کر ذات کی کنہ کو ادراک کرنا چاہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات کی کنہ تک رسائی نہیں ہو سکتی اس لئے اس کو ہرگز نہ سوچنا چاہیئے البتہ افعال خداوندی میں غور اور تدبیر کرنا چاہیئے تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذاتہ کسی بزرگ کا قول ہے ؎

دور بیناں بارگاہ الست	غیر ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست
آنچہ اندر راہ مے آید بدست	حیرت اندر حیرت اندر حیرت است
اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر	ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

ہاں البتہ قیامت میں حسب وعدہ رویت ذات بلا حجاب ہوگی اور حدیث میں

.... جو آیا ہے کہ اُس دن کوئی اور پردہ نہ ہوگا بجز رداء الکبریا کے اُس سے
بلاحجاب ہونے پر شبہ نہوا کیونکہ اسکے معنی بھی یہی ہیں کہ رویت تو بلاحجاب ہوگی مگر عظمت
جلال و کبریائی کی وجہ سے احاطہ نہ ہوسکے گا رداء کبریا اُس کو فرمایا ہے دُنیا میں
بلاحجاب رویت نہیں ہوسکتی یہی عقیدہ اور مسئلہ شرعی ہے اور حضرت پیران پیر سیدنا
شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی طرف جو یہ شعر منسوب ہے کہ ؎ بیحجابانہ درآ
از در کاشانۂ ما تو یہ مؤول بہ حجاب محجوبین عافلین ہے یا قیامت کے روز کیلئے
اشتیاق لقا کا اظہار فرماتے ہیں کیونکہ درآ صیغہ امر ہے اور وہ استقبال کیلئے رہے
اور اگر یہ شعر کسی اور شاعر کا ہو تو ہمکو ضرورت تاویل کی نہیں۔

پیر سے اگر کوئی بات خلاف شرع ہو تو اُس کو متنبہ کرے مگر ادب سے اور اس کا بیان کہ عاشقوں کی گستاخی عین ادب ہے

حکایت۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ مولانا شہید رحمۃ اللہ کے پیر ایک دن
صبح کی نماز میں بوجہ نئی شادی ہونیکے ذرا دیر سے پہنچے اُن کے مُرید مولوی عبدالحی
صاحب نماز کے بعد وعظ فرمانے بیٹھ گئے اُس میں یہ بھی کہا کہ بعض لوگوں کا یہہ
حال ہے کہ جورو کی بغل میں پڑے رہتے ہیں اور تکبیر اولیٰ قضا ہو جاتی ہے جناب
سید صاحب نے نہایت شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ اب ایسا نہیں ہوگا اس بیان کے
بعد فرمایا کہ مولوی عبدالحی صاحب نے باوجودیکہ ظاہراً یہ عنوان خلاف ادب تھا اس
واسطے اس عنوان سے کہنے کی جرأت کی تھی کہ اُن کو معلوم تھا کہ سید صاحب کے دل میں
اس سے میل نہیں آئیگا بلکہ خوش ہوں گے ان کے خوش کرنے کو بے ادبی اختیار کی

؎ گفتگوئے عاشقاں در کار رب باادب ترنیست زوکس در نہاں	جوشش عشق است نے ترک ادب بے ادب ترنیست زوکس درجہاں

ایسا ہی قصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو حدیث میں ہے کہ آنحضرت

نیند کم آوے حضرت والا ارشاد فرماویں یا تحریر فرماویں کہ کیا کروں۔
تحقیق۔ لکھنؤ کی آب و ہوا سے یہاں کی آب و ہوا اچھی ہے یہ علامت صحت کی ہے دوسرے وہاں مشاغل مختلف تھے یہاں بیفکری و یکسوئی ہے اس کی فکر چھوڑ دیجئے۔
حال۔ میری اکثر یہ عادت ہے کہ بعد عشاء ایک وعظ دیکھنا شروع کیا کبھی چند ورق کے بعد نیند آگئی کبھی کچھ زیادہ پڑھنے پر نیند آگئی۔
تحقیق۔ بہت خوب ہے۔
سوال۔ حضرت والا نے اگر سفر ہر دوئی کا کیا میرے لئے تھانہ بھون میں قیام کرنا اچھا ہے یا حضرت کے ہمراہ سفر کرنا اہلیہ سے تذکرہ کیا تھا اُنہوں نے کہا آپ اگر حضرت کے ساتھ سفر کرینگے میں والدہ صاحبہ کے پاس رہونگی اگر میرے لئے سفر اولیٰ ہوگا روپیہ مکان سے منگالوں گا سفر خرچ کیلئے۔
جواب۔ اسکو ایک جدا پرچہ پر لکھ کر دید یجئیگا سوچوں گا۔
سوال۔ جتنے خطوط احقر کے نام آتے ہیں سب لوگ سلام حضرت کو لکھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ کہدینا خلاف ملفوظ ہونے سے عرض نہیں کرتا بلکہ جن سے بے تکلفی ہے لکھدیتا ہوں کہ خود لکھو میرے ذمہ کوئی الزام تو نہیں۔
جواب۔ کچھ الزام نہیں۔
حال۔ جس وقت بندہ دورہ پڑھتا تھا ایک رات حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اُسوقت بہت عمدہ حالت تھی اور اب کم ہوگئی اب جی چاہتا ہے کہ پھر زیارت سے مشرف ہوں اور اس وقت ذوق و شوق الٰہی پیدا ہو جائے لہذا دل بہت متفکر ہے۔
تحقیق۔ آپ ثمرات اور اُن ثمرات کے طرق کو خود تجویز کرتے ہیں تو پھر آپ خود ہی شیخ ہیں پھر ہم ناکاروں کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں۔
حال۔ نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر حضرت کے خلاف مرضی نہ ہو نیز بندہ کی حق میں مضر نہ خیال فرمایا جاوے تو فقط تبرک اور پورا تعلق پیدا ہونیکے واسطے بیعت سے مشرف

فرمایا جاوے شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

تحقیق۔ بدون مناسبت بیعت نافع نہیں اور آپ کو ابھی مناسبت نہیں ہوئی اوپر کی درخواست اس کی دلیل ہے اور نیز آئندہ مضمون بھی۔

حال۔ اگر خلاف مرضی تو نہیں بلکہ یہ وہ بھی اگر مرضی ہو تو زبانی کچھ نصیحت وغیرہ جو طبیعت چاہے فرماکر مشرف فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ یہ بھی دلیل ہے عدم مناسبت کی میری روزمرہ کی تفہیمات مفصلہ کے بعد بھی اس مبہم ومجمل درخواست کی ضرورت رہی۔

سوال۔ کبھی کبھی اگر فرصت ملے تو کتاب دیکھوں یا نہیں اگر دیکھوں تو کون کون کیا

جواب۔ قصد السبیل بغور تمام دس بار اس کے بعد پھر پوچھا جاوے۔

حال۔ احقر ناکارہ حضرت مولانا ..... سے بیعت ہے بعد وفات مرشد مرحوم کے احقر متلاشی شیخ رہا مگر کہیں دلچسپی نہ ہوئی۔ اب احقر عرصہ دراز سے حضور کی تصنیفات دیکھتا ہے خصوصاً رسالہ الامداد وحسن العزیز اور آنجناب والا کے مریدوں سے بھی ملکر نہایت محظوظ ہوتا ہے لہذا بندہ کی طبیعت کا رجحان حضور کی جانب ہوا ہے بلکہ عرصہ سے جی چاہتا تھا مگر خط لکھنے سے نفس قاصر رہا امید کہ براہ کرم بزرگانہ اس احقر کو زمرۂ خادمان والا میں شمار فرماکر تعلیم وتلقین سے مشرف فرمایا جاوے تاکہ اللہ تعالیٰ مرتبہ احسان وعبدیت کا عطا فرماوے بالفعل احقر کاردنیوی وتفکرات لاحقہ کی وجہ سے حضوری خدمت سے معذور ہے آئندہ انشاءاللہ برکت قدمبوسی حاصل کریگا۔ اب احقر اپنی حالت سناتا ہے کمترین کی عمر تخمیناً چالیس کی ہے پیشہ دوکانداری ہے مرض ضعف دماغی بحد ہے یہانتک کہ تھوڑی دیر کتاب پڑھنے یا ذکر جلی کرنے سے دماغ میں خشکی وضعف محسوس ہونے لگتا ہے بعد نماز فجر ۱۰۰ بار یا مغنی اور قرآن پاک ایک یا ڈیڑھ پارہ پڑھتا ہوں بعد نماز عشا ۱۰۰ بار یا وہاب ۱۰۰ بار لاحول ۱۰۰ بار اعوذ باللہ سو بار درود شریف فرمودہ مرشد مرحوم پڑھتا ہے اب حضور جو ارشاد فرماویں عملدرآمد کیا جاوے نماز تہجد کیلئے ہر چند جی چاہتا ہے مگر نہیں پڑھ سکتا احقر کا نفس نہایت سرکش ہے وہ اپنی مرضی کیموافق جو چاہتا ہے

کرتا ہے اور ایک مرض مذموم وخبیث بندہ کو حسن پرستی کا ہے اس کا بھی علاج تجویز فرمایا جاوے احقر نہایت گستاخ ہے جو کلمات خلاف ادب صادر ہوئے ہیں اُس کی معافی چاہتا ہے چونکہ طبیب سے مرض کا چھپانا بُرا ہے۔

تحقیق بیعت ومفصل تعلیم موقوف ہے مناسبت وصحبت پر وہ ابھی حاصل نہیں اس کے حصول کے منتظر رہیگا باقی مجمل تعلیم غائبانہ بھی ممکن ہے۔ فی الحال آپ قصد السبیل اوراد میں اور تبلیغ دین پر معالجات امراض نفسانیہ میں عمل شروع کیجئے اگر مجھکو حالات سے اطلاع ہوتی رہیگی سلسلہ تعلیم کا جاری رکھوں گا بشرطیکہ یہ خط بھی ہمراہ آوے۔ تہجد بعد عشا پڑھیے۔ حسن پرستی کے متعلق یہ سوال ہے کہ میلان میں تو اختیار نہیں لیکن عمل میں اختیار ہے پھر کیوں نہیں ترک کرتے۔

حال میں جب نماز پڑھتا ہوں تو ہر آیت کو ٹھیر ٹھیر کر اور اُس کے معنے خیال کرتے ہوئے پڑھتا ہوں۔ اسی طرح پڑھنے سے حضور قلبی خوب ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ اللہ میاں کے سامنے کھڑا ہو کر عرض معروض کر رہا ہوں حضرت اسی طرح جو میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ خلاف سنت تو نہیں اگر خلاف ہو تو کس طرح پڑھنا چاہیئے براے مہربانی اس کی صورت بتلا کر ممنون فرما دیں۔

تحقیق عین سنت ہے۔ کما تدل علیہ النصوص ورتل القرآن ترتیلا۔ روی الترمذی عن ام سلمۃؓ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ الحمد للہ رب العلمین ثم یقف ویقرأ الرحمن الرحیم ثم یقف ویقرأ مالک یوم الدین ثم یقف او کما قال وقال اللہ تعالی لیدبروا آیاتہ۔ وغیرھا من النصوص

حال حضرت بعد نماز کے میں حب خدا حب رسول اور حب شیخ کیلئے دعا کرتا ہوں اسمیں کوئی خرابی تو نہیں اگر کوئی خرابی ہو تو مطلع فرما دیں۔

تحقیق حدیث میں منصوص ہے۔ اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک پس یہ دعا عین سنت ہے۔

حال آجکل احقر کو یہ معلوم ہوتا ہو کہ احقر کے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے جسکی

وجہ سے یاد الٰہی ہر وقت دل میں رہتی ہے کسی وقت ذہول نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ ابتدا ہے نسبت کی مبارک ہو۔

حال۔ حضرت کی دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی باکارہ بنا دے حضرت میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میری برابر گنہگار دنیا میں کوئی نہ ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہ کیا تو میں تباہ اور برباد ہو گیا۔

تحقیق۔ بس یہی افتقار و انکسار کلید ہے کامیابی کی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال۔ حضرت کی خدمت بابرکت میں آنے سے پہلے کسی کیلئے دل میں محبت معلوم ہوتی تھی کسی کیلئے بغض معلوم ہوتا تھا اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں جب کبھی یاد آتے ہیں جیسے کہ اور عام لوگ یاد آتے ہیں ویسا ہی معلوم ہوتا ہے غرض دل میں اس وقت خدا تعالیٰ کی یاد اور محبت کے سوائے اور کچھ نہیں پاتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے دل میں جتنی جگہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔

۸۰

حال۔ مجھ سے اگر کوئی غلطی دینی یا دنیوی ہو جاتی ہے مثلاً مسجد میں مجھے ابکائی آئی تھی اور میرے گھبرا کر بھاگنے سے اور کھنکارنے کی بری آواز سے ایک صاحب جو لطیف المزاج ہیں ان کو بھی ابکائیاں آنے لگیں اور اسکے بعد ہی عصر کی جماعت کھڑی ہوگئی ان کی ابکائیوں کا خیال نماز میں آیا ساتھ ہی ہنسی آئی نفس نے فوراً اس ہنسی کو ایک ٹھنڈی سانس کے ساتھ چھپایا اور حیلہ کیا دنیا کے معاملات میں غلطی اپنی سمجھ میں بھی آجاتی ہے تب بھی اس پر یہ کہنا بہت بار ہوتا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی بلکہ یہ سوچا کرتا ہوں کہ کیونکر یہ غلطی میرے ذمہ نہ رہے خصوصاً مقابلہ پر اگر بڑا تاجر ہو تب تو بدرجہ اولیٰ غلطی کے قبول کرنے میں نفس کو عار ہوتا ہے چھوٹوں کے مقابلہ پر تو غلطی تسلیم کرنے میں بالکل حجاب نہیں معلوم ہوتا بڑوں کے سامنے اور مقابلہ پر عار بلکہ غصہ کے شامل ہو جانے سے سخت پریشانی ہوتی ہے علمی علاج تحریر فرما دیں تاکہ اس پر عملدرآمد کروں اور عمل کرنے کی ہمت پیدا ہونے کی دعا بھی چاہتا ہوں۔

تحقیق - اس کا علاج اسی میں منحصر ہے کہ عملاً اس کے خلاف کیا جاوے چند روز ایسا کرنے سے یہ ذمیمہ زایل یا مغلوب ہو جاویگا۔ دعا کرتا ہوں۔

حال - بے علمی یا کم علمی سے اکثر اوقات خصوصاً قرآن مجید کی تلاوت میں بہت دل پریشان ہوتا ہے بیان القرآن کامل دہلی سے منگائی ہے اگر اس کے پڑھنے کیلئے روزانہ اس قدر وقت مقرر کرلوں جس میں پاؤ پارہ مع تفسیر پڑھا کروں اور اس طرح پڑھوں کہ اہلیہ بھی سنیں تو مناسب ہے۔

تحقیق - بالکل مناسب ہے مگر جو مقام سمجھ میں نہ آوے رائے سے مطلب نہ تجایا جاوے۔

حال - چار روز سے یہ نئی حالت ہے کہ سجدہ میں جانے کے بعد یہ دل چاہتا ہے کہ تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہہ چکے ہو دو مرتبہ اور کہہ لو پھر دو مرتبہ اس میں ایک خرابی جو مجھے معلوم ہوئی وہ یہ کہ بعضے سجدہ میں ۵ مرتبہ اور بعضے میں ۷ مرتبہ اور بعضے سجدہ میں تین ہی مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہا نفل نماز میں ایسا ہوتا ہے۔

تحقیق - کچھ بھی حرج نہیں۔

حال - آج نماز فجر سے لیکر اتبک یہ حالت طاری ہے کہ جمیع اعضائے خود و جمیع انسان و حیوان و جماد سے ایسی محبت ہوگئی ہے کہ بار بار اپنے اعضاء کو بوسہ دیتا ہوں اور نیز دوسروں کو بوسہ دینے کو جی چاہتا ہے حتیٰ کہ خنزیر و کتے کے بوسہ کو بھی طبیعت کا تقاضا ہے اور اسی وقت سے لرزہ براندام و پسینہ براندام رہتا ہوں اور اسباب سے بوجہ بالکل علامت ہونیکے نظر اٹھ گئی ہے حقیقۃً موثر حق سبحانہ تعالیٰ ہی ہیں اسباب یہ فقط علامت ہیں جیسے شیخ اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور چونکہ اسباب موثر نہیں ہیں جو پریشانی روزی کے بارہ میں پہلے تھی بحمد اللہ آج وہ بھی رفع ہوگئی ہے اور بالکل نظر پروردگار پر ہے جیساکہ ارشاد ہوا عنی وا قنی آیۃ۔ اور چونکہ سب مخلوقات سے محبت ہوگئی اس لئے سب کے لئے دعاء کرتا ہوں خداوند تعالیٰ آنحضور کو السابقون السابقون کے گروہ میں شامل فرماوے۔ آمین ثم آمین اور ہماری یہ حالت بصدقہ حضور کے جوتوں کے ہے ورنہ من آنم کہ من دانم اور باعث محبت کا یہ سمجھ لیا ہے کہ سب مخلوقات میرے پروردگار عالم

کے دست قدرت سے پیدا ہیں جیسا کہ مجنوں لیلےٰ کے کتے کے پاؤں کو بوسہ دیتا تھا اسواسطے کہ کبھی تو یہ کتا میرے محبوب کے کوچہ میں گیا ہوگا ایسے ہی جب ساری مخلوق خداوند جل جلالہٗ کے دست قدرت سے پیدا ہیں تو میں سب کا خادم و کفش بردار ہوں اس سے بوسہ دیتا ہوں۔

تحقیق۔ مبارک ہو یہ غلبہ توحید کا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آگے دوسرے مقام ارفع پر ترقی ہوگی جس کو آپ خود دیکھیں گے اُسوقت تبلادیا جاویگا۔

حال۔ میں[1] نے کچھ عرصہ سے تہجد کی نماز کے بعد سلسلہ ذکر و فکر شروع کردیا ہے ابھی حال میں چند شکوک وارد ہوئے ہیں جن کے دفعیہ کی تدابیر کیں مگر کارگر نہ ہوئیں لہذا[2] آپکو تکلیف دی جاتی ہے اگر آپ مناسب خیال فرماویں تو مولانا سے بھی اس معاملہ کو رجوع کیجئے گا۔ ذکر کے وقت لاالٰہ کہتے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ قلب اور جسم سے برائی اور کثافتیں دور کی جاویں الا اللہ کے ساتھ کیفیات نورانی بجائے برائیوں کے اس میں داخل ہوں کچھ عرصہ تک یہی سلسلہ جاری رہا اب یہ صورت پیدا ہوئی ہے اور دل میں یہ خیال مضبوط ہوگیا ہے کہ انسان کے جسم میں پاک روح اور ناپاک جسم کے گوشت پوست اور استخواں کا لداو ہے لہذا نفی یعنی لاالٰہ کہتے وقت جسم میں سے ناپاکی دور کرنیکے خیال کے ساتھ تمام جسم کی (علاوہ روح کے) ناپاکی کا خیال آتا ہے کیونکہ جسم مادہ اور ناپاک سڑنے گلنے والی چیزیں ہیں اسلئے یہ دل چاہتا ہے کہ الا اللہ میں یہ جسم خاکی شامل نہو تو اچھا ہی لیکن چونکہ روح کے ساتھ یہ جسم خاکی بھی شامل ہے اسلئے طبیعت بے لطف ہوجاتی ہے اور مادی کثافت اور جسمانی لداو بدستور قایم رہتا ہی۔ سوال یہ ہے کہ نفی کیوقت محض جسم کی ناپاکیوں کا خیال کرنا چاہیے یا اُن ناپاکیوں میں مادی جسم کو بھی شامل کردینا چاہیے دوسرے اثبات میں اپنا وجود یا اپنی ہستی محض روحانی سمجھ لینی چاہیے یا کیا۔ تیسرے ذکر باواز بلند کرنا بہتر ہوگا یا آہستہ معلوم نہیں میں اپنا مفہوم پورے طور پر لفظوں میں آپ کو

---

[1] صاحب حال نے ایک دوسرے صاحب کی معرفت جو حضرت کی خدمت میں مقیم تھے اپنا حال حضرت کی خدمت میں پیش کرایا ہے۔

[2] یہاں وہی صاحب مراد ہیں جن کی وساطت سے حضرت کے ملاحظہ میں حال پہنچایا گیا تھا۔

سمجھا سکا ہوں - بہر حال مولانا نے تو ایسے مریضوں کے بہت علاج کئے ہوں گے مریض کے تھوڑے سے کہنے سے بھی طبیب مرض کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں

تحقیق یہ سب تشویش پیدا ہوئی ہے اُس قاعدہ سے جو کہ مشہور اور کتب میں مذکور ہے کہ لا الہ کے وقت نفی کا تصور کرے اور الا اللہ کے وقت اثبات کا پھر اس سے اس قسم کے سوالات پیدا ہوں گے سو خود یہ قاعدہ ہی ضروری العمل نہیں ہے بلکہ اس وقت اکثر طبائع کے لئے مضر ہے کیونکہ طبائع ضعیف ہیں تصورات متعددہ سے ان میں تشتت ہو جاتا ہے اور یہ تصورات متعددہ ہیں اس لئے ان کو چھوڑ دیجئے صرف حق جل علا شانہ کا یا صرف ان الفاظ کا تصور رکھیے جو آسان ہو اور کتب میں جو قاعدہ لکھا ہے وہ اُس وقت بھی ضروری نہ تھا درجہ استحسان میں تھا در اصل مقصود اسپر موقوف نہ تھا۔

پرچہ اول

حال - ایک رات احقر کا یہ حال ہوا کہ میں سو گیا بیچ میں ایک دفعہ بیدار ہوا دوسری دفعہ جو نیند آنے لگی تو پورے طور سے نیند نہیں آئی کچھ غنودگی سی ہوئی تو یہ معلوم ہونے لگا کہ میرے ہاتھ پاؤں سب ٹھنڈے اور بے حس ہو گئے کروٹ لینے کی طاقت نہ رہی اُس وقت میں یہ خیال کر رہا تھا کہ یا اللہ میرا یہ حال کیوں ہو رہا ہے کوئی موت تو نہیں اور سانس بھی بڑی مشکل سے لیا جاتا تھا اور اُس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں اس عالم میں نہیں ہوں بلکہ دوسرے عالم میں ہوں بلکہ دوسرے عالم میں ہوں تھوڑی دیر بعد بیدار ہو گیا تو بعد بیدار ہونے کے بھی دو تین منٹ تک ہل نہ سکا اسکے بعد بالکل اچھا ہو گیا کروٹ وغیرہ سب لیلی مگر بہت دیر تک نہ لیں یہ تشویش رہی کہ یہ کیا ہوا میرا یہ حال کیوں ہوا دل کو بڑی بے چینی رہی حضرت اب بھی جب وہ بات یاد آتی ہے تو بڑی کاوش ہوتی ہے برائے مہربانی اس کی تحقیق فرما کر تسکین فرمائیں۔

تحقیق - اس کی تحقیق موقوف اس پر ہے کہ اول طبیب سے اپنے اعتدال مزاج کے متعلق دریافت کیا جاوے جب ادھر سے یکسوئی ہو جاوے مجھکو اطلاع کر کے اسوقت پوچھا جاوے مع اس پرچہ کے۔

پرچہ ثانی

حال - طبیب سے دریافت کیا طبیب نے کہا صحت قریب قریب اچھی ہے کسیقدر ضعف بھی ہے۔

تحقیق - ضعف کا علاج کر کے پھر اُس حالت کے متعلق اطلاع دیجاوے۔

پرچہ ثالث

حال - جب سے علاج میں مشغول رہا حکیم نے آملہ کا مربہ اور خمیرہ گاؤ زبان باورق نقرہ تبلایا تھا احقر اس کو استعمال کرتا رہا اور حکیم صاحب کو ہمیشہ حالت سے مطلع کرتا رہا اب حکیم نے کہا ہے کہ تمہاری حالت بالکل اچھی ہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے مگر میں احتیاطاً اب تک دوا استعمال کر رہا ہوں پرسوں منگل کے روز گذشتہ راتکو پھر وہی حالت جو پرچہ اوّل کے شروع میں عرض کی ہے عود کر آئی بعینہ وہی حالت ہوئی جو پہلی دفعہ ہوئی تھی حضرت مجھے بڑا کھٹکا ہو گیا۔ کیا کوئی مرض ہے کہ جس کو حکیم نہیں سمجھتے ہیں یا اور کوئی حالت ہے پھر میں بدھ کے روز صبح کو حکیم کے پاس گیا حالت دریافت کی تو طبیعت اچھی تبلائی۔ زیادہ تر خلجان اس لئے ہو رہا ہے کہ وہ وقت بڑا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق - اتنا اور پوچھ لیجئے کہ کابوس کا تو شبہ نہیں پھر میں تحقیق تبلاؤں گا۔

حال - دوسرے عرض یہ ہے کہ آجکل ذکر کرتے وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے کہاں ہوں کیا یہ کام خواب میں کر رہا ہوں یا بیداری میں ایک استغراق تامہ کیسی حالت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - بعد تحقیق مذکور کے تبلاؤں گا۔

۸۴

حال - آجکل سنن و مستحبات پر عمل کرنیکا بڑا شوق ہوگیا اور ادائیگی میں بڑی سہولت معلوم ہوتی ہے اور اگر کبھی اتفاقاً کوئی امر خلاف سنت ہوجاتا ہی تو فوراً متنبہ ہوجاتا ہوں جب سنت کے موافق کام کرلیتا ہوں تو طبیعت میں ایک بشاشت ہوتی ہے اور اگر خلاف سنت کوئی کام ہوتا ہے تو دلپر ایک افسردگی چھاجاتی ہے۔

تحقیق - مبارک ہو عین مقصود حالت ہی۔

حال - آجکل ذکر کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر جاری ہوگیا ہی تمام جسم ذکر سے متاثر ہوجاتا ہی اور ذکر کے وقت ایک روشنی سامنے پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشنی بہت لطیف ہوتی ہے۔

تحقیق - بعد تحقیق مذکور کے بتلادوں گا۔

حال - یہ سب حضرت کے طفیل اور توجہ خاص کی برکت ہے ورنہ میں کہاں اور یہ دولت کہاں واللہ میں تو کسی کام کا نہیں ہوں - لیکن خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ایسے ایک ناچیز اور گندہ کو بھی اپنے نیک بندونکی خدمت میں رہنے کا موقع عنایت کیا ہے ؛

شعر

احب الصالحین ولست منھم	لعل اللہ یرزقنی صلاحا

تحقیق - مالک ایسا ہی سمجھا چاہیے۔

پرچہ رابع

حال - پرچہ ثالث کے شروع میں جو کچھ حالت کے بارے میں فدوی نے عرض کیا تھا اس پر حضرت کا ارشاد تھا کہ طبیب سے اتنا اور پوچھ لیا جائے کہ کابوس کا تو شبہ نہیں لہذا فدوی حکیم کے پاس گیا تھا حکیم نے کہا بالکل شبہ نہیں۔ دیگر عرض یہ ہے کہ پرچہ ثالث کے دوسرے صفحہ میں بھی چند حالات پر حضرت نے یہ تحریر فرمایا کہ تحقیق مرض کرنیکے بعد بتلائیں گے لہذا عرض ہی کہ جمیع حالات کی تحقیق فرماکر ممنون فرمادیں ✦

تحقیق۔ مبارک ہو سب حالات آثار ہیں سلطان الاذکار کے جو ایک حالت مزید ہے جس کا حاصل رگ و پے میں ذکر کا سرایت کر جانا ہے۔

حال۔ دیگر عرض یہ ہی کہ آجکل ذکر میں جو جو لذت اور جو جو کیفیات حاصل ہو رہی ہیں میں اس کو بیان نہیں کر سکتا ہوں ہاں اتنا تو کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت میں جو فرحت اور کیفیت حاصل ہوتی ہے اگر میں بادشاہ زمانہ ہوتا اور تخت پر بیٹھا ہوتا تو بھی بخدا وہ کیفیت اور وہ مزا ہرگز حاصل نہ ہوتا یہ سب حضرت کا طفیل اور عنایت ہی ورنہ میں تو ہرگز ان نعمتوں کے قابل نہیں ہوں ؏ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند۔ حضرت کی طرف سے اس بندۂ ناچیز پر جن جن نعمتوں کا ورود ہو رہا ہی میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں حضرت میں سچ عرض کرتا ہوں اگر اُسکے حقوق کے بدلہ میں اپنے بدن کا چمڑا اُتار کر آپ کا جوتا بنا دوں تب بھی اس کا عشر عشیر حصہ ادا نہیں ہو سکتا ہے حضرت اگر فرمائیں کہ اسکے حقوق کے بدلے تو قربان ہو جا تو قسم بخدا دریغ نہ ہو گا ستجدنی انشاء اللہ من الشاکرین حضرت اب تو جی چاہ رہا ہے کہ آپ کو گود میں لئے لئے پھروں اور ہر وقت آپ کا چہرۂ مبارک دیکھتا رہوں۔ فقط آپ ہوں اور میں ہوں اور راز دل کو ہر وقت کہتا رہوں ؏ مزا جب تھا وہ سنتے خود زباں سے داستاں میری۔ افسوس ہی میرے حال پر کہ مجھے شاعری بھی تو نہیں آتی اگر کچھ شاعری آتی تو آپ کی ثنا خوانی میں کچھ شعر اشعار رکھتا میں تو کسی کام کا نہیں ہوں میرے سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ حضرت کی طرف سے اس بندۂ ناچیز پر جو کچھ عنایت و مہربانی ہو رہی ہے بالکل بے بدل ہے نہ بندہ سے کبھی کچھ خدمت ادا ہوئی نہ ہو نیکی توقع ہے یہ سب آپکا فضل و کرم ہے حضرت یہ بندہ جان سے مال سے ہر طرح حاضر ہے زیادہ کیا عرض کروں آپ کا غلام ہے اُمید ہی کہ معاف فرمائیں خدا جانے اپنی مدہوشی میں کیا کیا بکا۔

تحقیق۔ واقعی مجھکو بھی آپ سے خاص محبت ہی اور آپ سے ہر پہلو سے خوش ہوں خداتعالیٰ اس حب فی اللہ کو زیادہ کرے اور اُسکے برکات نصیب فرماوے

۸۶

حال۔ بندہ کی حالت اس سے آگے یہ تھی کہ بہت گریہ وزاری ہوتی تھی حتی کہ بعض

وقت کھانا کھاتے وقت دیکھا کہ اچھی ترکاری یا مہین چاول کا کھانا ہے اس وقت
خیال میں یہ آتا ہماری طرح آدمی فاقہ میں بھی ہیں اللہ تعالیٰ بندہ کو کیا اچھا کھانا کھلاتا
ہے اسپر روتا ہوا کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیتا تھا اور بعد تہجد وظیفہ کے گریہ خوب ہوتا
تھا اس میں دل کو راحت بھی ملتی تھی اور حضور پر اس قدر محبت آجاتی تھی بابا مولانا
بابا مولانا کرتا ہوا کھڑا ہو جاتا تھا اب نہ معلوم کیا شان خدا ہے آگے سے کم ہو گیا ہے
لیکن ذکر میں راحت خوب ہوتی ہے گریہ میں فرق ہو گیا ہے۔ دعا فرماویں کہ آگے
کی طرح ذوق شوق پیدا ہو۔

تحقیق۔ وہ حالت شوق کی تھی یہ حالت اُنس کی ہے دونوں محمود ہیں اس کو
تنزل نہ سمجھا جائے یہ تبدل ہے اور تبدل بھی الی الخیر یعنی ترقی کے ساتھ کیونکہ اُنس
انفع واثبت ہے شوق سے غرض کام میں لگے رہیں ایسے تغیرات کی طرف التفات
نہ کریں

۸۷

حال۔ احقر حسب الحکم حضور والا کے روزانہ بلاناغہ تین ہزار بار اسم ذات بالجہر بعد
نماز عشاء پڑھ لیا کرتا ہے بعد نماز عشاء پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ پچھلی رات میں آنکھ نہیں کھلتی
جدید حالت یہ ہے کہ گاہے بگاہے عین ذکر میں ایسا ہو جاتا ہے کہ سر میں جنبش معلوم ہوتی
ہے اور جنبش بڑھتے بڑھتے ایسا ہو جاتا ہے کہ بدن بھی ہلنے لگتا ہے اور آواز ذکر کی
کچھ بھرائی سی معلوم ہوتی ہے اور ذکر ویسے ہی جاری رہتا ہے ذکر میں کوئی نقص نہیں
ہوتا البتہ اس وقت ذکر کیلئے زبان بہت تیزی کے ساتھ کام دیتی ہے کہ تسبیح کے
دانے اتنی عجلت کیساتھ ہٹانا مشکل معلوم ہوتا ہے اور ایسی حالت میں ذکر میں کچھ نشاط
بھی معلوم ہوتا ہے اور اختتام ذکر پر جبکہ فارغ ہو کر مسجد سے نکلتا ہوں تو قدم برابر نہیں
پڑتے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ میں چور ہوں اور آہستہ آہستہ عصا ٹیک کر گھر پہنچتا ہوں
اور جس روز ذکر میں حالت نہیں ہوتی اُس روز یہ حالت بھی نہیں ہوتی۔ اُمیدوار ہوں کہ حضور
بہت جلد جواب سے شاد فرما کر یہ تحریر فرماویں گے کہ حالت میری کیسی ہے۔

تحقیق۔ بہت اچھی ہے اور منجملہ آثار سرایت ذکر کے ہے مبارک ہو۔

حال - احقر آجکل بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح اور استغفار دس ہزار مرتبہ اور اسم ذات چوبیس ۲۴ ہزار مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور نشر الطیب تعلیم الدین قصد السبیل تبلیغ دین دعوات عبدیت کے وعظ مطالعہ کر رہا ہوں قرآن شریف ایک پارہ روز مع مناجات مقبول ان سب سے جس قدر وقت درجتا ہے نیز چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے گویا ایسے تمام اوقات میں ذکر اسم ذات خفیف جہر خفیف آواز سے پڑھتا رہتا ہوں غرض الحمد للہ کہ بہت کم وقت شاید غفلت میں گذرتا ہوگا ورنہ ہر وقت اللہ کا ذکر ہی ہوتا رہتا ہے جو محض اللہ کا فضل ہے اور حضور کی دعا کی برکت اور شفقت اور توجہ اور عنایت جناب کی ہے قلب کی حالت الحمد للہ نہایت اچھی معلوم ہوتی ہے استغنائے قلب بے انتہا ہے اور قلب میں قوت اسقدر ہے کہ بڑی سے بڑی مصیبت اور تکلیف میں بھی راحت اور چین معلوم ہوتا ہے بلکہ لذت معلوم ہوتی ہے اور بالکل یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ جو حالت میری ہی میرے آقا کو میرے لئے یہی پسند ہے - اور قوت توکل کی یہ کیفیت ہی کہ خالص اللہ پر بھروسہ ہے کسی انسان سے اپنی حاجت کا ذکر کرنا تو کفر اور شرک سے زیادہ برا معلوم ہوتا ہے تکلیفیں برداشت کرنا بخوشی منظور غرض اچھی اور بری جو حالت مجھ پر ہوتی ہے میں الحمد للہ اللہ اُس کی نعمت سمجھ کر خوب خوش رہتا ہوں بس ع بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی - کا مضمون ہی اور حضرت قلب میں ہر وقت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے آگ سی دہکتی ہے اور ذکر کے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگ سی مشتعل ہوتی رہتی ہے اور رقت ذکر کے درمیان اور نماز میں سابق سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اکثر آہیں گرم گرم سی نکلتی معلوم ہوتی ہیں اور جس روز سے میں نے تکبر سے توبہ کی تھی جب سے ابتک یہ حالت ہوگئی ہی کہ مجھ سے برا و ذلیل مجھ کو کوئی نظر نہیں آتا اور خدا کا شکر ہے کہ کبر کے خیال سے بھی قطعی نفرت ہے بس دل یوں چاہتا ہے کہ یہ لباس بھی اوتار کر ایسا لباس اختیار کر کہ تمام دنیا مجھکو ذلت کی نظر سے دیکھے لیکن اس ڈر سے کہ کہیں یہیں نفس کا کوئی کید نہو اس لئے نہیں کرتا لیکن اس امر کو تو قطعی دل چاہتا ہی کہ شب کو سونے کیوقت خانقاہ امدادیہ میں جو لوگ سوتے ہیں ایک گھنٹہ مقرر کروں کہ لوگوں

کے پیر ہاتھ دبا یا کروں اور زبان سے آہستہ آہستہ ذکر کرتا رہا کروں اور وطن پہنچکر بھی معمول رکھوں کہ مسجدوں میں جو مسافر شب کو آکر ہارے تھکے سو رہتے ہیں اُن کے پیر ہاتھ دبا آیا کروں اس سے میرا نفس بھی ٹھیک رہیگا اور ایک دو یا تین چار مسلمانوں کا دل خوش بھی ہو گا کیونکہ طریقت بجز خدمت خلق نیست لہذا گذارش ہے کہ اگر اجازت ہو تو ایسا کیا کروں اور حضرت غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جیسا کہ کبر بہت سے مرضوں کی جڑ ہے ویسا ہی زبان سے بے سوچے بولنا سینکڑوں گناہوں کی جڑ ہے اس لیے اب آج ہی سے میں توبہ کرتا ہوں اور پختہ عہد کرتا ہوں کہ انشاء اللہ بے سوچے زبان سے نہیں بولوں گا حضور دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں میری مدد فرماویں اور توفیق بھی مجھ کو عطا فرمادیں حضرت مجھکو تمام دنیا میں اب میرا کوئی دشمن ہی نہیں معلوم ہوتا سب سے صلح ہو گئی ہے لیکن یہ میرا نفس مجھکو مار آستین معلوم ہوتا ہے کسی وقت بھی ظالم مجھ سے غافل نہیں ہوتا بس جہاں مجھکو غافل پاتا ہے ایسا ڈنک مارتا ہے (یعنی گناہ کرا دیتا ہے) کہ میں سلسلاتا رہجاتا ہوں۔ یہ تو ایک بات بڑی اچھی ہے کہ میرے مولا کو معلوم ہے کہ یہ اس کا حقیقی دشمن ہے بس جہاں میں نے عذر کیا کہ اللہ میں معافی چاہتا ہوں بس اور یہ عرض کیا کہ ع نفس و شیطاں زد کریا راہ من۔ بس معاف فرمادیتے ہیں حضرت اللہ کیواسطے براہ کرم میرے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی اور اپنے حبیب کی محبت کامل عطا فرماویں اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرماویں۔

تحقیق۔ بہت ہی دل خوش ہوا ماشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھے حالات ہیں حق تعالیٰ استقامت و ترقی بخشیں صرف ایک جزو کسی قدر تفصیل کی قابل ہے اور وہ یہ کہ علاج کبر کیلئے جو مسافروں کا ہاتھ پیر دبانا تجویز کیا ہے بہت خوب ہی مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دوا اگر روزمرہ استعمال کی جاوے تو دوا نہیں رہتی اسی طرح بعضے علاج باطنی روزمرہ کرنے سے عادت ہو جاتی ہے اور اُن میں اتنا اثر نہیں رہتا اسلئے مصلحت یہ ہی کہ جس روز اس مرض کا کچھ اثر پایا اُس روز ایسا کر لیا ورنہ نہیں اور کرنے میں بھی اس کا لحاظ رہے کہ اُس دوسرے شخص کو گراں نہو اُس کی خوشدلی سے ہو

اگر وہ منع کرے تو اول اُس کو راضی کیا جاوے اور جب قرائن سے معلوم ہو جاوے کہ یہ دل سے راضی ہو گیا ہی کیا جاوے۔

حال۔ ناچیز نے عرصہ ایک سال چھ ماہ کا ہوا ایک استفتاء وسواس شیطانی کی بابتہ آنحضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس کا جواب حضور نے مجھ ناچیز کو روانہ کر دیا تھا۔ اب وسواس شیطانی کا وہ زور شور تو نہیں ہے کہ جو پہلے تھا لیکن اب بھی بہت کثرت سے ایک وسوسہ آتا ہی جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہو جاتا ہوں اور اس کا اثر کئی دن تک رہتا ہے پھر دس یا پندرہ روز تک دور ہو جاتا ہے اور پھر آتا ہی وہ یہ کہ اہلِ ہنود اکثر سورج کی پرستش کرتے ہیں بس شیطان مردود سورج کی پرستش کی محبت میرے دل میں بھڑکاتا ہے اور جب یہ خیال یا وسوسہ دور ہو جاتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی بابتہ نماز میں یا قرآن شریف پڑھنے میں وسوسے آنے لگتے ہیں جس سے طبیعت کو بہت بڑی پریشانی ہوتی ہے سورج کا وسوسہ چھ ماہ سے برابر آ رہا ہے دنکو غسل نہیں کرتا ہوں اکثر اہلِ ہنود جب نہاتے ہیں تو سورج کی پرستش کرتے ہیں وہی وسوسہ میرے دلمیں بھی آتا ہے اور خدا و رسول کی محبت بھی بالکل دل سے اٹھ گئی لہٰذا مجھ ناچیز گنہگار کیلئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ بتصدق اپنے حبیب کے اپنی محبت اور اپنے حبیب کی محبت قائم کرے اور شیطان مردود کے وسوسوں سے جب تک میری زندگی ہے نجات دے آمین۔ خرچ میرے پاس نہیں ہی ورنہ حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر بُرے افعال سے توبہ کرتا اور بیعت ہوتا مجبور ہوں۔

تحقیق۔ جو وسوسہ بلا اختیار و بلا قصد آئے اُس سے دین میں ذرا بھی ضرر نہیں پھر کیوں غم میں مبتلا ہوئے غم کرنے سے یا اُسکے دفع میں زیادہ کوشش کرنے سے زیادہ ترقی ہوتی ہے بالکل غم نہ کریں۔ خواہ کیسے ہی وسوسے آویں کام میں لگے رہیں

حال۔ حضور کی دعا سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے فضل وکرم سے تہجد کی عادت سابق بدستور ہے اور بندہ کی اس ثبات و دوام نے ایک ایسی حالت کر دی ہے جس کے باعث بیحد خوشی و مسرت ہے اور میرے خیال خام میں حضور کی

۹۰

توجہ کا ثمرہ ہے حالت یہ ہے کہ پہلے نماز کے اندر ہزاروں قسم کے خیالات پیدا ہوتے تھے
لیکن اب تو جناب عالی کی دعا سے اس حدیث تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن
تراہ فانہ یراک اور ساتھ ہی قلب میں رقت اور لوگوں کے ساتھ جب باجماعت نماز
پڑھتا ہوں تب تو بہت ضبط کرتا ہوں لیکن ہوتا ہی نہیں آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اگر حضور
مناسب سمجھیں تو کوئی دعا بتادیں تاکہ کسی وقت پڑھ لیا کروں۔

تحقیق۔ مبارک ہو حق تعالیٰ ثبات و ترقی فرماوے۔ بس نئے معمول کی کیا ضرورت ہے جو
فی الحال معمول ہے اسی میں بقدر تحمل طبع اضافہ فرمادیا جاوے۔

حال۔ خادم کا حقیقتاً اعتقاد حضور پر ایسا ہے کہ بس دنیا میں میرے پیر و مرشد سے
زیادہ کوئی نہیں ہے یعنی اس عقیدت سے کہ حضور ہی سے خادم کو فیض پہنچے گا باقی
اور معنوں سے نہیں چونکہ حضور ہی کسی مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہر بزرگ سے محبت سے
پیش آؤ اور اس کا ادب کرو لیکن فیض کی امید اپنے ہی پیر سے رکھو جانتا کلا اکثر
حضور کا دلمیں تصور رہتا ہی لیکن عرصہ سے لطیفے خواب میں نہیں نظر آئے اور حضور
بھی خواب میں اب نظر نہیں آتے ہیں ایک خادم حضور کا کم سمجھ اور کم علم ہوں اور کم سمجھی
کی وجہ ہے کہ حضور کی صحبت مبارک میں زیادہ رہنے کا اتفاق نہوا اور نہ تمام باتوں
کی اصلاح ہو جاتی لیکن امید خالق سے قوی ہے کہ تمام باتوں کی اصلاح حضور کے
دعا نیز تحریر سے ہو جائے گی بقول بزرگ کے۔ **بیت**

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں	می دہد یزداں مراد متقیں

دیگر عرض یہ ہے کہ ایک صاحب یوں فرماتے ہیں کہ میز پر کھانا کھانا اور لباس
انگریزی پہننا چنداں جرم نہیں جیسے کہ ترک۔ بلکہ شریعت نے کسی کی خواہش کو لباس
کو اور کسی کی پوشش کو منع نہیں فرمایا ہی اور مجھے امید ہی کہ شریعت میں جو مسائل اس
کے متعلق ہوں گے وہ آپ خلاصہ تحریر فرمائیں گے یا اگر آپ کے نزدیک یہ مناسب
ہو کہ اس کا جواب نہ دیا جاوے تو بھی یہ جواب ہی ہے۔

تحقیق۔ خواب پر کسی چیز کا دارومدار نہیں اس لئے خواب میں کمی ہونے سے

91

پریشان ہونا نادانی ہے مگر کسی شخص کے متعلق اُس شخص کی تحقیق غلط ہے افسوس ہے ایسوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچے۔ سب مقاصد کیلئے دعا کرتا ہوں۔

حال۔ حضور پرنور کے تشریف شریف سفر میں لیجانے کے بعد دو یوم جسم کے اندر سے ایک سایہ معلوم ہوتا ہے حرکت کنندہ کبھی وہ سایہ سے آگے سامنے معلوم ہوتا ہے کبھی جانب راست معلوم ہوتا ہے لیکن ہمیشہ حرکت کنندہ معلوم ہوتا ہے۔ مثل حرکت ناچنے کے ذکر عدم ذکر کی کوئی قید نہیں آنکھ بند کرنے سے وہ حالت نظر آتی ہے دن اور رات برابر نظر آتا ہے غالباً ۱۵ یوم گذر گئے ہونگے کہ حالت سلطان الاذکار میں کسی قدر سفیدی نظر آئی اس سفیدی کے اندر سیاہی نظر آئی سیاہی کے اندر ایک آدمی نظر آیا لیکن معلوم نہیں ہوا وہ کون تھا کس کی صورت تھا دو میں نظر آیا تا آدمی کی شکل صاف نظر آئی اُس دن سے اندرونی حرکت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ تمام جسم میں جس عضو کی طرف نظر کی جاتی ہے اُس میں وہ حرکت موجود ہے حتی کہ جس چیز میں نظر کی جاتی ہے اُس میں حرکت نظر آتی ہے چھ روز ہوئے بعد نماز مغرب حجرہ کے اندر بندہ جب داخل ہوا تمام حجرہ میں سفیدی نظر آئی بندہ نے تعجب کیا کہ کیا سبب ہے کوئی چراغ نہیں لالٹین نہیں یہ روشنی کہاں سے آئی کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ بندہ کی آنکھ سے نکلتی تھی اور تمام حجرہ بھی اس روشنی میں سفید تھا یہ حالت دو روز بخوبی رہی پھر کم ہوئی لیکن اب بھی ہے کمی کی حالت میں آنکھ سے سفیدی کا اخراج ہوتا ہے اور ایک دفعہ بعد سلطان الاذکار کے کچھ نکان غالب ہوا اس حالت میں صورت بندہ کی نظر آئی سامنے بہت ہی خوبصورت چہرہ نوجوان ۲ منٹ بعد غائب ہوگیا۔

تحقیق۔ کبھی یہ متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی روح اشکال مثالیہ سے منکشف ہوتی ہے اور ہر حال میں غیر مقصود ہے مگر مضر نہیں بشرطیکہ اسکی طرف التفات نہ کیا جائے بلکہ بعض اوقات مصلحت ہے جبکہ ذریعہ یکسوئی اور تسلی کا ہو۔

حال۔ ایک بات اور قابل گذارش ہے وہ یہ کہ ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ ہوا کہ

سوال علم رمل شرعاً جائز ہے یا نہیں احقر نے ایک رمل کی کتاب کے دیباچہ میں دیکھا ہے کہ مشکوٰۃ شریف میں بایک حدیث شریف ہے کہ جس سے علم رمل کا جواز ثابت ہے اب حضور تحریر فرماویں یہ مذکورہ بالا بیان مصنف کا درست ہے یا نہیں یا اور کسی حدیث شریف کی کتاب میں علم مذکور کے جواز کا حکم ہے یا نہیں۔

جواب یہ اس مصنف کی غلطی ہے اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ایک نبی کچھ لکیریں کھینچا کرتے تھے سو جس شخص کی لکیریں ان کی موافق ہوں جائز ہے ختم ہوا مضمون حدیث کا سو اول تو یہ ثابت ہونا مشکل ہے کہ مراد اس سے رمل ہے گو اسمیں بھی لکیریں ہوتی ہیں مگر ممکن ہے کہ اور کسی علم میں بھی یہی ہوں دوسرے اگر رمل ہی مراد ہو تو رمل متعارف کے ان خطوط کے موافق ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور شرط جواز یہی موافقت ہے اور وہ معلوم نہیں لہذا جواز کا حکم ممکن نہیں ہوا اسلئے اسکی تعلیم و تعلم کو حرام کہا جاویگا۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نے فرضوں کی جماعت میں سجدہ کی آیت پڑھی۔ پھر ترت رکوع کو چلا گیا پھر رکوع میں جا کر سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی۔ اس طرح پر سجدہ تلاوت ادا ہو سکتا ہے یا نہیں پھر نماز میں کسقدر خلل ہوا (بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ [illegible] میں اسی طرح درج ہے سجدہ کی آیت پڑھکر اگر ترت رکوع کو چلی جاوے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدہ تلاوت کیطرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جاویگا کیا یہ حکم عورتوں کے لئے ہے یا امام کا بھی فرضوں میں اسیطرح ادا ہو سکتا ہے۔ ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۹ھ

جواب اس طرح پر سجدہ تلاوت ادا ہو جاویگا لیکن چونکہ رکوع میں ادا ہونیکے لئے نیت بھی شرط ہے اور امام کی نیت کا ...... ذکر سائل نے کیا ہے تو امام کا سجدہ تو ادا ہو جاوے گا لیکن مقتدیوں میں سے جو نیت کریگا اسکا سجدہ ادا ہوگا اور جو نیت نہ کریگا اسکا سجدہ ادا نہوگا اور اگر رکوع میں نیت نکرے تو سجدہ نماز میں سب کا سجدہ تلاوت بلا نیت بھی ادا ہو جاویگا بشرطیکہ آیت سجدہ کی پڑھکر فوراً رکوع میں چلا گیا ہو اسلئے بہتر یہی ہے کہ رکوع میں نیت نہ کرے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں ایک مسجد قدیم ہے اس کے آگے ایک دوسری زمین ہے فنائے مسجد سے اسمیں حوض بنانا چاہتے ہیں مصالح مسجد کے لئے مگر حوض کیلئے وہ جگہ کافی نہیں اگر وہ حوض کسی قدر مسجد کے نیچے آوے اور اسکے اوپر سے ویسے ہی چھت ڈالی جاوے جیسے کہ پہلے تھا تو آیا یہ درست ہے یا نہیں اس صورت میں مسجد بھی کم ہوگی اور حوض بھی بقدر دو گز کے مسجد کے نیچے کو آجاویگا اور اوپر سے چھپا ہوا ہوگا بہ مثل سابق لوگ اسپر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بینوا توجروا - ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

جواب درست نہیں۔

سوال (ایک ترکہ میں میت کی زوجہ اور چچازاد بھائی اور علاتی چچا وارث تھے اور چچا نے یہ کہدیا کہ میں کچھ لینا نہیں چاہتا اسکا جواب حسب ذیل لکھا گیا۔

جواب۔ خط سے میں یہ سمجھا ہوں کہ مرحوم کے ایک چچا بھی ہیں یعنی مرحوم کے باپ اور یہ چچا ایسے بھائی ہیں کہ دونوں کے باپ ایک اور ماں دو۔ اگر یہی ہے تو ان چچا کے ہوتے ہوئے چچازاد بھائی کا کچھ حق نہیں اور ان کے انکار کرنے سے بھی وہ چچازاد بھائی حقدار نہوگا اور اس انکار کے بعد بھی وہ ابھی مالک ہیں اب اُن سے مکرر پوچھنا چاہیے کہ آپکے حصہ کسکو دیا جاوے وہ جسکو بتلاویں اُسکو دیا جاویگا لیکن چونکہ ہر چیز میں اُن کا بھی ہے اسلئے ہر چیز مشترک ہے اور مشترک کا ہبہ جائز نہیں لہذا وہ جسکو دینا چاہیں یوں کریں کہ اپنا حصہ مثلاً پانچ روپیہ کو یا سو روپیہ کو مثلاً اُس شخص کے ہاتھ کہ جسکو دینا چاہتے ہوں زبانی فروخت کردیں اور وہ زبانی قبول کرے پھر زر ثمن زبانی معاف کردیں اور اگر اسمیں اُن کو کچھ خلجان معلوم ہو تو دوسرا طریقہ اس مقصود کی تکمیل کا یہ ہے کہ یہ چچا ترکہ میں سے کوئی مختصر سی چیز مثلاً کوئی کپڑا کوئی کتاب بجائے اپنے پورے حصہ کے لیلیں اور پھر وہ چیز کوئی خود ہی رکھ لیں یا زوجہ کو دیدیں اس طریق سے بھی زوجہ انکے حصہ کی مالک ہوسکتی ہے اور اگر اس طریقہ پر عمل کرنا خود بار ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ یہ چچا اس کام کیلئے کسی کو زبانی وکیل کرکے دو باتوں کا اختیار دیدیں ایک یہ کہ کوئی چیز ترکہ میں سے اس قسم کی علیحدہ کرلیں دوسرے یہ کہ وہ چیز پھر زوجہ کو ہبہ کردیں سو وکیل کا ایسا کرنا بجائے ان چچا کے فعل کے ہو جاویگا اور ایک تیسرا طریقہ اور ہے

۸۲

وہ یہ کہ ترکہ کو تقسیم کر کے ہر ایک کا حصہ جدا کر دیں پھر چچا کا جو حصہ علیحدہ کیا ہوا ہو وہ زوجہ کو ہبہ کر دیں اور اسکو بھی خواہ اصالتاً کر لیں یا وکالتاً یہ تین طریقے ہیں ان میں سے جو سہل معلوم ہو اختیار کر لیں۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی عمرو نے اپنی بیوی کی بیٹی ربیبہ سے جو دوسرے شخص کے نطفہ سے تھی زنا کیا آیا مذہب شافعیہ اور مالکیہ کے رو سے یہ شخص مسلمانان متنفران کے ساتھ جو حنفی مذہب ہیں پاک ہو سکتا ہے یا نہیں گو اسنے اس حرکت سے سخت توبہ کی اور نادم ہوا لیکن حنفی لوگ اب اسکو بلاقطع تعلق بیوی کے مسلمان نہیں سمجھتے ہیں اگر اس مسئلہ میں مالکیہ و شافعیہ کی تقلید کیجاوے تو اسکی بیوی جسکو وہ چھوڑنا نہیں چاہتا ہے اسپر حلال ہوگی یا حرام ہی مطابق مذہب حنفیہ کے رہیگی قطع تعلق جو سخت مشکل ہی بیوی سے اور غیر ممکن ہے کیونکر درست ہوگی اور کوئی صورت اسکی بیوی کے حلال ہونیکی شریعت میں ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب قولہ پاک ہو سکتا ہے۔ جواب توبہ گناہ سے پاک کر دیتی ہے۔ قولہ مسلمان نہیں سمجھتے۔ جواب حرام کو حرام سمجھے تب تک کافر نہیں ہوا کافر سمجھنا گناہ ہے قولہ تقلید کیجاوے۔ جواب ضرورت تقلید کی کیا ہے بجز نفس پرستی کے سو شرعاً یہ ضرورت نہیں۔ قولہ چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جواب وجہ

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مولوی ..... صاحب مورث خاندان نے انتقال کیا اور دو بیبیاں انکی ہیں ایک تو مولوی صاحب مرحوم کی حیات میں انتقال کر گئی تھی اور دوسری بقید حیات ہے ایک بیوی کی اولاد میں سات لڑکے اور دو لڑکیاں اور خود زوجہ موجود ہیں اور دوسری کی اولاد میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں موجود ہیں زوجہ موجود نہیں مولوی صاحب مرحوم نے اپنی حیات میں کچھ روپیہ کی جائداد صحرائی اپنے لڑکے سید .. کے نام قصبہ تھانہ بھون میں خرید کر دی اور وہ اسپر بحیثیت مالکانہ قابض ہے اور ایک جائداد سکنائی دہلی میں بھی خرید کر دی ہے جسکا مقدمہ شفعہ لندن میں اسوقت دائر ہے اسی طرح دوسری بیوی کے دو لڑکوں کے نام دہلی میں جائداد سکنائی خرید کر دی ہے

۴۳

جسکی رجسٹری وغیرہ ضابطہ میں ہوگئی ہے۔ ایسی حالت میں یہ جائداد عطیہ پدر داخل ورا ثت ہے یا نہیں یا باستثناء اس جائداد کے وارثان کو ورثہ تقسیم ہوگا اور کیا حصہ ہر وارث کا ہوگا۔

الجواب۔ تقسیم ترکہ کی تو یہ صورت ہوگی کہ بعد تقدیم حقوق متقدمہ علی المیراث مولویصاحب کا ترکہ (۱۹۲) سہام پر منقسم ہوکر زوجہ موجودہ کو (۲۴) اور نو لڑکوں میں سے ہر ایک کو (۱۴) اور چھ لڑکیوں میں سے ہر ایک کو (۷) ملینگے۔ اور تین لڑکوں کے نام جو جائداد مولویصاحب نے اپنے روپیہ سے خرید کر دی ہے وہ ان ہی لڑکوں کی ملک ہوگی اسمیں یا اسکی قیمت میں دوسرے ورثہ کا کچھ حق نہیں۔ اما اذا کان الولد صغیرا فالشراء من حیث انہ ولی وینفذ البیع علی الصغیر ابتداءً ویکون اداء الثمن تبرعًا وان کان الولد کبیرا فالشراء من حیث انہ فضولی ولما اضافہ الی الکبیر واجازہ ھذا الکبیر ینفذ علیہ بالاجازۃ ویکون اداء الثمن تبرعًا ایضًا والدلائل ھذہ رجل اشتری لولدہ الصغیر ثوبًا او خادمًا ونقد الثمن من مال نفسہ لایرجع بالثمن علی ولدہ الا ان یشھد انہ اشتراہ لیرجع علیہ۔ عالمگیریہ ج ۴ ص ۹ کتاب البیوع وفیہا امرأۃ اشترت لولدھا الصغیر ضیعۃ بمالھا علی ان لا ترجع علی الولد بالثمن جاز استحسانًا وتکون الام مشتریۃ لنفسھا ثم یصیر ھبۃ منھا لولدھا الصغیر وصلۃً ولیس لھا ان تمنع الضیعۃ عن ولدھا کذا فی فتاوی قاضیخان اھ قلت لما لم تکن الام ولیۃ لم یکن شراءھا نافذًا علی الصغیر بل یکون نافذًا علیھا ثم ھبۃً منھا لہ ویثبت ھنالک احکام الھبۃ بخلاف الاب لکونہ ولیا یکون شراءہ نافذًا علی الصغیر ویثبت احکام البیع کما دل علیہ قولہ لایرجع بالثمن علی ولدہ الخ لان احتمال الرجوع بالثمن یختص بالبیع فمست الحاجۃ الی نفیہ۔ وفی فتح القدیر بیع الفضولی ذکر فی شرح الطحاوی ولو اشتری رجل لرجل شیئا بغیر امرہ کان ما اشتراہ لنفسہ اجاز الذی اشتراہ لہ او لم یجز اما اذا اضافہ الی آخر بان قال للبائع بع عبدک من فلان بکذا فقال بعت وقبل المشتری ھذا البیع لفلان فانہ

یتوقف اھ البتہ جس جائداد میں شفعہ کا مقدمہ دائر ہے اگر اسپر عبد العزیز کا قبضہ ہوا ہو اور شفیع کامیاب ہو جاوے تو زر ثمن جو واپس ہوگا وہ سب ورثہ کا ہوگا اور اگر قبضہ ہو گیا ہو گو شفیع کامیاب بھی ہو جاوے تب زر ثمن خالص عبد العزیز کا ہے فی الھدایہ اذ اخذ الشفیع البائع الخ ص۳۳ کتاب الشفعہ۔ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

سوال وقت مطالعہ بیان القرآن بعض شبہات واقع ہوئے ہیں جو خدمت والا میں عرض کرتا ہے التجا ہے کہ ان کے دفع سے شفا بخشی جاوے۔ (۱) جلد ۸ صفحہ ۱۱۶ سطر ۲۰ ترجمہ آیت فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا واقع آخر پارہ امن خلق میں ہے (مراد اس سے قوم عاد ہی) تفاسیر موجودہ مشہورہ عندنا میں اسکا ماخذ نہیں ملتا ہے سب یہی لکھتے ہیں کہ مراد اس سے قوم لوط ہے اور علامہ طبری نے بھی حضرت ابن عباس رض و قتادہ رض سے یہی روایت کیا ہے خادم کا گمان ہے کہ سیاق سباق آیت کا لحاظ کر کے شاید یہ تفسیر کیگئی ہے پس اس بنا پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ آیا سیاق سباق کو روایت پر ترجیح ہے۔

جواب اسوقت تو یاد نہیں میں نے کہاں سے لیا ہے اسوقت تفسیریں بھی میرے پاس متعدد نہیں صرف روح المعانی موجود ہے اسمیں اول قوم لوط کے ساتھ تفسیر کی ہے اور اسوقت میرے ذہن میں قوم لوط کے باب میں ایک آیۃ سورۂ قمر کی بھی گذری اسمیں بھی ان کے عذاب کو حاصب سے تعبیر کیا ہے اور عجب نہیں کہ قوم لوط کے ساتھ تفسیر کرنے کا منشا یہی ہوا ہو وہ آیت یہ ہے إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ اور تفسیر بقوم لوط کے بعد یہ کہا ہے (وقال ابن عطیۃ یشبہ ان ید خل عاد فی ذلک لان ما اھلکوا بہ من الریح کانت شدیدۃ وھی لا تخلو عن الحصب بامور موذیۃ والحاصب ھو العارض من الریح او سحاب اذا رمی بشیئ اھ) اس قول کا حاصل یہ ہے کہ آیت عام ہو سکتی ہے قوم لوط و عاد کو اور تیسرا قول کہ صرف عاد سے تفسیر کیجاوے مجھکو نہیں ملا لیکن قرآن مجید میں غور کرنے سے جی کو یہ تیسرا قول لگتا ہے کیونکہ اس مقام پر عاد و ثمود سے پہلے جن معذبین کا ذکر ہے اسکے ساتھ انکے عذاب کا بھی ذکر ہے اور وہ قوم لوط اور مدین ہیں پھر عاد و ثمود اور قارون و فرعون و ہامان کا ذکر ہے پھر آیت فکلا اخذنا میں عذاب کا ذکر اجمالی ہے پھر فمنھم میں اسکی تفصیل اور اصل عدم تکرار

ہے تو اسکا مقتضا یہ ہے کہ جنکے عذاب کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے اُن کا یہاں مذکور نہو اور قوم لوط کے عذاب کا اوپر تفصیلاً ذکر ہو چکا ہے تو یہاں ان کا ذکر نہونا چاہیے مگر اسکا حاصل استدلال بالسوق ہے جو کہ اس مدلول میں نص نہیں ہاں کم از کم اسکو باطل کہنا بھی بعید ہے رہا یہ کہ روایت کو سوق پر ترجیح ہونا چاہیے سو اگر قرائن سے ثابت ہو جاوے کہ یہ روایت مسموع من صاحب الوحی ہے تو اسکو بے شک ترجیح ہوگی اور اگر بظن غالب وہ بھی ایسی ہی رائے ہے ہو تو ترجیح کا دعوی مشکل ہے اسلیے خود ایسی روایات میں بھی بسا اوقات اختلاف ہوتا ہے تو کیا ہر ایک کو دوسری سے راجح کیا جاویگا اور قوم لوط کے ساتھ تفسیر بظن غالب رائی ہے جو سورہ قمر کی آیت سے ماخوذ ہے اور علی سبیل التنزل اگر روایت کو ترجیح بھی ہو تب بھی تفسیر بجاد کو باطل کہنا غیر موجہ ہے خواہ کل المدلول ہو کما اخترت یا بعض المدلول کما اختار ابن عطیۃ۔

(۲) جلد ۹ صفحہ ۱۱۹ سطر ۴ و سطر ۲۴ شروع سورہ والصّٰفّٰت میں وما بینھما کا ترجمہ رہ گیا ہے

جواب واقعی یہ بڑھانا چاہیے (اور اُن چیزوں کا جو دونوں کے درمیان میں ہیں)

(۳) جلد ۱۰ صفحہ ۷۱ سطر ۲۶ سورہ شوریٰ کی آیت اللہ لطیف بعبادہ کے آغاز میں سرخی ہے۔ نہی انکار بر اعتراز الخ لفظ نہی کا تعلق آیت سے سمجھ میں نہیں آتا۔

جواب واقعی نہی کا لفظ قابل حذف ہے شاید اول ذہن میں یہ ہوگا نہی از اعتراز پھر لفظ انکار رہنا سب سمجھا ہوگا اور اسکو لکھکر لفظ نہی کا کاٹنا بھول گیا ہونگا ۲۲ ربیع الثانی ۳۹ھ

سوال ہمارے یہاں شہر میں پگڑیاں بنی جاتی ہیں اُنمیں کلابتون بُنا جاتا ہے دونوں پلوں پر ماشہ دو ماشہ ۶ ماشہ تک بلکہ تولہ بھر تک دہلی وغیرہ کے خریدار آتے ہیں پگڑیاں عموماً اُدھار لیجاتے ہیں یعنی ساتھ روپیہ نہیں لاتے گھر سے جاکر ادا کرتے ہیں پگڑی میں کلابتون نسبتاً اصل پگڑی سے کم وبیش کم قیمت کا ہوتا ہے۔ مثلاً دو روپیہ کی پگڑی ہوئی تو اسمیں کلابتون ایک آنہ سے لیکر ۱۰/ کا ہوتا ہے بڑی دقت یہ ہے کہ خریدار اتنا بھی پیشگی نہیں لاتے اور نہیں دیتے کہ کلابتون کی قیمت کی مقدار نقد وصول ہو جایا کرے خریدار

ہندو مسلمان دونوں ہوتے ہیں ہندو بکثرت ۔ مسلمان بالکل کم تجارت پیشہ مسلمان
سخت ابتلا میں ہیں جس سے بعض مخلص بندگان خدا حیران و ششدر ہیں کہ کیا کریں
لہذا عرض ہے کیا کوئی شرعی مخلص ہے کہ اس بنے ہوئے کلابتو کی بیع تبعًا یا مگر یوں کیتھا
اُدھار بیچنا جائز ہو جناب کی مستنبط رائے ہو تو مستدل اور فقہی روایت ہو تو اصل عبارات
یا حوالہ کتاب مع صفحہ و باب بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

الجواب فی الدر المختار باب الصرف والاصل انہ متی بیع نقد مع غیرہ کمفضض
ومزرکش بنقد من جنسہ شرط زیادۃ الثمن فلو مثلہ او اقل او جہل بطل ولو
بغیر جنسہ شرط التقابض فقط ۔ فی رد المحتار تحت قولہ کمفضض ومزرکش عن
التاتارخانیۃ بخلاف علم الثوب والابریسم فی الذہب فانہ لایعتبر لانہ تبع
محض اھ وفیہ بعد اسطر ومثلہ المنسوج بالذہب (ای الخالص بلا ابریسم)
فانہ قائم بعینہ غیر تابع بل ہو مقصود بالبیع کالحلیۃ والطوق وبہ صار الثوب ثوبًا
ولذا یسمی ثوب ذہب بخلاف المموہ لانہ مجرد لون لاعین قائمۃ وبخلاف العلم
فی الثوب فانہ تبع محض فان الثوب لایسمی بہ ثوب ذہب الخ ج ۴ ص ۲۷۳
مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۹ھ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اُدھار
بیچنا جائز ہے ۔ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) زید نے عمرو کے مبلغ عہ
یا ایک ٹوپی جسکی قیمت مبلغ عہ ہے غصب کر لی اور عمرو بوجہ کمزور ہونیکے وصول نہیں
کر سکتا کیا عمرو کو یہ حق ہے کہ زید کا جوتہ جو مبلغ عہ کا ہے یا اور کوئی چیز اُسیقدر قیمت کی
یا نقد عہ جسطرح ممکن ہووے وصول کرے اگر ایسا کیا تو مال اور معاملہ درست ہے یا نہیں
جواب غیر جنس حق کو وصول کر کے اُسکو محبوس کر لے پھر اپنے حق کا مطالبہ کرے
اگر وہ دیدے تو اُسکی چیز واپس کر دے ۔

(۲) زید نے اپنے موروثی کاشتکار سے یہ کہدیا کہ جو زمین موروثی تو مبلغ ص۷
لگان پر کاشت کرتا ہے اب تم کو مار لگان پر کاشت کرنا ہوگا اگر تو اسقدر لگان پر

رضا مند نہیں ہے تو اراضی کو چھوڑ دے کاشتکار بوجہ موروثیت کے نہ زمین چھوڑتا ہے اور نہ مبلغ مالگذاری ادا کرتا ہے کیا زید کو یہ حق ہے کہ کاشتکار سے بقیہ مبلغ ص امکانی صورت میں خواہ سود سے خواہ نقد یا اُسکے سامان سے جسطرح ممکن ہو وصول کرے جبکہ زید قانون حکومت کی وجہ سے اراضی پر قبضہ کرنے سے مجبور ہے۔

جواب روپیہ وصول کر لینے کا تو حق ہے جسطرح وصول ہو سکے اور دوسری چیز میں حق حبس ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔

(۳) اگر محلہ کی مسجد میں نماز جماعت سے نہ ہوتی ہو اور آدمی کہنے سے بھی جمع نہ ہوں تو دوسرے محلہ کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے واسطے جانا درست ہے یا نہیں۔ ۳ر فروری سنہ ۱۹۲۱ع

جواب مسجد محلہ کا یہی حق ہے کہ وہاں پڑھے اگرچہ تنہا پڑھنا پڑے۔

سوال معنی این قول الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم بعدھا ملک وامارۃ لقولہ علیہ السلام الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعدھا ملکا عضوضا وقد استشہد علی رض علی راس ثلثین سنۃ من وفات النبی صلعم فمعاویۃ ومن بعدہ لا یکونون خلفاء بل ملوکا وامراء الخ چیست ورائے مبارک آں قبلہ وکعبہ دریں امر چیہ۔

جواب معنی حدیث این است کہ خلافت راشدہ متصلہ سی سال است وبعد ایں سی سال غالب سلطنت باشد یا خلافت نباشد یا باشد مگر راشدہ نباشد یا راشدہ باشد مگر متصل نباشد مثل خلافت عمر بن عبد العزیز۔

سوال زید را بکر گفت مرا کتاب شرح وقایہ می باید زید گفت موجود نیست طلبیدہ میدہم واز مطبع بذریعہ وی پی طلبیدہ بقیمت خویش یعنی از بکر چیزے نگرفتہ بلکہ بزر خویش قیمتش ادا نمودہ بکر را بنفع قلیل یا کثیر بیع نمود مثلاً چہار روپیہ قیمت وی پی ادا نمودہ بہ پنج روپیہ بکر را دادہ ایں جائز است یا نہ وجہ شبہ اینکہ چونکہ بطلبش زید طلبیدہ است ہماں قیمت اورا دادن ضروری باشد یا نہ واگر ظاہر نماید کہ بہ پنج روپیہ آمدہ دریں صورت ناجوازش معلوم وظاہر است۔ ۳ر جمادی الاخرے سنہ ۱۳۳۹ھ

(باقی آیندہ)

(۲) جب توحید و تنزیہ پر عمل کرلیا جاوے تو پھر اے طالب حق اسکے بعد تجھپر تمام رسولوں پر اور ان تمام احکام و کتب پر جو وہ (خدا کی طرف سے لوگوں کے پاس) لائے اور ان تمام چیزوں پر جو اُنھوں نے (لوگوں کو) خدا کی طرف سے پہونچائی جن کا تجھے علم ہے۔ اور جن کا تجھے علم نہیں ہے سب پر ایمان لانا واجب ہے۔ اسکے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت رکھنا اور ان کی عدالت و دینداری کا اقرار کرنا (لازم ہے) اور انمیں عیب نکالنے یا انپر طعن کرنے کی (جیسا کہ روافض و خوارج و نواصب کرتے ہیں شرعاً) کچھ گنجائش نہیں ہے۔ اور تو انمیں سے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہ دینا۔ بجز اس (فضیلت) کے جو اسکو خدا نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبانی دی ہے (چنانچہ قرآن میں ان صحابہ کو جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں جانی و مالی جہاد کیا ان صحابہ سے افضل فرمایا ہے۔ جنھوں نے بعد فتح جہاد جانی و مالی کیا۔ علی ہذا احادیث میں ابوبکر صدیق و عمر فاروق کو سب صحابہ سے افضل فرمایا گیا ہے) اور اے بھائی جن کی خدا اور اسکے رسول نے عظمت بیان کی ہے (جیسے ملائکہ و صلحاء) انکی تعظیم بھی تجھپر واجب ہے۔ پھر جو باتیں حضرات صوفیہ کیطرف سے (صحیح طور پر) منقول ہوں از قسم کلام و اشارات اور جو باتیں تو نے ایسی دیکھے کہ تیری سمجھ سے باہر ہوں ان کو تسلیم کرنا (یعنی رد نہ کرنا بھی تجھپر لازم ہے) اور اسمیں بھی انکو تجھپر فوقیت ہے۔ کیونکہ انھوں نے تجھے تیرے (اس) علم میں اپنا خادم (وحامل اسرار) بنانا پسند کیا (یعنی تجھپر اپنے اسرار ظاہر کئے جو کہ اپنے خاص لوگوں پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ پس ان کا تجھکو اپنا خاص آدمی سمجھنا یہ انکا تجھپر انعام و احسان ہے)ؑ

ؑ مترجم کہتا ہے کہ جن حضرات کا اہل اللہ میں سے ہونا دلائل صحیحہ شرعیہ سے معلوم ہو۔ ان سے اگر کوئی کلام یا کوئی فعل ایسا صادر ہو جو بظاہر خلاف شریعت ہو مگر محتمل تاویل ہو۔ تو اس سے ان حضرات سے بدظن ہونا۔ یا انپر اعتراض کرنا نہ چاہئے۔ مگر خود اسپر عمل نہ کرے۔ یہ مطلب ہے شیخ کا اور یہ مراد نہیں کہ ہر صوفی نمش کے ہر فعل کو قبول کرنا اور اسکو رموز و اسرار میں سے سمجھنا چاہئے خواہ وہ فعل اور فاعل کتنے ہی خلاف شرع ہوں۔ پس اسکو خوب سمجھ لینا چاہئے اور دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ بہت سے لوگ اہل تصوف کے معاملہ میں افراط و تفریط کرکے صحیح راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔ بعض لوگوں نے تو خود اہل اللہ کے حق میں بدگمانی کی اور بعض نے فساق فجار بھنگڑوں اور چانڈو بازوں وغیرہم کو مقبول خدا اور عارف باللہ اور ولی کامل سمجھ لیا یہ دونوں گروہ صحیح رستہ سے ہٹ گئے۔ سیدھا رستہ جو مؤید بالکتاب والسنہ ہے وہ ہے جو ہم نے ظاہر کیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

۵

(۳) اور منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں تمام لوگوں کے ساتھ (خواہ مسلمان ہوں یا کافر حدود شرعیہ کے اندر) نیک گمان رکھنا (یعنی بلا دلیل شرعی کسی برائی کو کسی کی طرف نسبت نکرنا) اور (بغض حسد۔ عداوت کینہ کپٹ وغیرہ اوصاف ذمیمہ سے بجز ان مواقع کے جہاں شرعاً بغض و عداوت وغیرہ ضروری ہوں) سینہ کو پاک رکھنا۔ اور مسلمانوں کیلئے انکی پیٹھ پیچھے (فلاح دین و دنیا کی) دعا کرنا اور (بلا احسان جتائے ہوئے بلکہ خود) ان کا احسان سمجھ کر کہ وہ محرک اور باعث ہوئے اس نیکی کے) فقراء (و مساکین) کی (جانی و مالی) خدمت کرنا۔ اور انکی تکالیف کو اپنے اوپر اٹھانا۔ اور انکی ناگوار بات اور ان کی بدخوئی کو برداشت کرنا۔ اور انکی بدخلقیوں پر خدا کے لئے صبر کرنا ہیں۔

(۴) اور منجملہ ان امور کیلئے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک (ہمہ اوقات) خاموش رہنا ہے مگر خدا کا ذکر۔ تلاوت قرآن۔ ہدایت گمراہان۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر دو ایسے شخصوں کے درمیان صلح کرانا جن میں آپس میں دشمنی ہو اور اسکی وجہ سے ایک نے دوسرے کو چھوڑ رکھا ہو۔ یا صدقہ کی ترغیب دینا بلکہ کل اچھی باتیں اس سے خارج ہیں (اور انکے لئے سکوت کا حکم نہیں ہے)

(۵) اور اے میرے دوست منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک ایسے دینی بھائی کی تلاش ہے جو تیرا ہم مذاق ہو۔ اور تجھے تیرے دینی مقاصد میں (بذریعہ اپنی صحبت نیک مشورہ ہمدردی اور دلسوزی نصیحت و خیر خواہی۔ ترغیب و تحریص بر کار خیر و ہمت افزائی کی) مدد دے۔ اور ناجنس کی صحبت سے بچنا تیرے لئے نہایت ضروری ہے (کیونکہ صحبت ناجنس نہایت اور سخت مضر ہے۔)

(۶) اور منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک شیخ راہنما کی تلاش کرنا ہے۔ اور (صورت اسکی یہ ہے کہ) صدق (و اخلاص) طالب کا شعار ہو (کیونکہ جب طالب اللہ تعالی کے ساتھ راستبازی اختیار کریگا (اور خلوص دل سے اسکی راہ کا جویاں اور اسکے لئے راہنما کا طالب ہوگا) تو اللہ تعالے کسی ایسے شخص کو کھڑا کر دیگا جو اسکی دستگیری کرے (اور اسکو اسکے مقصد تک پہونچا دے) اور (یہانتک اسپر انعام کریگا کہ) ہر شیطان (صفت) کو (جسکا کام اضلال گمراہ کرنا ہے) بعض اوقات اسکے حق میں فرشتہ (صفت) بنا دیگا۔ جو کہ اسکو بہتر بات بتلا دیگا کیونکہ صدق (راستی و خلوص) میں یہ صفت

ہے کہ وہ) جس کسی چیز پر رکھا جاتا ہے ضرور اُسکی قلب ماہیت کر دیتا ہے (پس اُسکی وجہ سے شیطانی
صفت کا اسکے حق میں فرشتہ صفت ہو جانا ہرگز قابل استبعاد نہیں۔)

(۷) اور منجملہ اُن امور کے جو تیرے لیئے ضروری ہیں کھانے کے متعلق تحقیق و تفتیش ہے
(کہ آیا یہ کھانا حلال ہے یا حرام اور جن ذرائع سے یہ حاصل ہوا ہے وہ جائز ہیں یا ناجائز اور بحالت
موجودہ شرعاً اسکا کھانا جائز ہے یا نہیں) اور یہ امر (تقوی کی) بنیاد ہے اور اسپر اس امر (یعنی
سلوک راہِ حق) کا ستون قائم ہے (اسلیئے اسکا بہت زیادہ اہتمام چاہیئے اور ہرگز اسکو معمولی
بات نہ سمجھنا چاہیئے۔)

(۸) اور اے میرے دوست منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک یہ ہے کہ تو
اپنی تکلیف کو مخلوق پر سے اُٹھالے اور کسی پر بار نہ ہو۔ اور نہ کسی سے اپنے لئے یا دوسرے
کے لئے (باستثناء خاص حالات مالی) مدد قبول کرے۔ خود کوئی پیشہ کر اور اپنی تمام کمائی بات
چیت اور اپنی تمام حرکات و سکنات پر نظر کرنے میں پرہیزگاری اختیار کر۔ اور مکان پوشاک
اور خوراک میں توسع نہ کر (بلکہ ہر شے میں حد ضرورت کا لحاظ رکھ) کیونکہ حلال مال بہت کم ہے
اور اسمیں اسلئے تعلّے (اور فضول خرچی) کی گنجائش نہیں۔ اور اے میرے دوست تو یہ خوب سمجھ لے
کہ جب آدمی قلوب میں خواہشات نفسانی کا بیج بو لیتے ہیں۔ تو انمیں اسکی جڑیں جم جاتی ہیں
اور پھر ان کا اکھڑنا مشکل ہو جاتا ہے (اسلئے ابتدا ہی سے اسکی کوشش کرنی چاہئے کہ خواہشات
دل میں گھر نہ کرنے پائیں اور) اس بنا پر (ہم کہہ سکتے ہیں کہ) طالب حق کے لئے (دنیا میں) نہ فرحت
ہے اور نہ چین (کیونکہ ان دونوں باتوں کا مدار غفلت اور بےفکری پر ہے اور غفلت و بےفکری طالب
کے لئے سم قاتل ہے) یہ سب (جو بیان کیا گیا) طالب کیلئے نہایت ضروری ہے۔

(۹) اور اے میرے دوست منجملہ اُن امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک کھانا کم
کھانا ہے۔ کیونکہ اس سے طاعت کے لئے نشاط پیدا ہوتا ہے اور کاہلی دور ہوتی ہے (مگر اتنا
کم نہ ہو کہ ضعف پیدا کر کے طاعات سے مانع ہو جائے۔ بلکہ اتنا ہونا چاہیئے کہ قوت کو باقی رکھکر
کاہلی سے مانع ہو جائے) اور تجھے چاہیئے کہ رات اور دن کے گھنٹوں کو (اپنے ضروریات کے لحاظ

ع۷ یہ معمول بھی اچھا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جو معمول مرتب کیا جائے وہ شیخ کی رائے سے کیا جائے (باقی بر صفحہ آئندہ)

سے) تقسیم (کرکے اپنے لئے نظام عمل مرتب) کرے۔ پس جو اوقات ایسے ہیں جنمیں حق تعالیٰ نے تجھے اپنے سامنے کھڑے ہونیکے لئے بلایا ہے وہ صرف پانچ اوقات ہیں (انمیں تو وہی کام کرنا چاہئے جسکے لئے وہ مخصوص کردئے گئے ہیں۔ یعنی فرائض و سنن و واجبات و نوافل مقررہ ادا کرنا) اور جو ان سے بچیں اُنکے لئے یہ دستور العمل ہے کہ اگر تو کوئی پیشہ کرتا ہے تو اسکی کوشش کر کہ ایک روز میں کئی روز کے کھانے کی مقدار کمالے۔ اگر تو اس کام کے کرنیوالوں میں سے ہے (کیونکہ مشاق آدمی کے لئے ایک روز میں کئی دن کا کام کرلینا مشکل نہیں ہے) اور (جب تو کئی روز کی خوراک کی طرف سے بیفکر ہوگیا تو پھر اطمینان کے ساتھ یاد خدا میں مصروف رہنا چاہئے۔ اور جب خوراک ختم ہوجائے تو پھر ایک روز کمالینا چاہئے۔ الغرض یوں ہی کرتے رہنا چاہئے۔ اب ہم تجھے وہ معمولات بتاتے ہیں جنپر تجھے مداومت رکھنی چاہئے سو) تجھے صبح کی نماز کے بعد سے تا طلوع شمس و فراغ از نماز اشراق مصلے سے نہ اُٹھنا چاہئے اور نہ نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک (ایسا کرنا چاہئے) اور اللہ تعالیٰ کی یاد (ان اوقات میں و نیز دیگر اوقات میں) حضور قلب اور خشوع و خضوع کے ساتھ کرنی چاہئے اور ظہر سے عصر تک نماز پڑھتے ہوئے خدا کے سامنے کھڑے رہنا اور مغرب سے عشا تک بیس رکعتوں کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑا ہونا تجھ سے کبھی قضا نہ ہونا چاہئے اور چار رکعتیں اول دن میں اور فرض ظہر و عصر سے پہلے ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہئے اور اپنے وتر (یعنی نماز تہجد معہ وتر) تیرہ رکعت رکھنی چاہئیں اور نہ بدون نیند کے غلبہ کے سونا چاہئے۔ اور نہ بدون ضرورت کے کھانا کھانا چاہئے اور کپڑا صرف سردی گرمی سے بچنے کیلئے بہ نیت ستر عورت اور اس تکلیف کے دفع کرنے کی غرض سے پہننا چاہئے جو عبادت خدا سے روکنے والی ہو (یعنی لباس میں تکلف نہ کرنا چاہئے بلکہ صرف شرعی و طبعی ضرورتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے) اور اگر تو لکھنا پڑھنا جانتا ہے تو قرآن شریف کی ایک مقدار کی تلاوت بھی کرنی چاہئے (جسکا طریق یہ ہے کہ

کیونکہ خصوصیات احوال مختلف ہوتے ہیں اور ہر حالت کا مقتضی دوسرا ہوتا ہے اسلئے شیخ تمام حالات کو مدنظر رکھکر جو جو معمول مقرر کریگا وہ زیادہ مفید ہوگا اور تلاوت قرآن کے متعلق تعلیمات نہایت مفید ہیں۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؏ اصل نسخہ میں عبارت بقی رستہا ہے مگر یہ کتابت کی غلطی ہے اور صحیح وما بقی منہا ہے اور اسی کا ترجمہ کیا گیا ہے ۱۲

قرآن شریف کو گود میں رکھکر (غالباً اس زمانہ کا یہی دستور ہوگا) اپنے بائیں ہاتھ کو قرآن پر رکھے اور دائیں ہاتھ کو اسکے حروف پر چلائے۔ بحالیکہ اسپر تیری نظر ہو اور (قرآن پڑھنے میں) آواز کو بلند کر کہ تو خود سُن سکے اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ (یعنی آہستہ آہستہ اور مخارج وصفات حروف کا لحاظ رکھکر) پڑھ۔ اور جو آیت سوال کو مقتضی ہو وہاں (خدا سے اس نعمت کی) درخواست کر اور جو آیت عبرت دلاتی ہو اُس سے عبرت حاصل کر۔ اور ہر آیت کے مقتضی کیموافق استعاذہ و استغفار وغیرہ کر اور جب مُومنین کی صفت پڑھے تو دیکھ کہ تیرے اندر ان اوصاف میں سے کسقدر ہیں اور کسقدر نہیں۔ پس جو صفات تیرے اندر ہوں اپر خدا کا شکر کر اور جو نہ ہوں انکو حاصل کر علی ہذا جب تو منافقوں اور کافروں کے اوصاف پڑھے تو دیکھ کہ آیا ان اوصاف میں سے تیرے اندر کوئی وصف ہی یا نہیں (پس جو صفت ہو اُس کو دور کرنے کی کوشش کر اور جو نہ ہو اُسپر خدا کا شکر کر)۔

(۱۰) اور منجملہ اُن امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں۔ ایک اپنے نفس کا محاسبہ اور اپنے خیالات اور اوقات کا خیال رکھنا اور اپنے قلب کے ذریعہ خدا سے شرم کا احساس کرنا ہے۔ کیونکہ جب تجھے خدا سے شرمانے لگیگا تو اپنے دل کو اس بات سے روک دیگا کہ اسمیں کوئی ایسا خیال آوے جسکی خدا نے برائی کی ہے۔ یا وہ کوئی ایسی حرکت کرے جسکو اللہ تعالیٰ پسند نہ کرتے ہوں ہمارے[ف] ایک شیخ تھے جو اپنی حرکات کو دن میں بذریعہ تحریر کے ضبط کر لیتے تھے اور جب شام ہوتی تو اپنے نامۂ اعمال کو سامنے رکھکر اپنے نفس سے ان باتوں پر جو اسمیں ضبط ہوتیں محاسبہ کرتے (یعنی باز پرس کرتے) اور میں نے اپنے شیخ (کے فعل) پر اپنے خیالات کے قلمبند کرنے کا اضافہ کیا ہے۔

(۱۱) اور منجملہ اُن امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک اپنے اوقات کا خیال رکھنا ہے بایں طور کہ تو اسوقت کو دیکھے جسمیں تو ہے اور دیکھے کہ اس وقت کے متعلق شارع نے تجھے کیا حکم دیا ہے پس (جو حکم اُسنے دیا ہو) اسکو بجالا پھر اگر تو وقت فرض میں ہے (جیسے ظہر کا وقت ہے جسمیں ظہر کی نماز فرض ہے) تو اُسے ادا کر یا (وقت) مستحب میں ہے (جسمیں شریعت

ف یہ طریق محاسبہ نہایت پاکیزہ ہے جسکو توفیق ہو ضرور عمل کرے ۱۲۔

نے کسی خاص امر کا استحباب کے طور پر مطالبہ کیا ہے جیسے نماز چاشت وغیرہ) تو اس (مستحب کے (عمل میں لانے کی) طرف تیزی سے بڑھ۔ اور اگر تو وقت مباح میں ہو (جس میں نہ کوئی فرض ہے اور نہ اس میں شارع نے کسی خاص امر کیطرف دعوت دی ہے) تو جس کار خیر کی شارع نے دعوت دی ہو خواہ وہ کسی قسم کا ہو (صدقہ خیرات اہل حاجت کی اعانت ذکر اللہ وغیرہ) اس میں اپنے نفس کو مشغول کر اور جب تو کسی مشروع کام میں مشغول ہو جو موجب ثواب ہو تو اپنے دل میں خیال نہ کر کہ اسکے بعد تو دوسرے کام کیلئے زندہ رہیگا اور اسکو اپنے لئے آخری کام قرار دے جسکو لیکر تو حق تعالی کے پاس جاویگا۔ کیونکہ جب تو یہ کریگا تو (اسوقت) تجھ میں اخلاص ہوگا۔ اور اخلاص کیساتھ عمل مقبول ہوتا ہے (تو اس طرح تیرا ہر فعل مقبول ہوگا)

(۱۲) اور منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک ہمیشہ باوضو رہنا ہے اور جب تیرا وضو ٹوٹ جاوے تو (دوبارہ) وضو کرلے اور جب تو وضو کرے تو دو رکعتیں (تحیۃ الوضو) پڑھ لے۔ بشرطیکہ وہ وقت وہ نہو جس میں شارع نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ تین وقت ہیں طلوع آفتاب کا وقت غروب آفتاب کا وقت اور جمعہ کے دن کے علاوہ دوسرے ایام میں ٹھیک دوپہر کا وقت کیونکہ جمعہ کے روز ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنا جائز ہے (یہ دوسرے ائمہ کا مذہب ہے اور ہمارے امام کے نزدیک جمعہ کے روز بھی ٹھیک دوپہر کے وقت نماز مکروہ ہے)

(۱۳) اے میرے دوست منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں۔ عمدہ اخلاق کی تحقیق کرنا ہے (کہ وہ کیا کیا ہیں) اور جب کوئی عمدہ خلق تجھے معلوم ہو جاوے تو تو اسپر کاربند ہو اور (جسطرح عمدہ اخلاق پر کاربند ہونے کا حکم ہے) یوں ہی (برے اخلاق سے بچنے کا بھی حکم ہے پس) تو برے اخلاق سے بچ۔ اور یہ سمجھ لے کہ جو شخص کسی عمدہ خصلت کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ ایک برے خلق کی بنا پر چھوڑتا ہے (کیونکہ عمدہ خصلت کو چھوڑ دینا یہ خود بری خصلت ہے اسلئے اسکا چھوڑنا سب سے اول ضروری ہے) اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح اخلاق مختلف قسم کے ہیں یوں ہی لوگ بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں (اور ہر شخص کے ساتھ ہر خلق کا استعمال مناسب نہیں) اسلئے پہلے تجھے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسکے ساتھ (جسکے ساتھ تو خلق کو کام میں لا رہا ہے) کون سے عمدہ خلق سے کام لے رہا ہے اور وہ اس کا اہل ہے یا نہیں اور یہ سمجھکر اس خلق

۱۰

سے کام لینا چاہیئے) اور جو خلق کہ اکثر اقسام مخلوق کو شامل ہے وہ انکو آرام پہونچانا اور ان سے تکلیف کو دفع کرنا ہے مگر کسی ذاتی غرض سے نہیں بلکہ محض خوشنودی حق تعالیٰ کے لیے۔ پس اے میرے دوست اسمیں خوب کوشش کرنا اور یہ بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اسکی غلام اور اپنی حرکات میں اسکے (حکم تکوینی کے) تابع اور (اسکے حکم تکوینی) کے تحت میں (ایک حد تک) مجبور ہیں (اگرچہ بالکل مجبور اور معطل نہیں) اور انکے موئے پیشانی (ایک حد تک) انکے محرک کے ہاتھ میں ہیں (ایک بات تو یہ ہوئی) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام (یعنی مقام انتقام) میں ہمیں (اپنے لئے راہ مناسب سوچنے کی) تکلیف سے نجات دیدی ہے اور فرما دیا ہے کہ میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ (جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہوگئیں) تو (اب سمجھ کہ) جس جگہ شریعت نے یہ کہدیا ہو کہ اگر تو چاہے تو انتقام لے لے اور اگر تو چاہے تو چھوڑ دے یا یہ کہا ہو کہ اگر تو چاہے تو سزا دے اور اپنے کو برائی کا محل بنالے کیونکہ حق تعالیٰ نے[ع] (برائی کے انتقام کو بھی برائی فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ برائی کی سزا برائی ہے اور اگر تو چاہے تو برائی کا معاوضہ معافی اور درگذر سے کر۔ تو ایسے موقع پر) تو ان لوگوں میں سے ہو جو معاف کرتے اور اصلاح کرتے ہیں (اس صورت میں) تیرا اجر حق سبحانہ کے ذمہ ہوگا۔ اور خبردار ہرگز انتقام نہ لینا کیونکہ حق تعالیٰ نے اجمالاً انتقام کو بھی برائی فرمایا ہے اگرچہ وہ برائی (شرعی برائی نہیں بلکہ ان امور میں سے ہے جو منتقم منہ کو بری معلوم ہوتی ہیں اور (پہلی برائی جو مجرم کی طرف سے ہوئی ہے) شرعی برائی ہے جو ان امور میں سے ہے جو شارع کو برے معلوم ہوتے ہیں مگر ہیں وہ دونوں (تعدی اور جزا) برائیاں (پس جسطرح تو پہلی قسم کی برائی سے بچتا ہے دوسری قسم کی برائی سے بھی بچ۔ تاکہ تکمیل وتتمیم مکارم اخلاق حاصل ہو) اور (اس سے یہ نہ سمجھنا کہ کسی موقع پر بھی غصہ سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ) جہاں شریعت نے غصہ کا حکم دیا ہے وہاں غصہ کر اور اگر تو (ایسے موقع پر) غصہ نہ کریگا۔ تو یہ (غصہ نہ کرنا) پسندیدہ خصلت نہ ہوگا (جیسا عفو کے موقع پر غصہ کرنا پسندیدہ خصلت نہیں ہے) کیونکہ خدا کیلئے غصہ کرنا ان عمدہ اخلاق میں سے ہے جو خدا کے ساتھ برتے جاتے ہیں (پس اسکا استعمال ضروری ہے) اور ایک بات جو سب سے

ع یہاں سے اس قول تک کہ تیرا اجر حق سبحانہ کے ذمہ ہوگا اشارہ ہے اس آیت کی طرف جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ ۱۲

۱۱

زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ خوش معاملہ حق سبحانہ ہیں اور ہونا بھی یہی چاہئے (کیونکہ) خدا سے زیادہ خوش معاملہ کون ہو سکتا ہے اور کیا کہنے ہیں اُس شخص کے اور بہت اچھا ہے وہ شخص خدا سے معاملہ کرے اور اسکے ساتھ مصاحبت ومنادمت (معنویہ روحانیہ) رکھے (اور جب واقعہ یہ ہے) تو ہر شخص کو چاہئے کہ (سب سے پہلے) خدا کے ساتھ وہ اخلاق برتے جنکی خدا نے تعریف کی ہے اور اُن کو بیان کیا ہے اور اُن کی تشریح کی ہے۔

(۱۴) اور منجملہ اُن امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں۔ ایک ناموافق اور ناجنس اشخاص سے علیحدگی ہے (مگر) بدون اسکے کہ تو ان میں کسی ایسی برائی کا اعتقاد رکھے جو تیرے دل میں خطور کرے بلکہ (یہ علیحدگی محض) صحبت حق واہل حق (کو) ان کو اُن پر ترجیح دینے کی نیت سے ہونی چاہئے (حاصل یہ کہ ناجنسوں سے علیحدگی اس خیال سے نہ ہونی چاہئے کہ یہ لوگ بُرے اور میری صحبت کے قابل نہیں بلکہ وہ اس غرض سے ہونی چاہئے کہ اللہ اور اللہ والوں کی صحبت کو انکی صحبت پر ترجیح ہے۔ اور وہ صحبت کے زیادہ مستحق ہیں) پس جسطرح انسانوں کے ساتھ تجھے حسن معاملہ کی ضرورت ہے جیسا کہ نمبر ۱۳ میں اُسکی تفصیل کیگئی ہے اور جسکی ایک فرد یہ ہے کہ انکو حقیر و ذلیل نہ سمجھا جائے جسکی طرف ناجنسوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے ضمن میں اشارہ کیا گیا ہے) یوں ہی تیرا معاملہ جانوروں کے ساتھ ہونا چاہئے کہ ان پر شفقت اور رحمت ہو کیونکہ وہ انہیں سے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے تیرا مطیع بنایا ہے پس تو انکی طاقت سے زیادہ اُن پر بار نہ ڈالنا۔ اور نہ اتراہٹ اور اکڑ سے اُنپر سوار ہونا کیونکہ اکڑنے اور اترانے کا موقعہ اُسوقت تھا جبکہ تو اپنی قوت سے اُنکو اپنا مطیع بناتا اور جبکہ تو نے اپنی طاقت سے ایسا نہیں کیا بلکہ خدا نے انکو تیرا مسخر بنایا ہے اور اسمیں یہ بھی قوت ہے کہ انہی جانوروں سے تجھے ذلیل وخوار اور مغلوب و مقہور کرا دے جیسا کہ اچیاناً وہ ایسا کرتا بھی ہے تو اکڑ اور اتراہٹ کا کیا موقعہ ہے بلکہ خدا کا شکر کرنا چاہئے اور کہنا چاہئے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ) اور اسیطرح اپنے مملوک غلاموں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ ہونا چاہئے) کیونکہ (اگرچہ اسوقت وہ حکم میں جانوروں کے ہیں مگر اصل کے لحاظ سے) وہ تیرے بھائی ہیں خدا نے (انکی شامت اعمال سے) اور سزا کے

ـــــ یعنی اصل میں بھر تھا بدون اسکے بھی اسکا تحقق ہوتا ہے ۱۲ اشف

(۱۰۵) ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ صدقہ خالص خدا تعالیٰ کیلئے دیا کریں (یعنی اخلاص کی پوری رعایت رکھیں) اور بڑی بڑی (قیمتی قیمتی) چیزیں خیرات نہ کیا کریں (کیونکہ ایسی چیزیں خیرات کرنے میں اکثر نیت خالص کم ہوتی ہے بس صدقہ خیرات اتنا کیا کریں جسکا نفس پر بار نہو) ہاں اگر قیمتی چیزیں خیرات کرنے سے (بھی) ہمارا یقین کمزور نہو اور نہ بعد میں ہمکو (یہ) پشیمانی ہو کہ (ہائے ہم نے اتنی قیمتی چیز کیوں خیرات کردی اور نہ (دل میں) یوں کہیں کہ کیا اچھا ہوتا جو ہم کچھ خیرات کردیتے اور کچھ (اپنے پاس) رکھ چھوڑتے (اس صورت میں قیمتی چیزیں خیرات کرنے کا بھی مضائقہ نہیں اور سارا مال دیدینے میں بھی حرج نہیں) اور یہ (جو ہمنے کہا ہے کہ قیمتی چیزیں جبتک کہ ایسی حالت نہو خیرات نکریں یہ) اسوجہ سے ہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر (ہمارا پورا عمل ہو لایخرج احدکم صدقة الا طیبة بھا نفسہ قارّة بھا عینہ کہ کوئی شخص صدقہ (خیرات) نہ کرے مگر اس حالت میں کہ اُس کا دل اُس (صدقہ) سے خوش ہو اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں یعنی (اُسکے دل پر صدقہ کا ذرا بار نہو) کیونکہ اُسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل یقین اور پورا بھروسہ ہے کہ حق تعالیٰ (مال و متاع خیرات کردینے کے بعد) اُسکو ضائع (اور پریشان) نکریں گے اور حدیث میں ہے خیر الصدقة ما کان عن ظھر غنی بہتر صدقہ وہ ہے جو (خیرات کرنیوالے کے پاس) غنا (اور بیفکری) چھوڑ جائے یعنی (صدقہ دینے والا اُسکی وجہ سے خود محتاج اور فکرمند نہو جائے اب) یا تو وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ (یقین کامل اور پورا بھروسہ ہونے کی وجہ سے) غنی (اور بیفکر) رہے (اس صورت میں تو سارا مال دیدینے کا بھی مضائقہ نہیں) یا (اگر ایسی حالت نہو تو کچھ مال خیرات کرے اور کچھ رکھ چھوڑے تاکہ) اُسکے علاوہ (جو) سامان (مال و متاع) دنیا (کا بچے اُس) کے ساتھ (بیفکر اور) غنی رہے اور ہمنے اس (عہد) پر رسالہ الآداب میں مفصل گفتگو کی ہے واللہ واسع علیم

(۱۰۶) ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ نیک کاموں میں اُن چیزوں کو مقدم کریں جو ہمیشہ رہیں اور اُن کا ثواب (دن بدن) بڑھتا رہے جیسے (ضرورت کے موقع پر) کنواں بنا دینا اور نکاح کرنیوالے کی امداد کردینا اور جو (کام) اُسکے مثل ہوں (جن کا ثواب ہمیشہ ملتا رہے مثلاً

غریبوں کیلئے زمین جائداد وقف کر دینا) کیونکہ زمانہ دراز تک جسقدر پانی اُس کنوئیں سے نکلیگا اور جسقدر اولاد اُس نکاح سے پیدا ہوگی (اور جبتک زمین وقف سے پیداوار ہوتی رہیگی) اُتنا ہی زیادہ ثواب ہمکو (ہمیشہ) پہونچتا رہیگا اور شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالے فرمایا کرتے تھے کہ نکاح میں (کسیکی) امداد و اعانت کرنا غلام آزاد کرانے اور جہاد میں امداد کرنے سے بھی افضل ہے کیونکہ نکاح (سے ہر قسم کے لوگ پیدا ہوتے ہیں تو وہ) ہر موجود کی اصل ہے مجاہد کی بھی اور غیر مجاہد کی بھی اگر نکاح نہو تو کوئی مخلوق پیدا نہیں ہوسکتی اسلئے وہ طاعات نافلہ میں سب سے افضل ہو (پس اسمیں اعانت کرنا بھی دوسرے نیک کاموں میں امداد کرنے سے افضل ہے) واللہ اعلم ع

(۱۰۷) (ہمسے عہد لیا گیا ہے کہ) جب ہم کسی کو کوئی ایسی چیز دیں کہ لینے والے کو اسکی مکافات (اور بدلا دینے) کا طبعی طور پر فکر ہو تو ہم اُسکو مکافات سے بیفکر کردیں اور دینے کے وقت ہی

لہ ف نکاح میں امداد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کرنیوالے کو اگر مال کی ضرورت ہو تو اُسکو مالی مدد دیجائے باقی کسی جگہ کسی کے رشتہ لگانے کی کوشش کرنا آجکل مناسب نہیں کیونکہ بعد میں نمعلوم دونوں میں موافقت آوے یا نہ آوے اور راحت سے گذرے یا مصیبت سے اگر موافقت آگئی اور راحت سے زندگی بسر ہوگئی تب تو رشتہ لگانے والے کا کوئی نام نہیں لیتا اور اگر خدانخواستہ موافقت نہ آئی اور کلفت پیش آئی تو ہمارا الزام بیچ والے پر رکھا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے رشتہ لگایا تھا اُس نے ہماری لڑکی کا رادہ مار دیا۔ اس لئے آجکل اس جھگڑے میں نہ پڑنا چاہئے ہاں اس کا مضائقہ نہیں کہ اگر اپنے آپ کو کوئی اچھی جگہ معلوم ہو تو اُسکو موقع بتلا دیا جائے اور یہ کہدیا جائے کہ کوشش تم خود کرلو۔ موقع ہمنے بتلا دیا ہے۔ اسی طرح اوپر کی والے سے بھی کہدیا جائے کہ تم خود سوچ سمجھکر جیسا مناسب سمجھو ویسا کرو۔ ہمارے کہنے سے کچھ مت کرنا۔ اس معاملہ میں اپنے حقیقی بھائی سے بھی یہی برتاؤ کرنا چاہئے۔ کیونکہ آجکل اسکا بہت تجربہ ہوچکا ہے کہ کسی کی بیٹی کے رشتہ منگنے میں رائے دینے سے بعد میں بہت رنج اُٹھانا پڑتا ہے حضرت حکیم الامۃ سے جب کوئی اپنی بیٹی وغیرہ کے رشتے منگنے میں رائے مشورہ لیتا ہے (خواہ وہ حقیقی بھائی کیوں نہو) صاف فرما دیتے ہیں کہ میں رائے کچھ نہ دونگا تم اپنی رائے سے جو چاہو کرو۔ ہاں خدا تعالی سے یہ دعا کردونگا کہ جہاں بھی ہو بہتر ہو خدا برکت دے واللہ اعلم ۱۲ مترجم

اُس سے صاف کہدیں (کہ تم اسکی مکافات کے فکر میں نہ پڑنا میں اسکا بدلہ لینا نہیں چاہتا) تاکہ اُسکو تھوڑی دیر کے لیے بھی فکر نہو اور یوں کہنے کی ضرورت نہ پڑے کہ ،، واللہ مجھے اس چیز کی کچھ حاجت نہتھی جو فلاں شخص نے بھیجی ہے اور میں حیران ہوں کہ اسکی مکافات کس چیز سے کروں ،، چنانچہ ہمنے تجار کو اور حجاز اور شام وغیرہ سے آنے والوں کو بکثرت دیکھا ہے (کہ جب وہ سفر سے واپس آتے ہیں اور دوست احباب اُنکے لئے ہدایا اور تحفے بھیجتے ہیں تو) وہ یہی بات کہتے ہیں (اسلئے ہمکو چاہئے کہ بدلہ لینے کی نیت سے کسی کو کوئی چیز نہ دیں اور دینے کے وقت ہی اُسکو بفکر کردیں کیونکہ جس ہدیہ سے دوسرے شخص کو فکر اور پریشانی ہو اسمیں کچھ خیر نہیں) پھر اگر وہ اس (کہدینے) کے بعد بھی مکافات کرے اور ہمارے (بدلہ) معاف کرنے کو قبول نکرے تو ہمکو چاہیے کہ اسکے اس فعل پر ناگواری (اور ناخوشی) کا اظہار کریں (اور یہ کہدیں کہ ہمکو آپکی اس تکلیف سے صدمہ ہوا کہ آپ خواہ مخواہ معاوضہ دینے کی فکر میں پڑے، اور (یہ کہکر) اُسکا ہدیہ واپس کردینا چاہیے اگر واپسی سے اُسکو رنج وصدمہ پہونچنے کا اندیشہ نہو اور اگر ہم کو (قرائن سے) یہ معلوم ہو جائے کہ اُسنے محض (ظاہرداری اور) بھلا بننے کو یہ ہدیہ بھیجا ہے اور (دل سے) یہی چاہتا ہے کہ واپس ہو جائے تو (اس صورت میں تو) ضرور واپس کردینا چاہیے (مگر) ایسی تدبیر سے کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ ہمکو اُس کی ظاہرداری کا پتہ چلگیا ہے واللہ اعلم عہ

(۱۰۸) (ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ) اپنے اہل وعیال (اور خدام) کو ساتھ لیکر کسی کی ملاقات کو نجایا کریں کیونکہ بال بچوں سمیت کسی دوست کے گھر پر جانے سے ضرور اسکو گرانی ہوگی گو وہ ظاہر نہ کرے خصوصاً اگر اُسکا گھر بھی تنگ ہو جسمیں متعدد کمرے نہیں ہیں یا تمھارا جانا سردی

عہ ف یہ عہد آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اس سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ بزرگان سلف کو اس امر کا کسقدر اہتمام تھا کہ ہماری وجہ سے دوسرے شخص کو ذراسی بھی پریشانی اور فکر نہو۔ الحمد للہ کہ حضرت حکیم الامت کے یہاں اس خاص امر کی بہت زیادہ تعلیم ہوتی ہے اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ مجھکو زیادہ نوافل اور تسبیح پڑھنے والے کی قدر نہیں ہوتی کیونکہ اسکا نفع اسی کی ذات تک محدود ہے میرے دلمیں تو اسکی قدر زیادہ ہوتی ہے جس سے دوسرے کو کچھ ایذا نہ پہونچے خود بھی آزاد رہے اور دوسروں کو بھی آزاد رکھے ؎ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد + کسے را با کسے کارے نباشد + پس یہی المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہی ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں مترجم

٩٧

کے موسم میں ہو اور اُسکے یہاں لحاف بستر ے کم ہیں (تب تو اُس غریب پر اور بھی زیادہ مصیبت ہے) اور مثل مشہور ہے خف تعوم ہلکے پھلکے رہوگے (جبھی) تیر سکوگے (اور اگر بوجھ لاد کر تیروگے ضرور ڈوبوگے مطلب یہ ہی کہ جبتک تمہارا بوجھ کسی پر نہیں ہے اُسی وقت تک محبت اور دوستی بھی ہے اور اگر تم دوستوں پر بوجھ ڈالوگے تو ضرور کسی دن دھوکا کھاؤگے) اور حقیقت یہ ہے کہ آجکل ملنے ملانے اور مجلس آرائی کرنے اور حلوے اور مٹھائیاں اور مرغابیاں پکانے (یا پکوانے) کے دن نہیں رہے بس (آجکل) غم کے سوا کچھ نہیں رہا ہر شخص ہموم وافکار میں مبتلا ہے تو ایسی حالت میں کوئی کیا کسی کی خاطر تواضع کرے اور کس طرح دل کھول کر کنبہ بھر کی دعوت کرے اسلئے زیادہ آدمیوں کو ساتھ لیکر کسی کے گھر جانا چاہیئے اس زمانہ میں ہر شخص پر اس سے گرانی ہوتی ہے اور پہلے وقتوں میں اسقدر پریشانی اور افکار نہ تھے اُس زمانہ میں لوگ خوشی سے دس بیس آدمیوں کی مہمانداری کر لیا کرتے تھے) اور جو شخص اپنے زمانہ کی حالت سے ناواقف ہوکر ایسا کریگا اُسکو اخیر میں ضرور کدورت اور دلتنگی پیش آئے گی اور جسکو اسمیں شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے واللہ غفور رحیم ع۔

(۱۰۹) (ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ) اپنے دوستوں کو یہ حکم کریں کہ اگر وہ مرنے سے پہلے خدا کے ساتھ دل لگانا چاہتے ہیں تو (اپنے دوکان اور گھر کے دروازے اور) کھڑکیاں بند کر کے بیٹھ رہیں اور جو کچھ پہلے زمانہ میں کما چکے ہیں اُسی میں سے کھاتے (پیتے) رہیں اور (حقیقت یہ ہے کہ) دنیا اور دنیا والے اور دنیا کمانیکے (حلال) طریقے گذر گئے (اب کچھ لطف نہیں رہا) بس اب تو (فراخی کی جگہ تنگی اور) پھیلاؤ کے بعد دنیا سمٹنی شروع ہو گئی ہے باغات اور کنوئیں اُجاڑ ہو گئے اور (کمانے کھانے کے) تمام طریقے مندھے پڑ گئے تجارت پیشہ آدمی اکثر اوقات اپنی خوراک بھی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اصل سرمایہ ہی میں سے کھاتا پیتا رہتا ہے اور اسکے ساتھ اعتقادی کمزوری (اور دل کا لگاؤ خدا کے ساتھ نہونا) اور بندہ اور خدا کے درمیان میں دل کی حالت کا خراب ہونا یہ (مصیبت) جدا ہے چنانچہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے فلاحول ولا قوۃ الا

ع۔ ف سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے حضرت حکیم الامۃ کا مذاق بعینہ یہی ہے جیسا کہ حصۂ اول میں ایک مقام پر بیان کیا گیا ہے یہ باتیں بہت زیادہ قابل قدر ہیں ۱۲ مترجم

باللہ العلی العظیم (پس آجکل یکسوئی اور تنہائی ہی بہتر ہے) اور اگر دوکان کھولنے کی بہت ہی ضرورت پڑے تو اُسمیں نیت اچھی ہونی چاہئے (مثلاً یہ) کہ اپنے آپ لو اور اپنے اہل وعیال کو نفع پہنچاؤنگا اور جو غریب آدمی کمائی کر کے نہیں کھا سکتے اُنکی مدد کرونگا کہ (اس نیت سے دوکان کھولنے میں) اگر دنیا نہ ملی تو آخرت میں ثواب تو انشاء اللہ مل ہی جاویگا۔ ع۵

(۱۱۰) (ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ) جب ہم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کیلئے کسی سے مشورہ لیں تو اپنے دل کی چھپی ہوئی بات کو اُسکے سامنے آراستہ کر کے (اور بنا بنا کے) نہ بیان کریں خواہ (ہمارے دل میں) اُس کام کے کرنے کی رغبت ہو یا چھوڑنے کیطرف میلان ہو (جس سے مشورہ لیا جائے اُسکے سامنے کسی ایک جانب کی مصلحتیں ہرگز بیان نکریں) کیونکہ اسمیں اپنی ذات کے ساتھ بھی اور اُس بزرگ کے ساتھ بھی جس سے ہم مشورہ لے رہے ہیں بہت بڑی خیانت ہے کیونکہ جب ہم نے اپنے مشیر کو (خود ہی) تشویش میں ڈالدیا تو اُسکے مشورہ سے ہمکو بھی تشویش ہی بڑھیگی (کیونکہ جب ہم نے ایک جانب کی مصلحتیں اُس کے سامنے بیان کر دیں تو اُسوقت وہ اپنی ذاتی رائے نہ خود معلوم کر سکیگا نہ ہم سے بیان کر سکیگا بلکہ ہماری بیان کردہ مصلحتوں کے موافق جواب دیگا) اور اگر ہم اُس سے اپنے دل کی بات صاف کہدیں (کہ ہمارا میلان اسطرف ہے اور مصلحتیں کچھ بیان نہ کریں) تو حق تعالیٰ اُس معاملہ کو اُس کی زبان پر ہمارے لئے روشن کر دینگے (کیونکہ اس صورت میں وہ جو کچھ مشورہ دیگا وہ اُسکی ذاتی رائے ہوگی جس سے ہمکو اپنی رائے کا صحیح یا غلط ہونا صاف معلوم ہو جائیگا) واللہ علی حکیم ع۵

ع۵ ف یہ بالکل اس زمانہ کا فوٹو ہے کیونکہ حلال کمائی آجکل بہت دشوار ہو گئی اکثر لوگ جھوٹ فریب سے کمائی کرتے ہیں مگر اسمیں نہ لطف ہے نہ برکت نہ حلاوت نہ راحت بس آجکل قناعت کر کے تھوڑے سے مال میں گذر کرنا اور مخلوق سے یکسو رہنا بہت ضروری اور مفید ہے ۱۲ مترجم ع۵ ف آجکل یہ مرض عام ہے کہ اکثر آدمی مشورہ لینے سے پہلے خود ایک جانب کو ترجیح دیتے ہیں اور مشیر سے اپنی رائے کی موافقت چاہتے ہیں اسلئے حضرت حکیم الامۃ کا معمول ہے کہ مشورہ بہت کم دیتے ہیں دوسرے آجکل مشورہ کو حکم سمجھا جاتا ہے حالانکہ مشورہ اور چیز ہے اور حکم دوسری شے چنانچہ جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم اپنے خاوند سے جدائی اختیار نہ کرو تو انہوں نے یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپکا حکم ہے یا مشورہ حضور نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

(۱۱۱) (ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ) اپنے تجارت پیشہ دوستوں وغیرہ کو یہ حکم کریں کہ وہ بازار میں (اپنے) ہمسایہ (تاجروں) کے ساتھ (مروت اور) ادب کا لحاظ رکھا کریں اور ظالم تاجروں کا طریقہ اختیار نہ کریں کہ سستے سودے پر اس طرح گر پڑیں جیسے شکاری درندہ شکار پر دوڑا کرتا ہے اور اپنے غریب ہمسایوں کو (خالی ہاتھ) چھوڑ دیں کہ وہ حسرت کی نگاہوں سے اُس (سودے) کو تکتے رہیں پھر (طرہ یہ کہ بعض تاجر) ایسی بُری حرکت کے بعد فائدے (اور منافع) حاصل کرکے اُسوقت بھاگ جاتے ہیں جبکہ بازار پر کوئی تہمت (یا شکایت کا) آتی ہو یا تاوان (اور جرمانہ) ڈالا جاتا ہے اور ان مصیبتوں کیلئے غریب تاجروں کو چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ اُن کو مناسب یہ تھا کہ جسطرح وہ فائدہ حاصل کرنے میں سب سے آگے رہتے ہیں اسی طرح تاوان کی رقم بھی سب سے پہلے ادا کریں پھر (یہ یاد رکھو کہ) جو لوگ ایسے وقت میں بھاگ جاتے ہیں اور جرمانہ ادا کرنے میں غریبوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتے حق تعالیٰ بسا اوقات اُنکے مال پر (کوئی) دوسری آفت اور مصیبت ڈال دیتے ہیں (کبھی مال چوری ہو جاتا ہے کبھی آگ لگجاتی ہے کبھی اسکے قرضدار قرض سے انکار کرکے رقم دبا لیتے ہیں) تو اگر (کسی وقت) کوئی اسکا مال ظلماً چھین لے یا (قرض وغیرہ کا) انکار کر دے (اور اس طرح رقم دبا لے) تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے (بلکہ اپنے کئے کو بھگتے کیونکہ یہ مصیبت اُسنے اپنے ہاتھوں اپنے سر لی ہے) اور حق تعالیٰ اپنے بندہ کی اُسی وقت تک مدد فرماتے ہیں جبتک کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کرتا رہے - واللہ اعلم

(۱۱۲) (ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ اپنے تمام دوستوں کو منع کر دیں کہ وہ کسی امیر کا مال غریب سے (وصول کرنے) یا کسی غریب کا مال (دوسرے) (غریب سے چھڑانے کی ذمہ داری (اپنے سر)

(بقیہ سابقہ) فرمایا کہ مشورہ ہے تو حضرت بریرہ نے صاف عرض کر دیا کہ میں اس مشورہ کو قبول نہیں کر سکتی اور اسکی وجہ سے حضرت بریرہ پر نہ کوئی گناہ عائد ہوا نہ حضور ناراض ہوئے بس یہ ہے مشورہ کی حقیقت مگر آج کل اس میں بہت غلو کیا جاتا ہے بزرگوں کے مشورہ سے لوگ اپنے آپ کو مجبور سمجھنے لگتے ہیں اور اُس کی مخالفت کو بے ادبی سمجھتے ہیں اسلئے ہی حکیم الامت مشورہ دینے سے احتراز کرتے ہیں ۱۲ (مترجم)

نہ لیا کریں (کیونکہ ایسی ذمہ داری میں اکثر بے لطفی ہو جاتی ہے) اور نہ اپنے قرض کو ایسے شخص
کیطرف منتقل کریں جو (مدیون سے) اُس قرض کے وصول کرنے پر (اُن سے) زیادہ قدرت رکھتا
ہو جیسے زبردست حکام یا اُن کے ملازم (اور نوکر) وغیرہ (اور ان لوگوں کی طرف قرض کے منتقل
کرنے کی صورت یہ ہے کہ مقروض سے یہ کہدیا جائے کہ ہمارے قرض کی رقم فلاں حاکم یا اُسکے
ملازم کو دیدینا اور حاکم یا اُسکے ملازم سے کہدیا جائے کہ تم مدیون سے ہماری رقم وصول کرلینا
سو ایسا نکرنا چاہیے) کیونکہ جو چیز ان (زبردست) لوگوں سے یا اُن کے ذریعہ سے وصول ہوتی
ہے اُسمیں برکت نہیں ہوتی (کیونکہ یہ لوگ وصول کرنے میں بہت تشدد سے کام لیتے ہیں پھر اُس
مال میں کیا خاک برکت ہوگی جسکے وصول کرنیکے لئے ایک مسلمان کو بہت زیادہ پریشان کیا گیا ہو)
خصوصًا اگر (وہ قرض) ایسے تنگدست آدمی سے (وصول کیا گیا ہو جو (اپنی تنگدستی اور نادہندی
کیوجہ سے) زمانہ دراز تک قید میں رکھا گیا ہو (تب تو اُسمیں کچھ بھی برکت نہوگی)

(۱۱۳) (اسی طرح ہم سے یہ عہد بھی لیا گیا ہے) کہ اپنے دوستوں کو اس سے بھی منع کریں کہ کسی
شخص کو (تاریخ معین پر عدالت میں) حاضر کرنے کے ضامن نہ بنا کریں ہاں اگر اپنے دل کو اس
بات پر پکا کرلیں کہ جتنی رقم اُس شخص کے ذمہ ہے (اگر وہ وقت پر حاضر نہوا تو) یہ خوشی کے ساتھ
وہ رقم (اپنے پاس سے) ادا کردینگے (اس صورت میں ضامن بننے کا مضائقہ نہیں) اور اگر
اُن کا دل اس بات پر پکا نہو تو اُن کو ہرگز مناسب نہیں کہ کسی شخص کو (وقت معین پر) حاضر
کرنیکے ضامن بنیں اگرچہ وہ حقیقی بھائی ہی (کیوں نہ) ہو اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حاضری
کے وقت (کبھی) وہ شخص بھاگ جاتا ہے جسکی ضمانت لیگئی تھی اور (کچہری والے) ضامن سے
جبرًا تاوان وصول کرلیتے ہیں چنانچہ ہمارے بعض احباب کو ایسا واقعہ پیش آیا ہے اور اُنسے
(اسکے بعد) ضامن بننے سے توبہ کی واللہ علیم حکیم۔ اسی طرح ہم اپنے دوستوں کو اس سے
بھی منع کریں کہ وہ (مُردوں کے) ترکہ کا مال اپنے مال میں نہ ملایا کریں (یعنی اگر کسی مُردہ کا ترکہ
بازار میں نیلام ہوتا ہو تو اُسکو نہ خریدیں کیونکہ مُردے کا مال بیچنے میں اسکا بہت کم لحاظ کیا جاتا
ہے کہ اُسکو پوری قیمت پر فروخت کیا جاوے بلکہ اسمیں اکثر تساہل سے کام لیا جاتا ہے جس سے
مُردہ کی یتیم اولاد کو نقصان پہونچتا ہے) البتہ اگر ہمارے خریدنے میں یتیموں کا نفع ہو (اُنکی

مصلحت) ہو اور بازار کے چودھری یا اس جیسے بدمعاش لوگوں کی رعایت (مد نظر) نہو
(جو یہ چاہا کرتے ہیں کہ کسی طرح جلدی نیلام ختم ہو جاوے اور یہ سامان تھوڑی بہت قیمت سے
کسی کے سر مڑھ دیا جائے) نیز ہماری خریداری اُسوقت ہو جبکہ تمام لوگوں کی رغبتیں؎
پوری ہو چکی ہوں (اور سب لوگ بولی بول چکے ہوں آگے بولی بولنے والا کوئی نہو) اور
دلال بھی اسباب کو لیکر (بازار میں) کئی مرتبہ گھوم چکا ہو (اُسوقت خریدنے کا مضائقہ نہیں)
اور (یہ یاد رکھو کہ) لوگوں نے اسکا تجربہ کیا ہے کہ جب کبھی مُردہ کا مال کسی کے خوف یا خاطر
سے (سستے داموں میں) خریدا گیا ہے اُس سے سارے مال کی برکت زائل ہو گئی ہے حتی کہ
بعض لوگ بیشمار دولت کے بعد تنگدستی میں مبتلا ہو گئے واللہ اعلم اسیطرح اگر (ہمارے احباب
کے) قرضداروں نے قرض دینے سے انکار کا ارادہ کیا ہو یا ٹالنے لگے ہوں تو ہم اپنے احباب
کو (حکام سے) شکایت (یا نالش) کرنے میں جلدی کرنے سے منع کریں اور اُنکو یہ حکم کریں
کہ وہ (زمانہ کے) گرم اور سرد سے اپنا دل بہلاتے رہیں (اور اپنے نفس کو یہ امید دلائیں
کہ شاید قرضدار کسی وقت خود ہی انسانیت پر آجائے اور خدا کا خوف کر کے قرض ادا کر دے)
اور (عدالت میں جلدی سے نالش اسلئے نہ کریں کہ) بعض دفعہ حکام کے پاس شکایت لیجانے
سے قرضدار کے نفس میں (انتقام کا) جوش بڑھجاتا ہے تو وہ سرے سے قرض ہی کا انکار
کر دیتا ہے (کہ میرے ذمہ تو کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ مجھپر الزام لگاتے ہیں) اور بعض دفعہ
جھوٹی شہادت اس بات کی پیش کر دیتا ہے کہ میں نے تو ان کا قرض فلاں وقت میں بیباق
کر دیا ہے (یہ دوبارہ مجھ سے کیسا مطالبہ کرتے ہیں) چنانچہ ایک بار میرے سامنے ایک
شخص نے ایسی ہی جھوٹی شہادت قائم کی تھی پھر میں نے اُسکو نصیحت کی (اور سمجھایا)
تو اُسنے حق کا اقرار کیا اور اپنے گواہوں کا جھوٹا ہونا تسلیم کیا اور (میرے سامنے حقدار کا
حق ادا کیا وما کان الرفق فی شئ الا زانہ اور نرمی جس کام میں بھی ہو گی اُسکو سنوار دیگی
(اسلئے اپنے قرضداروں سے جہانتک ہو سکے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہئے اور عدالتی چارہ جوئی

؎ افسوس ہے کہ آجکل اسکا بالکل خیال نہیں کیا جاتا اور مردہ کے مال کو منحوس سمجھکر بلا پروائی کیوجہ سے بہت کم قیمت
پر خرید لیا جاتا ہے جس سے مُردہ کی یتیم اولاد کو بہت نقصان پہونچتا ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے ۱۲ مترجم

میں جلدی نہ کیا کریں) اسی طرح ہم اپنے (تاجر) دوستوں کو راس المال (یعنی اصل قیمت) پر بہت زیادہ نفع لینے سے بھی منع کریں اگرچہ خریدار (خوشی اور) طیب خاطر ہی سے کیوں نہ دیتا ہو اور اگر وہ خوشی سے زیادہ نفع دینے پر راضی نہو یا اُسکو اصل قیمت کی خبر ہی نہو اُس سے تو زیادہ نفع لینا بہت ہی بُرا ہے۔ اور جو کوئی ایسا کریگا اُسکے رزق سے برکت زائل ہوجائیگی کیونکہ جتنا زیادہ نفع لیا جاتا ہے اُسکو وہ جن چُرا لیتے ہیں جو ایسے خرید و فروخت کی خبروں پر مقرر کیئے گئے ہیں جسمیں مکر و فریب یا کسی کی ہیبت و خوف سے کام لیا گیا ہو یا وہ (معاملہ شرعًا) باطل ہو جیسا کہ امام جامع ازہر شیخ عثمانؒ کو ایک طویل قصہ میں ایسا واقعہ پیش آیا ہے جبکہ جن اُنکے پاس پڑھا کرتے تھے پس عزیز من! (ہمیشہ) تھوڑے نفع سے (اپنی چیزیں) بیچا کرو اور اگر خریدنے والا (تمکو) زیادہ نفع (اپنے آپ بھی) دے تو اُسکو (فورًا) واپس کردیا کرو اور میں خدا تعالیٰ پر (بھروسہ کرکے) تمھارے لئے رزق میں برکت کی اور (قلبی) حلاوت کی ذمہ داری کرتا ہوں جسکو تم اپنے دل میں اُس زیادہ نفع سے بھی لذیذتر پاؤگے اور اگر (اتفاقًا) کوئی چیز تمنے (بہت سستے داموں (میں) خریدی ہو تو (اور دوسرے کے ہاتھ اُسکو بازاری قیمت پر فروخت کرنا چاہو) تو خریدار کو اسکی اطلاع کردو (کہ مجھے یہ چیز بہت سستے داموں میں ملی ہے مگر اسکی اصلی قیمت وہی ہے جو میں تم سے لے رہا ہوں) ورنہ (اگر تمنے خریدار کو اسکی اطلاع نہ کی تو) تم اُسکو دھوکہ دینے والے ہوگے (کیونکہ وہ یہی سمجھیگا کہ جس قیمت پر میں خرید رہا ہوں بائع کو اسی کے قریب قریب داموں میں یہ چیز ملی ہوگی اور اُسنے مجھ سے زیادہ نفع نہیں لیا اور اگر اُسکو یہ معلوم ہوجائے کہ تم کو بہت کم داموں میں یہ چیز ملی تھی اور تم نے اس سے زیادہ نفع لیا ہے تو شاید وہ ان داموں سے خریدنے پر راضی نہوتا پس اسکو دھوکہ میں مت ڈالو) جیسا کہ تمنے اُس شخص کو دھوکہ دیا ہے جسنے تمھارے ہاتھ یہ چیز (بہت کم داموں میں) فروخت کی تھی کہ تم نے معمولی قیمت سے کم (قیمت) میں اُسکی چیز خریدلی (اور اُسکو خبر بھی نہ کی کہ اسکی اصلی قیمت یہ نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے) پس عزیز من! (اس مکر و فریب سے) اپنے دین کو بچاؤ کیونکہ (جو فائدہ اس طرح حاصل کیا جائیگا وہ گندہ ہے اور) تم وہی کھاؤگے جو اپنے واسطے پکاؤگے (یہ نہیں ہوسکتا کہ تم مردار کا سڑا ہوا گوشت پکاؤ اور وہ نہایت عمدہ اور لذیذ ہوجائے

۵۳

اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ تم مکروفریب سے دنیا کماؤ اور اُسکے کھانے سے تمہارے دل میں ایمان کی حلاوت پیدا ہوجائے) اسی طرح (ہم سے یہ عہد بھی لیا گیا ہے کہ) اپنے دوستوں کو ایسا بھی نہ کرنے دیں کہ وہ اصلی داموں میں (اپنا مال) فروخت کردیں اور نفع (کچھ) نہ لیں بلکہ (اُن کو چاہیے کہ) نفع ضرور لیں اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور خدا تعالی اُس تھوڑے ہی میں برکت کردیگا اور یہ (بغیر نفع کے بیچنے کی ممانعت) اسلئے ہے کہ (تجارت اور) بیع تو نفع ہی کیواسطے (کیجاتی ہے اور اسی لئے) موضوع ہوئی ہے پھر جو چیز جس غرض کیلئے موضوع ہو اُسکا لحاظ ضرور کرنا چاہیے) اور جو شخص اصلی قیمت پر (اپنا مال) فروخت کریگا اگرچہ (اپنے) دوست ہی کے ہاتھ فروخت کرے وہ ضرور (ایک دن) خسارہ اُٹھائیگا پھر (بہت) پشیمان ہوگا (اور پچتائیگا اسلئے تجارت کا اصول ہمیشہ یہ ہونا چاہیے کہ دوستوں اور عزیزوں کو بھی بغیر نفع کے کوئی چیز نہ دیجائے۔ واللہ اعلم

(۱۱۴) (ہمسے عہد لیا گیا ہے) کہ جو لوگ ہمارا کہنا مانتے ہوں اُنکو ایسا نکرنے دیں کہ وہ اپنے کسی (کرایہ دار) پر گھر کا یا دوکان کا یا آٹے کی چکی کا یا تیل نکالنے کے کولھو وغیرہ کا کرایہ (بلا ضرورت) زیادہ کردیں یا زمین کا لگان بڑھادیں مگر جبکہ کرایہ عام رواج سے بہت ہی کم ہو تو (اس صورت میں) کرایہ دار سے مشورہ کرکے (کچھ) بڑھادینے کا مضائقہ نہیں اور (یہ صورت) تو بہت ہی زیادہ قبیح ہے کہ کرایہ عام رواج سے بھی بڑھادیا جائے کیونکہ اس سے کرایہ دار کو سخت تکلیف ہوتی ہے کہ یا تو اُسکو اتنی گراں اُجرت کے ادا کرنے میں تکلف ہوتا ہے یا اس گھر کو چھوڑتے ہوئے اُسکو پریشانی ہوتی ہے خصوصاً اگر دوکان اور کولھو (وغیرہ) میں (اُسکی رقم بہت لگ گئی ہو یا) اُسکا سامان بہت زیادہ (جمع) ہوگیا ہو تب تو (گھر چھوڑتے ہوئے) پریشانی اور صدمہ سے اُسکی جان نکلنے لگتی ہے اور (ایک مسلمان کو اس طرح پریشان کرکے گھر سے نکالنا بڑا ظلم ہے کیونکہ) حق تعالی نے گھر سے بے گھر کرنے کو اور قتل کرنے کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے (چنانچہ ارشاد ہے لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ الخ آپس میں ناحق خون نکرو اور اپنے بھائیوں کو گھر سے بے گھر نکرو اھ اس سے معلوم ہوا کہ کسیکو گھر سے بے گھر

ع مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُنکو دھوکا دیا جاوے کہ زبان سے تو یہ کہدیا کہ بھلا میں آپسے کیا نفع لیتا اور پھر نفع لگا یا جیسا کہ آجکل عام مرض ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُنسے صاف کہدیا جائے کہ بدون نفع کے میں آپکو بھی نہ دونگا چاہے آپ نفع کم ہی دیدیں ۱۲ مترجم

کرنا اور قتل کرنا قریب ہی قریب ہے) اور اس (بیجا حرکت) میں اوقاف کے مستحقین زیادہ مبتلا ہیں (کہ وہ وقف مکان یا وقف زمین کا کرایہ بڑھانے میں کچھ بھی تامل نہیں کرتے) اور ان کا قول یہ ہے کہ وقف کی چیز کا (کرایہ) زیادہ کر دینا (بالکل) حلال ہے (چاہے کرایہ دار پر اس سے کیسی ہی مصیبت آجائے) پھر (طرہ یہ کہ) یہ لوگ (کرایہ وغیرہ زیادہ کرکے) وقف کی تعمیر (اور درستی) میں کچھ بھی خرچ نہیں کرتے بلکہ متولی وقف اور ناظر اور وصول کنندہ کے ساتھ اتفاق (اور میل) کرکے ساری آمدنی خود ہی کھا جاتے ہیں واللہ علی کل شیٔ شہید اور حق تعالیٰ ہر بات کو خوب جانتے ہیں۔

(۱۱۵) (ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ جو لوگ تجار میں سے ہمارا کہنا ماننے والے ہیں انکو دنیا میں بہت زیادہ منہمک ہونے سے روکیں کیونکہ جو شخص دنیا میں بہت منہمک ہوتا ہے اس سے آخرت کے کام چھوٹ جاتے ہیں اور (بلکہ مال جمع کرنے (کی فکر) میں اسکا کھانا (پینا) بھی چھوٹ جاتا ہے۔ اور دنیا میں زیادہ انہماک کرنیوالے کی علامت یہ ہے کہ وہ آمدنی حاصل کرنیکے لیے ہر موقع کی تاک میں لگا رہے (کہ ہر وقت یہی دھن رہتی ہے کہ زیادہ آمدنی کی کوئی نئی صورت اختیار کرے) حالانکہ مسلمان کو یہ چاہیئے کہ جب خدا تعالیٰ کسی ایک طریقہ سے گذر کے موافق اسکو رزق پہونچاتے رہیں تو اسی پر قناعت کئے رہے) اور (ایک علامت یہ ہے کہ) وہ دنیا کی طلب میں بہت (سفر کرتا اور) چلتا پھرتا رہے کہ تم اسکو اپنی جگہ میں بہت کم رہنے والا پاؤ اور (ایک علامت یہ ہے کہ) وہ دنیوی مصیبت کے وقت اتنی زیادہ عاجزی اور مسکنت اختیار کرے کہ جماعت کی نماز فوت ہونے پر ویسی مسکنت (اور ندامت) ظاہر نہ کرے اور (ایک علامت یہ ہے کہ) اسکے چہرہ پر (فکر اور) پریشانی کی وجہ سے سیاہی (اور بے رونقی رہتی) ہو تو اگر (کبھی) وہ ہنستا بھی ہے (اندر سے) گھٹ کر ہنستا ہے اور (ایک علامت یہ ہے کہ) وہ قرآن (مجید) سننے سے (اپنے دل میں) لذت نہ پاتا ہو۔ پس یہ چند علامتیں ہیں دنیا میں انہماک کرنیوالوں کی واللہ اعلم۔

(۱۱۶) (ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ اپنے (شاگردوں اور) مریدوں کے مال میں سے اپنی ذات کے واسطے کوئی چیز قبول نہ کریں مگر جبکہ وہ مرید اپنے مال کو ہمارا مال سمجھتا ہو کہ ہم جسطرح

چاہیں اُسمیں تصرف کریں (تو اُسکو ذرا بھی ناگوار نہو) اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مرید سے (اپنے
فائدہ کی چیز) قبول کرنے سے اُسکو شیخ پر ناز ہوجاتا ہے اور شیخ اُسکی (نظر میں مثل اہل و
عیال کے (اُسکا تابع) ہوجاتا ہے تو (اس صورت میں دین کا) نفع کم ہوجاتا ہے (یہ
نقصان تو مرید کا ہوا) اور (شیخ کا نقصان یہ ہے کہ اسکی نظر مریدوں کی دنیا پر ہوجاتی
ہے) بالخصوص اگر شیخ کا قدم طریقت میں راسخ نہوا تب تو اُسکا دل ایسا خراب ہوجائیگا
جیسا کہ (بعض دفعہ) چکی کا گلا خراب ہوجاتا ہے تو (اُسمیں سے آٹا نہیں نکلتا اسی طرح)
شیخ سے (بھی) نفع بند ہوجاتا ہے واللہ غنی حمید۔

(۱۱۷) (ہمسے عہد لیا گیا ہے) کہ بغیر شرعی قدرت کے ہم نکاح اور حج نکریں (نکاح
کیلئے شرعی قدرت یہ ہے کہ مہر اور نفقہ ادا کرنے کی وسعت ہو اور حج کیلئے یہ شرط ہے
کہ واپسی تک کیلئے اپنے اہل وعیال کا خرچ دیکر اُسکے پاس اتنی رقم موجود ہو جسمیں آمد ورفت
کی سواری کا کرایہ اور کھانا پینا بسہولت ہوسکے) کیونکہ جو شخص دوسروں کے دینے (دلانے)
پر اعتماد کر کے نکاح یا حج کرتا ہے (وہ بالآخر پریشان ہوتا ہے) پھر کچھ نہ پوچھو کہ اُسپر کیا گذرتی
ہے (اسلئے مشائخ کو چاہیے کہ وہ مریدوں کے نذرانے پر بھروسہ کر کے حج یا نکاح کا ارادہ
نہ کیا کریں) اور شارع علیہ السلام نے ان چیزوں کا حکم صرف اُنہی لوگوں کو دیا ہے جو دوسروں
سے مانگنے کے محتاج نہیں اور جو شخص مخلوق کے ہاتھوں کو تکتا ہو اُسکو ان (کاموں)
کا حکم نہیں کیا گیا (تو جس شخص کو حج یا نکاح وغیرہ کا شریعت نے حکم نہیں دیا اُسکو یہ کہاں
جائز ہے کہ ایک نفل طاعت کیلئے دوسروں سے سوال کرنے کا اپنے کو محتاج بنائے او
اور مانگنا کبھی زبان مقال سے ہوتا ہے کبھی زبان حال سے کیونکہ جب کوئی شیخ خالی ہاتھوں
حج کا ارادہ کریگا تو اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ مریدوں سے امداد طلب کرتا ہے) اور جو شخص رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے باہر ہوگا وہ اپنی (نفسانی) خواہش کے سپرد کر دیا جائیگا جو
اُسکو ذلت کے گڑھے میں گرا دے گی (اور خدا کیطرف سے اسکی کچھ امداد نہوگی) پھر (بدون
قدرت کے) ایسا کام کرنے میں ایک دینی خرابی یہ ہے کہ اگر یہ شخص دیندار اور دنیا سے پرہیز
کرنیوالا بھی ہوا تو وہ اپنی بزرگی اور دینداری کے ذریعہ سے دنیا حاصل کریگا کیونکہ وہ از خود

اگرچہ سوال نکریگا مگر لوگ اسکو دیندار سمجھکر ضرور یہ چاہینگے کہ اُسکے حج یا نکاح میں امداد کریں تو یہ سراسر دین کو دنیا کا ذریعہ بنانا ہے) خدا ہمکو اس سے بچائے۔ اور سیدی علی خواص رح سے جب کوئی شخص فرض ادا کرنیکے بعد دوسرے حج یا (دوسرے) نکاح کیلئے مشورہ لیتا تھا تو وہ یہ فرمادیا کرتے تھے کہ میرے سوا (کسی اور سے مشورہ کرو (میں اسکے بارہ میں مشورہ ندونگا اسپر بعض لوگوں نے اُن سے عرض کیا کہ (آپ مشورہ کیوں نہیں دیتے) کیا یہ کام سنت نہیں ہے تو یہ جواب دیا کہ یہ (بالکل) صحیح ہے (کہ یہ کام سنت ہے) مگر (آجکل) ایسی سنتوں کے ادا کرنے سے لوگوں کی عمریں قاصر ہیں بس اب تو (انسان کی عمر میں اتنی ہی گنجایش ہے کہ وہ ضروری امور کو بجالائے (اس سے زیادہ کی گنجایش نہیں) واللہ اعلم

(۱۱۸) (ہمسے عہد لیا گیا ہے کہ) جب ہم کوئی وقف کریں تو اُسمیں ایسی شرطیں لگائیں جو مستحقین کے اوپر گراں ہوں کیونکہ بعض دفعہ وہ اُن شرطوں میں کوتاہی کرینگے تو حرام مال کھاوینگے (اسلئے کہ شرعاً شرائطِ واقف کی رعایت کرنا واجب ہے اور اُن کی مخالفت کرکے وقف کی آمدنی کا استعمال ناجائز ہے) اور سیدی علی خواص رح فرمایا کرتے تھے کہ وقف کرنا بجز اُن لوگوں کے جو بہت مالدار ہوں (اور کسی کو) مناسب نہیں اور جو لوگ (غریب ہیں کہ) کپڑا بننے کا کام کرتے ہیں یا اپنے ہاتھ کی صنعت سے کماتے کھاتے ہیں اُن کو وقف نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان لوگوں کے ہاتھ سے دنیا (کی دولت) جلدی نکلجاتی ہے تو وقف کرکے (بعد میں) پچھتاتے ہیں پھر (اُنمیں سے بعضے) اپنے وقف ہی کے حقداروں کے پاس آکر اُنسے ایک کرتہ کی قیمت یا کوئی چاندی کا سکہ مانگتے ہیں جس سے شام کیواسطے کھانا خریدیں اور وہ انکو ایک پیسہ بھی نہیں دیتے اور (صاف) کہدیتے ہیں کہ اب تم اجنبی ہوگئے ہو (تم کو وقف میں کوئی حق نہیں رہا) چنانچہ (ہمارے) بعض دوستوں کو ایسا واقعہ پیش آیا ہے (پس ہر شخص کو وقف کی جرأت نہ کرنا چاہئے اور اگر کسی کو بہت ہی شوق ہو تو اُسمیں یہ شرط ضرور لگادے کہ اپنی زندگی تک میں اسکی

۵۰

؎ میں کہتا ہوں کہ آجکل مدارس عربیہ میں بعض قواعد بہت سخت ہیں جنکی پابندی مدرسین پر گراں ہوتی ہے اور ان میں اکثر کوتاہی ہوجاتی ہے جس سے تنخواہ میں حرمت کا شبہ ہوجاتا ہے اسلئے اہل مدارس کو اسکی جانب توجہ کرنا چاہئے واللہ واسع حلیم ۱۲ مترجم

آمدنی سے منتفع ہوتا رہونگا) واللہ غنی حمید۔

(۱۱۹) (ہمسے عہد لیا گیا ہے) کہ غلاموں کے اوپر (بہت) زیادہ بندش نہ کیا کریں کہ اُن کو (کسی وقت) اپنی خواہشیں پوری نہ کرنے دیں (بلکہ اُنکی راحت کا پورا خیال کرنا چاہیے اگر غلام جوان ہو اور اُسکو شادی کی ضرورت ہو تو اُسکو نکاح کی اجازت دیدینا چاہیے) کیونکہ وہ (اپنے نفس کے روکنے میں) دوسروں سے کم صابر ہوتے ہیں اسی لئے غلاموں کی سزا شراب وغیرہ کے پینے میں آزاد آدمیوں کی سزا سے کم رکھی گئی ہے اور جب ہم لوگ باوجودیکہ ہمکو (آزادی اور) کمال (عقل) کا دعوی ہے اپنے نفس کو خواہش سے روکنے پر قادر نہیں ہوتے تو غلام (اسپر) کیونکر قادر ہوگا جو کہ خود بھی ذلیل ہے اور اپنے خاندان اور گھر بار سے جدا بھی ہے اور ایک شخص کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ بازاروں میں بکتا بھی رہا ہے اور بعض دفعہ ہر خریدنے والے نے اُسپر (بہت بُری طرح) حکومت کی ہے کہ آفتاب نکلنے سے عشا کے وقت تک اُس سے خدمت ہی لیتا رہا اور (ذرا بھی) اُسپر رحم نہیں کیا اور دن بھر میں ایک ساعت کیلئے بھی اُسکو سونے (اور لیٹنے) کی مہلت نہیں دی (تو ایسی حالت میں اُس غریب کو اپنے نفس کی اصلاح اور تہذیب اخلاق کا کیا موقع مل سکتا اور وہ تعلیم وغیرہ کیونکر حاصل کر سکتا ہے) اور اگر غلاموں کیلئے ہمیشہ کی غلامی کے سوا اور کوئی بندش بھی نہوتی تو یہی اُنکی پست ہمتی اور کم حوصلگی کیلئے) کافی تھی چہ جائیکہ وہ ہمیشہ آقاؤں کی خدمت میں بھی لگے رہتے ہیں تو ہمکو چاہیے کہ جسطرح اپنے آپ کو جسمانی راحت دینے میں معذور سمجھتے ہیں اسی طرح اُنکو بھی معذور سمجھیں) اور اگر کسی وقت وہ اپنے بدن کو راحت دینا چاہیں تو اُنپر سختی اور بندش کریں بلکہ انسانیت کی بات تو یہ ہے کہ کسی وقت اُنسے خود کہدیا کریں کہ بس چلو آرام کرو) اور (سیدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت (مرض وفات میں) یہ بھی تھی کہ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم (نماز کا پورا پورا لحاظ رکھو اور اُن غلاموں کا بھی جو تمہاری ملک میں ہیں (اس سے اندازہ ہوسکتا

ہے میں کہتا ہوں کہ جب زرخرید غلاموں کا یہ حق ہے کہ حضور نے اُنکی راحت رسانی کا اخیر وقت تک خیال رکھا اور نماز کی برابر اُسکو ضروری سمجھا تو اُن نوکروں کا تو کیا کچھ حق ہونا چاہیے جو کہ درحقیقت آزاد ہیں اور صرف چند روپیوں کی غرض سے کسی کی خدمت کرتے ہیں کیونکہ بشر غلام پر آقا کا بہت زیادہ حق ہے (باقی برصفحہ آئندہ)

ہے کہ حضور کو غلاموں کی راحت کا کسدرجہ خیال تھا کہ وصال کے وقت تک آپنے دل سے اُن کو نہیں بھلایا اور اُنکی راحت رسانی کو نماز کی برابر ضروری فرمایا) واللہ حلیم حکیم۔

(۱۲۰) (ہمسے عہد لیا گیا ہے) کہ اپنے دوستوں کو کسی دوکاندار یا شریک کے ساتھ (کسی بات پر) ہرگز جھگڑا نکرنے دیں خصوصاً لیموں یا (ناشپاتی یا) بہی بیچنے والے (کنجڑوں) سے (ایک ایک لیموں وغیرہ پر جھگڑا کرنا تو بہت ہی بیجا ہے) اور جس شخص کے پاس (گھر میں) سو اشرفیاں یا اس سے (بھی) زیادہ ہوں اُسکے لئے تو یہ بات بہت ہی نازیبا ہے کہ وہ کنجڑوں سے (پھل) خریدنے کے بعد ایک لیموں یا ایک ناشپاتی (زیادہ لینے) کیلئے جھگڑا کرے اسکو خوب سمجھ جاؤ اور اسپر عمل کرو اور خدا تم کو ہدایت کرے۔

(۱۲۱) (ہمسے عہد لیا گیا ہے) کہ اپنے دوستوں کو کھانے اور پہننے میں ایسا تکلف کرنے سے منع کریں جسکو وہ ہمیشہ نباہ نہیں سکتے (بلکہ اُن کو چاہئے کہ ایسی درمیانی چال اختیار کریں جسکو وہ آسانی کے ساتھ ہمیشہ نباہ سکیں) اور جو شخص اسکے خلاف کریگا اور خوشی کے ساتھ (اپنی معمولی حالت (رکھنے) پر قناعت نہ کریگا تو وہ عنقریب مجبور ہو کر اُسپر قناعت کریگا (کیونکہ فضول خرچی کا ہمیشہ یہی انجام ہوتا ہے کہ ایک دن ہاتھ بالکل تنگ ہوجاتا ہی تو اُسوقت مجبور ہو کر وہی معمولی چال اختیار کرنی پڑتی ہے جس سے پہلے نفرت کیجاتی تھی) اسی طرح اُن کو دوسرے کے مال میں گل چھرے اُڑانے سے بھی منع کریں (یعنی اگر کسی نے اُنکے پاس اپنا مال امانت رکھدیا ہو تو اُسمیں گل چھرے نہ اُڑائیں) مگر یہ کہ (اُن کو تجارت کی غرض سے کسی نے روپیہ دیا ہو اور) اُسکے منافع میں سے کچھ خرچ کرلیں (تو اسکا مضائقہ نہیں بشرطیکہ اُسیقدر خرچ کریں جتنا اپنے حصہ میں آیا ہے اور دوسرے کے حصہ میں سے بالکل خرچ نہ کریں) کیونکہ جو شخص دوسرے کے مال کو بلا تکلف خرچ کرتا ہے (وہ ایک دن ضرور ذلیل ہوتا ہے) بالخصوص اگر (اُسنے غیر کا مال) کھانے پینے میں خرچ کیا ہو جو کہ (تھوڑی دیر کے بعد) بیت الخلاء میں پیخانہ بنکر نکل جاتا ہے جسکا واپس کرنا (مالک کیطرف کسیطرح) ممکن نہیں (تو اس صورت

(بقیہ سابقہ) وہ تو ہر طرح اُسکی ملک ہوا اور نوکر کسی طرح بھی ملک میں نہیں ہیں سو اُنپر اسقدر زیادتی کرنا کیونکر جائز ہوگی جیسی آجکل کیجاتی ہو کہ اُن غریبوں کو کسی وقت بھی راحت نہیں دیجاتی مسلمانوں کو اسکا ضرور لحاظ کرنا چاہئے واللہ اعلم

میں اس سے زیادہ بیوقوف کوئی بھی نہیں کیونکہ اگر غیر کے مال سے کپڑا یا زیور یا برتن وغیرہ
خریدے جاتے تو مالک کے تقاضے کے وقت ان چیزوں کو فروخت کر کے اُسکی رقم ادا کیجا سکتی
تھی لیکن کھانے پینے میں خرچ کرنیکے بعد تمھارے ہاتھ میں ایسی کوئی چیز نہوگی جسکو بیچکر
تم مالک کی رقم ادا کرسکو پس دوسرے کا روپیہ کھانے پینے میں تو ہرگز خرچ نہ کرنا چاہیے)
اسی طرح ہم اپنے دوستوں کو عید کے دن (یا اور کسی تقریب میں) اولاد کیلئے (نئے)
کپڑے بنانے سے بھی منع کریں اگرچہ[ع] اُنکے بچے (نئے کپڑوں کیلئے کیسی ہی ضد کرتے
اور) روتے (چلاتے) ہوں اور اُنکی ماں بھی غصہ ظاہر کرتی ہو (کسی کی کچھ پروا نکریں)
کیونکہ (ان بیجا تکلفات کا ہمیشہ نباہنا دشوار ہے اگر ایک دفعہ تمنے اپنی ذاتی رقم سے
اُن کو عید کیلئے کپڑے بنا بھی دے تو دوسری دفعہ ممکن ہے کہ تمھارا ہاتھ تنگ ہو اور تمکو
قرض کرنا پڑے پس) اپنے بچوں کے رونے (دھونے) کو اور اُنکی ماں کے غصہ کو برداشت
کرلینا قرضخواہوں کے جھگڑے جھیلنے سے اور (نادہندی کی صورت میں) قید خانہ بھگتنے
سے زیادہ آسان ہے واللہ غنی حمید ٥

۶۰

(۱۲۲) (ہمسے عہد لیا گیا ہی) کہ اپنے تجارت پیشہ دوستوں کو ایسا نکرنے دیں کہ
وہ (اپنے مال میں) وجوب زکوٰۃ سے بچنے کیلئے ایسے طریقے (اور حیلے) اختیار کریں جن سے
(مال پر) زکوٰۃ کا سال نہ گذرے (جیساکہ آجکل بعض تاجر یہ حیلہ کرتے ہیں کہ سال تمام
ہونے سے پہلے تجارتی مال کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے برائے نام اپنی بیوی یا بیٹے کو
ہبہ کردیتے ہیں اور آئندہ سال پھر اُس سے لیلیتے ہیں سو وہ یاد رکھیں کہ اس ترکیب سے زکوٰۃ
ساقط نہیں ہوتی یہ ہبہ محض برائے نام ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ بیوی یا بیٹا سال بھر کی آمدنی
خود لینا چاہے یا اُسمیں اپنے اختیار سے کچھ اور تصرف کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور بعض صورتیں

[ع] سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اسوقت بھی ایسے حکماء امت موجود ہیں جو مسلمانوں کو
سلف صالحین کا راستہ بتلاتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دامت برکاتہم نے ان بیجا رسوم
اور تکلفات کو اپنے خدام میں سے بہت کچھ مٹا دیا ہے مگر افسوس بہت سے مسلمان اس تعلیم کی قدر نہیں کرتے
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۲

وغیرہ وغیرہ مگر امام غزالی نے اس قول کو رد کیا ہے اور ان امور کے تذکرہ کو بھی غیبت میں داخل فرمایا ہے اور ان امور کا تذکرہ بھی غیبت میں داخل ہونا اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ علماء امت کا اجماع اور نیز حدیث میں جناب رسول اللہ صلعم نے حقیقت غیبت کی بیان فرمائی ہے اسمیں یہ امور بھی داخل ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا صحابہ سے جانتے ہو کہ غیبت کسے کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور رسول اسکا خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ غیبت اسے کہتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے پیچھے ایسی بات بیان کرے جو اسکے سامنے ذکر کرے تو وہ برا مانے کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر وہ بات اسمیں ہو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ بات اسمیں ہو تب ہی تو غیبت ہے اور جو نہ ہو تو بہتان ہے (مشکوۃ)

ف اکثر آدمیوں کو گمان یہ ہوتا ہے کہ غیبت اسی کو کہتے ہیں کہ پیچھے مسلمان کے کچھ برائی اسکی جھوٹی کرے سو یہ بات غلط ہے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہوا حقیقت غیبت کی اتنی ہی ہے کہ پیچھے مسلمان کے ایسا وصف بیان کرے کہ جو اسکے سامنے بیان کرے تو وہ برا مانے مثلاً اگر ایک شخص حقیقت میں کانا ہو اگر کوئی شخص سامنے کانا کہیگا تو وہ برا مانے گا پس جو آدمی پیچھے اسے کانا کہیگا غیبت ہو جاویگی جھوٹ ہونا اس وصف کا شرط نہیں ہے اگر جھوٹی بات کہیگا تو علاوہ اس بات کے کہ ایک مسلمان کے پیچھے اسکے برائی کی گناہ بہتان اور افترا کا بھی ہوگا۔

مسائل متعلقہ بغیبت

مسئلہ ۱ اگر کوئی شخص کسی کی غیبت میں کہے کہ فلانے کا گھوڑا ایسا ہے جیسا گدھا یا مکان ایسا ہے جیسا پاخانہ یا بیٹا اسکا بہت چبلا بے ادب ہے یا باپ اسکا بہت بدخو ہے تو اسمیں بھی غیبت ہو جاویگی اسواسطے کہ غیبت جسطرح ذاتی اوصاف سے اسیطرح لگاؤ کی چیز کے اوصاف سے بھی ہوتی ہے جب کوئی ایسا وصف بیان کرے کہ اگر اسکے سامنے کہے وہ برا مانے۔

مسئلہ ۲ زید کے باپ یا بیٹے کی برائی کی اور وہ دونوں مسلمان ہیں اور لوگ ان کو اسوقت بتعیین جانتے ہیں تو یہ غیبت زید کی بھی ہوگی اور اسکے باپ یا بیٹے کی بھی ہوئی۔

مسئلہ ۳ جسطرح غیبت زبان سے ہوتی ہے اشارہ سے بھی ہوتی ہے مثلاً اگر کسی کا نام لے کر

ایک آنکھ بند کرلی اس اشارہ کیلئے کہ وہ کانا ہے یا ہاتھوں سے اشارہ کرے اُسکے ٹھنگنے ہونیکا یا موٹے ہونے کا اس طرح کہ جو وہ مطلع ہو تو بُرا مانے یہ بھی غیبت ہو جائیگی۔ ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ مینے جناب رسول اللہ صؐ کے سامنے ایک عورت کے ٹھنگنے ہونے کا ہاتھوں سے اشارہ کیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قد اغتبتہا (یعنی تم نے اُسکی غیبت کی ہے)

مسئلہ ۴ غیبت قلم سے بھی لکھنا جائز نہیں خط میں لکھے خواہ کتاب میں اسواسطے کہ القلم احد اللسانین یعنی قلم بھی ایک زبان ہے اور غیبت ہر اُس دلالت سے جس سے مقصود معلوم ہو ناجائز اور حرام ہے۔

مسئلہ ۵ غیبت سننا بھی جائز نہیں سننے والا بھی شریک غیبت میں ہوجاتا ہے سننے والے کو چاہئے کہ غیبت کرنیوالے کو صاف منع کردے کہ منع کرنا موجب ثواب ہے اور نہ روکنا موجب عذاب امام احمد اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو دوسرے کی غیبت سے روکے اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اُسکو دوزخ سے آزاد کرے (تخریج عراقی) ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صؐ نے فرمایا جو مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد نہ کریگا ایسی جگہ جہاں اُس کی حرمت کا ہتک ہو اور آبرو میں نقصان آوے تو خدا تعالیٰ اُسکی مدد نہ کریگا ایسی جگہ جہاں اُسکی مدد ضروری ہے (یعنی آخرت میں) اور جو مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد کرے ایسی جگہ جہاں اُسکی آبرو کا نقصان ہو اور ہتک حرمت ہو تو خداوند تعالیٰ اُسکی مدد کریگا وہاں جہاں اُس کی مدد ضرور ہے (مشکوٰۃ)

مسئلہ ۶ نو صورتوں میں غیبت جائز ہے (۱) مظلوم کو ظالم کی غیبت دفع ظلم کے لئے جائز ہے مثلاً اگر حاکم یا اہلکار نے کسی پر ظلم کیا یا کچھ مال چھین لیا یا کچھ بے عزتی کی تو اُس شخص کو جائز ہے کہ اُسکی غیبت میں بادشاہ سے یا حاکم سے جاکر اُسکے ظلم کا حال بیان کرے اور انصاف چاہے درمختار (۲) اگر ایک شخص کسی کی بُری بات اور گناہ پر مطلع ہو اور ایسے شخص سے اُسکی غیبت میں اُس بات کا ذکر کرے کہ اُسکے حکم یا سمجھانے سے وہ شخص اُس گناہ سے باز آئیگا تو ایسی غیبت بہ نیت مٹانے اُس گناہ کے جائز ہے (احیاء) اگر کسی لڑکے میں بُری عادت پڑجاوے اور یہ علم ہے کہ باپ کی سرزنش سے اس حرکت سے باز آجائیگا تو اس عیب کا اُسکے باپ سے تذکرہ کرنا جائز ہے

ورنہ باپ سے بھی تذکرہ نہ کرنا چاہئے تاکہ یہ تذکرہ موجب عداوت نہو (درمختار صفحہ ۲۵۰)

(۳) ایک شخص نماز روزہ کا پابند ہے مگر اُسکی عادت لڑنے یا عداوت اور فتنہ پیدا کرنے کی ہے تو اس عادت کا ذکر کرنا جائز ہے تاکہ آدمی اُس سے بچے اور اُسکے نماز روزہ کی پابندی کی وجہ سے دھوکہ اور غلطی میں نہ واقع ہوں (درمختار)

(۴) مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حقیقت حال ظاہر کرنے میں غیبت جائز ہے (احیاء) صحیحین میں ہے کہ ہند ابوسفیان کی جورو نے جناب رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ ابوسفیان آدمی بخیل ہے اتنا مجھے خرچ نہیں دیتا کہ مجھے اور میری اولاد کو کفایت کرے مگر جو میں اُسکے مال میں بغیر جانے اُسکے کچھ لے لوں حضورؐ نے فرمایا لے لو جسقدر تمھیں اور تمھاری اولاد کو موافق دستور کے (نہ فضول خرچی ہو اور نہ تنگی) کفایت کرے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۰)

ف ہند نے ابوسفیان کو بخیل اور نہ دینے والا خرچ کا بقدر کفایت کے اُسکی غیبت میں کہا لیکن جناب رسول اللہ صلعم نے اُن کو منع نہ کیا اور نہ جھڑکا اسی وجہ سے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے اُنسنے یہ بات کہی تھی۔

۱۱

(۵) مشورہ بتانے میں بغرض خیرخواہی مشورہ پوچھنے والے کے غیبت جائز ہے (احیاء) صحیح مسلم میں ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم مجھے پیغام نکاح کا دیتے ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ ابوجہم تو لاٹھی کندھے سے نہیں اُتارتا ہے (یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے ضراب النساء) اور معاویہ مفلس بے مال ہے تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۸)

ف ظاہر ہے کہ حضورؐ نے مشورہ بتانے کی وجہ سے ابوجہم اور معاویہ کے حال بیان کئے۔

(۶) جب مقصود کسی کا حال اور بُرائی بیان کرنے سے غضب اور سب وشتم نہو بلکہ کسی دوسرے مسلمان کی خیرخواہی یا دفع ضرر ہو تو غیبت جائز ہے مثلاً ایک شخص نوکر رکھنا چاہتا ہو اور وہ نوکر بد دیانت ہو تو آقا سے کہدینا کہ یہ شخص بد دیانت ہے قابل نوکر رکھنے کے نہیں ہے جائز ہے یا مثلاً عمرو زید کی صحبت میں بیٹھتا اُٹھتا ہو اور زید شراب خوار یا زانی ہو تو عمرو کو زید کے شرابی اور زناکار ہونے سے مطلع کرنا تاکہ اُسکی صحبت چھوڑ دے جائز ہے (احیاء و درمختار) اور اسی پر

اور صورتیں بھی قیاس کرلے کہ جہاں کہیں نیت خالص اور مقصود ایک مسلمان کا نفع ہو زبان درازی
اور کینہ وری اور سب وشتم وغیرہ سبب نہو تو ایسی صورتوں میں غیبت جائز ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی لقب سے مشہور ہو اور وہ لقب کسی عیب پر دلالت کرتا ہو جیسے اخفش
نحوی کہ اسی نام سے مشہور تھا اور اخفش کے معنی ہیں چندھا یا کسی شخص کا لقب لنگڑا یا ٹنڈا ہو
اور وہ اس نام سے مشہور ہو تو ایسے نام کا لینا جائز ہے۔

(۸) فاسق معلن یعنی وہ شخص کہ گناہ برملا کرتا ہو مثلاً داڑھی منڈاتا ہو یا برملا شراب پیتا ہو یا زنا
کرتا ہو یا ناچ دیکھتا ہو تو اسکی غیبت بھی جائز ہے یعنی جن عیبوں کو وہ برملا کرتا ہے اگر پیچھے اُسکے
کوئی ذکر کریگا تو گنہگار نہو گا (احیاء)

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کل امتی معافیً الا المجاھرون
سب امت میری بچائی جاوے غیبت سے مگر برملا گناہ کرنے والے (مشکوۃ) اور رزین نے
صاف یہ لفظ روایت کیے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا لاغیبۃ لفاسق و مجاھر یعنی فاسق
اور برملا گناہ کرنے والے کی غیبت نہیں (تیسیر الوصول)

(۹) اگر کوئی شخص بدعتی یا بدعقیدہ ہو (خلاف عقائد اہل حق یعنی صحابہ) تو اُسکے ان عقائد کا دوسرے
کے روبرو نقل کرنا اور بیان کرنا گناہ نہیں (درمختار)

مسئلہ اگر ایک حال ایک شخص کا دو طرح بیان ہو سکتا ہو ایک ایسی طرح جس سے برا مانے اور دوسرا
ایسی طرح کہ برا نہ مانے تو پہلی طرح میں غیبت ہوگی دوسری میں نہ ہوگی مثلاً کانے آدمی کو پیچھے کانا کہے
تو غیبت ہوگی اور اگر پتا بتانے کے لئے اس طرح کہے کہ وہ صاحب جنکی ایک آنکھ ہے تو غیبت
نہ ہوگی یا کسی کو لمبا بے ڈول کہے تو غیبت ہوگی اور جو کشیدہ قامت کہے تو غیبت نہوگی۔

مسئلہ اگر ایک شخص کا ذکر نہو ایک جماعت کا ذکر ہو بے تعیین اشخاص مثلاً یوں کہے کہ فلاں
شہر کے آدمی بڑے فریبی اور مکار ہوتے ہیں یا فلاں گاؤں کے آدمی بیوقوف ہوتے ہیں تو
غیبت نہوگی (درمختار)

مسئلہ اگر شخص معین کی غیبت کرے اور نام نہ لے تو غیبت نہ ہوگی مگر جو اس طرح ذکر کرے
جس سے وہ شخص معلوم ہو جائے مثلاً کہے کہ قاضی شہر یا کوتوال شہر ایسا ہے یا اس طرح ذکر کرے

۱۲

لیکن حاضرین میں سے کوئی جانتا ہو کہ فلانے کا ذکر ہے تو غیبت ہوجاوے گی۔

مسئلہ غیبت کے گناہ کے معاف ہونے کی صورت تو یہی ہے کہ جسکی غیبت کی ہو اُس سے قصور اپنا معاف کرادے اور ایک حدیث ضعیف میں بروایت بیہقی حضرت انس بن مالک سے یہ بھی روایت ہے کہ کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ جسکی غیبت کی ہے اُسکے لئے استغفار کرے اور یوں کہے اللھم اغفرلنا ولہ یا اللہ بخشدے ہمیں اور اُسے (یعنی جس کی غیبت کی ہے) اور حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ جسکی غیبت کی ہے عوض غیبت کے اُسکی تعریف کرے اور اُسکے لئے دعائے خیر کرے (مشکوٰۃ ص۴۱۵)

جھوٹ کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون جھوٹ بات وہی لوگ بناتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ امام احمد اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر خصلت مسلمان آدمی کی عادت ہوسکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے (یعنی ایمان اور خیانت اور جھوٹ میں نہایت ضد ہے ایمان کے ساتھ جھوٹ اور خیانت جمع نہیں ہوسکتی) مشکوٰۃ

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ص نے فرمایا کہ لازم پکڑو تم سچ کو یقیناً سچ ہدایت کرتا ہے طرف نیکوکاری کے اور نیکوکاری پہونچاتی ہے جنت کو اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور دھیان رکھتا ہے سچ کا یہانتک کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور بچتے رہو تم جھوٹ سے یقیناً جھوٹ پہونچاتا ہے طرف بدکاری کے اور بدکاری پہونچاتی ہے طرف دوزخ کے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے جھوٹ کا یہانتک کہ لکھ لیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا جھوٹا (مشکوٰۃ)

صحیح ترمذی میں ہے کہ جناب رسول اللہ ص نے فرمایا کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اُس سے کوس بھر دور ہوجاتا ہے بسبب بدبو جھوٹ کے جو اُسکے منہ سے نکلتی ہے (مشکوٰۃ)

اور صحیح بخاری میں ہے ایک حدیث طویل میں جسمیں آپنے بیان فرمایا ہے جبرئیل اور میکائیل

کا لیجانا آپکو خواب میں اور چند عجائبات کا دکھلانا کہ حضورؐ نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہی اور ایک شخص کھڑا ہے اور اُسکے ہاتھ میں ایک لوہے کا آنکڑا ہے اُس آنکڑے کو اُس بیٹھے کے منہ میں ڈالکے ایک طرف کا کلہ اُسکا چیرتا ہے پشت تک پھر اُس آنکڑے کو نکال کے دوسرے کلے میں ڈالکر اُسکو بھی پشت تک چیرتا ہے اور اتنی دیر میں پہلا کلہ اُسکا بھرجاتا ہے اور درست ہوجاتا ہے پھر وہ آنکڑا نکال کے اُس کلہ میں ڈالتا ہے اور پھر اُسی طرح کرتا ہے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل نے بوقت شرح جملہ عجائبات کے بیان کیا کہ یہ کذاب ہے کہ جھوٹ بات کہتا ہے اور اُسکی جھوٹی بات عالم میں مشہور ہوجاتی ہے تو اُسکو قیامت تک ایسا ہی عذاب ہوگا (مشکوٰۃ ص)

امام مالک سے روایت ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ مسلمان کیا بزدلا ہوتا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عرض کیا گیا کیا بخیل ہوتا ہے ارشاد فرمایا ہاں عرض کیا گیا کیا مسلمان کذاب ہوتا ہے ارشاد فرمایا نہیں (مشکوٰۃ)

جھوٹ بولنا بعض صورتوں میں مباح (جائز) اور بعض صورتوں میں واجب ہے اور اسکا ایک ضابطہ درمختار مطبوعہ مطبع مجتبائی کے حاشیہ پر لکھا ہے یہ ہے کہ جس مقصود محمود تک وصول صدق اور کذب دونوں سے ہوسکے وہاں پر تو سچ بولنا واجب ہے اور جھوٹ حرام ہے اور جس مقصود محمود تک وصول صرف کذب سے ہوسکے وہاں جھوٹ بولنا مباح ہے اگر اُس مقصود کی تحصیل مباح ہو اور اگر اُس مقصود کی تحصیل واجب ہے تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہے۔ مثلاً کوئی معصوم ظالم سے چھپ گیا اور وہ ظالم اسکے قتل اور ایذا کا ارادہ کرتا ہے اور اسکو معلوم ہی کہ فلاں جگہ چھپا ہے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اور درمختار میں ہی اور نیز علامہ طحاوی کی بھی یہی رائے ہے کہ جن صورتوں میں جھوٹ بولنا مباح ہے اُس سے یہ مقصود نہیں کہ صریح جھوٹ بولے بلکہ اشارۃً اور کنایۃً ایسی بات کہدے کہ جو جھوٹ اور سچ دونوں کو موہم ہو اور مراد متکلم سچ کی ہو۔ مثلاً کسی شخص سے کھانے کیلئے کہا جائے اور وہ کھانا حرام ہے تو یہ کہدے کہ میں کھا چکا اور مراد یہ لے کہ کل کھا چکا اور حالانکہ ابھی تک نہ کھایا ہو تو ایسی طرح جھوٹ بولنا چاہیے۔

۱۴

اب ہم سہولت کے لئے چند صورتیں تمثیل کے طور پر لکھتے ہیں جن میں جھوٹ کا بولنا جائز ہے
(۱) کسی مسلمان کی جان یا مال یا آبرو بچانے کیلئے مثلاً ایک ظالم ایک مسلمان کے قتل کا یا
بے عزت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ مسلمان کسی کے گھر میں چھپ رہے اور ظالم اُس سے
پوچھے تو اس شخص کو یہ کہنا چاہئے کہ میرے گھر میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح کسی مسلمان کا مال
اس شخص کے پاس ہو اور کوئی ظالم اُس مال کو غصب کیا چاہتا ہو تو یہ شخص کہدے کہ وہ مال
میرے پاس نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں جھوٹ بولنا واجب ہے اور سچ بولنا ناجائز ہے اور
اپنی جان اور مال اور آبرو کے بچانیکے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے مثلاً ایک ظالم سے خوف
ہو اسبات کا کہ اگر وہ جان لیگا کہ اس کے اور زید سے دوستی ہے تو اسے قتل کریگا اور اس سے پوچھے (اور حقیقت
میں زید سے اور اس کے دوستی ہو) تو اسے انکار کردینا چاہئے اور کہدینا چاہئے کہ مجھسے دوستی نہیں اسیطرح
یہ جانے کہ اگر ظالم میرے مال پر مطلع ہوگا تو چھین لیگا تو اپنے مال کو نہ تبلاوے اور کہدے کہ میرے پاس نہیں
(۲) اپنے گناہ کے چھپانیکے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز بلکہ واجب ہے اور اظہار گناہ کا جائز نہیں مثلاً کسی شخص سے زنا
واقع ہوا اور کوئی شخص اُس سے دریافت کرے تو یہ کہدے کہ میں نے نہیں کیا ورنہ اظہار گناہ کا دوسرا گناہ ہوگا حاکم
نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بچتے رہو ان ناپاک کاموں سے جن سے حق تعالیٰ نے منع کیا ہے
پھر جو کسی سے کوئی کام ایسا ہو جاوے تو چھپاوے اُسے خدا کے پردہ سے (عراقی)
(۳) دو مسلمانوں میں صلح کرانیکے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے مثلاً ایک کے سامنے جاکے دوسرے کا حال بیان
کرے کہ وہ تمھاری تعریف کرتے تھے اور اپنے قصور کا اقرار کرتے تھے اور اسی طرح کی باتیں کہے جس سے وہ شخص راضی ہوجاوے
اور دوسرے کے سامنے جاکے بھی ایسی ہی تقریریں کرے حالانکہ دونوں
نے ایسی باتیں نہ کی ہوں بلکہ ہر ایک نے دوسرے کو برا کہا ہو تو ایسا جھوٹ بھی جائز بلکہ موجب اجر دروغ
مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز سے ایسی ہی صورتیں مراد ہیں۔ صحیحین میں ہے جناب رسول اللہ صلعم
نے ارشاد فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو درمیان آدمیوں کے صلح کرے اور کہے بھلی بات یا نسبت کرے بھلی بات (مشکوٰۃ)
(۴) لڑائی میں دشمن کے داو دینے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے صحیحین میں ہے جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا
الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہے۔ **ف** اس سے اسی قسم کا جھوٹ مراد ہے جس سے دشمن کو داو دیکے
اُسپر غالب آجاوے اور عہد شکنی ناجائز ہے (۵) شوہر کو واسطے رضامند کرنے زوجہ کے اور زوجہ کو واسطے

رضامند کرنے شوہر کے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں میں جھوٹ کی اجازت دی ایک یہ کہ آدمی کو اصلاح منظور ہو دوسرے یہ کہ کوئی بات لڑائی میں کہے تیسرے شوہر اپنی زوجہ سے باتیں کرے یا زوجہ اپنے شوہر سے باتیں کرے (عراقی) لڑکوں کو بہلانے کیلئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے مثلاً بچہ مدرسہ نجاتا ہو اس سے جھوٹ یہ کہنا کہ تم مدرسہ ہو آؤ پھر تمہیں ایک چیز دینگے جائز ہے۔ امام غزالی نے یہ سب صورتیں جواز جھوٹ کی بیان کر کے لکھا ہے کہ ہر جھوٹ میں اسقدر تو ضروری ہے کہ سننے والے کو ایک غلط بات معلوم ہوتی ہے سو جسجگہ سچ بولنے پر اس ضرر سے زیادہ مرتب ہوتا ہو مثلاً کسی مسلمان کی جان و مال کی اضاعت ہو تو سچ بولنا جائز نہیں اور اسی طرح جہاں نفع دینی جھوٹ سے ایسا ہوتا ہو جسکے مقابلہ میں ضرر مذکور کی کچھ حقیقت نہیں تو جھوٹ بولنا جائز ہے دو مسلمانوں میں صلح کرانیکے لئے اور دشمن مغلوب کرنیکے لئے جھوٹ جائز ہونیکی یہی وجہ ہے اور زن و شوہر میں باہم محبت رکھنے کی بہت تاکید ہے انمیں بگاڑ ہونیکے سبب سے بہت مفاسد دینی ہوتے ہیں لہذا اس منفعت کیلئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے مگر جبتک کام سچ سے نکلے جھوٹ نہ بولے اسوجہ سے کہ جھوٹ کا جواز ضرورت کی وجہ سے ہے۔ ف ۱ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ مسئلہ جھوٹا بتائے یا بطور کشف و الہام کے کوئی بات جھوٹی ظاہر کرے یا حدیث جھوٹی بنائے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جھوٹ بولے مجھپر قصداً (یعنی میری طرف ایسی بات نسبت کرے جو میں نے نہیں کہی) وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھے (مشکوۃ باب العلم)۔ ف ۲ اور جھوٹے خواب کہنا بھی بہت گناہ ہے صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بڑے جھوٹوں میں سے یہ جھوٹ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کا دیکھنا بیان کرے ایسی بات کا جو نہیں دیکھی (مشکوۃ صفحہ ۳۹۷) اور یہی صحیح بخاری میں ہے کہ جو شخص جھوٹے خواب بنائے اُسکو قیامت کے دن تکلیف دینگے اسبات کی کہ جَو میں گرہ لگاوے (یعنی اُسے عذاب کے لئے یہ کہا جاویگا کہ جَو میں گرہ لگاوے اور جَو میں گرہ لگانا ناممکن ہے اسلئے اسپر عذاب دیا جائیگا) (عراقی) ف ۳ جھوٹا دعوے پیش کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو کوئی دعویٰ کرے ایسی چیز کا کہ اُسکی نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا مقام دوزخ میں ٹھیرا لے (مشکوۃ)

ف ۴ جھوٹ ظاہر کرنا نسب کا بھی بڑا گناہ ہے مثلاً شیخ سے سید بنجانا یا جولاہے سے شیخ بنجانا صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ کرے اُسپر جنت حرام ہے (مشارق)

ف ۱ [illegible]

ف ۲ جھوٹا خواب

ف ۳ جھوٹا دعویٰ

ف ۴ جھوٹا نسب

جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کا بیان

صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بہت بڑے گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور قتل ناحق اور جھوٹی قسم **ف** حدیث میں اس مقام پر لفظ یمین غموس وارد ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ ایک بات نہ ہوئی ہو اور قسم کھا کر بیان کرے کہ ہوئی ہے غموس کے معنی ہیں غوطہ دینے والا۔ جھوٹی قسم آدمی کو گناہ میں غوطہ دیتی ہے اور جہنم میں غوطہ دیگی اس سبب سے اُسکا لقب یمین غموس ہے (مشکوٰۃ)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے حق تعالیٰ نہ کلام کریگا اور نہ نظر رحمت سے دیکھیگا ایک وہ جو اپنے دیے ہوئے پر احسان رکھے دوسرا وہ جو اپنے مال کو جھوٹی قسم سے رواج دے تیسرا پاجامہ کا لٹکانے والا (یعنی ٹخنوں سے نیچے) مشارق

اور صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال کو بکوا دیتی ہے مگر کسب کی برکت کو کھو دیتی ہے (مشارق)

ف اکثر دوکانداروں کی عادت ہوتی ہے کہ سودا فروخت کرنیکے وقت جھوٹی قسم کھایا کرتے ہیں ان دونوں حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

اور حدیث صحیح میں آیا ہے الیمین الفاجرۃ تدع الدیار بلاقع یعنی جھوٹی قسم گھروں کو ویران کردیتی ہے (بسبب شامت اور وبال جھوٹی قسم کے گھر کے گھر ویران ہوجاتے ہیں) چہل حدیث شاہ ولی اللہ صاحبؒ

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کے کسی مسلمان کا ناحق مال لے لیوے تو قیامت کے دن حق تعالیٰ کے سامنے جب وہ جائیگا خدا تعالیٰ اُسپر غضبناک ہوگا اور حضورؐ نے اپنے کلام کی تصدیق کیلئے یہ آیت پڑھی ان الذین یشترون بعہد اللہ و ایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لہم فی الاخرۃ ولا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیمۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم (تیسیر الوصول) یعنی یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور (بمقابلہ) اپنی

۱۷

قسموں کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب میں قسم کھالینا) ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملیگا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے (لطف کا) کلام فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف (نظر محبت سے) دیکھینگے قیامت کے روز اور نہ اُن کو (گناہوں سے) پاک کرینگے اور اُنکے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

مسلم اور مالک اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جو شخص چھین لے حق کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھاکر حق تعالیٰ نے حرام کی اُسکے لئے جنت اور واجب کی اُسکے لئے دوزخ صحابہ نے عرض کیا اگرچہ تھوڑی چیز ہو حضور نے فرمایا اگرچہ ٹہنی پیلو کی (تیسیر الوصول)

حنفیہ کے نزدیک یمین غموس (گذری ہوئی بات پر جھوٹی قسم کھانا) کا کفارہ نہیں ہے اور جو کسی آیندہ بات پر قسم کہا وے مثلاً قسم کھاکے کہے کہ آج کھانا نہ کھاؤنگا یا فلانے سے باتیں نہ کرونگا تو اسے یمین منعقدہ کہتے ہیں اور جو خلاف اسکے کرے تو کفارہ لازم آتا ہے دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھلائے یا بقدر صدقہ فطر کو دیدے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنادے جس سے اکثر بدن اُنکا ڈھک جاوے مثلاً ایک ایک کرتہ ایک ایک پائجامہ یا ایک ایک چادر ایک ایک تہبند ہر ایک کو دیدے یا ایک غلام آزاد کرے اور جو یہ نہو سکے تو تین روزے رکھے کفارہ ادا کرنے سے یمین منعقدہ کا گناہ اُتر جاتا ہے اور یمین غموس کا زیادہ گناہ ہے کفارہ سے اُترنے کے قابل نہیں اُس پر عذاب آخرت کی وعید ہے۔

مسئلہ اگر کسی بھلی بات چھوڑنیکے لئے قسم کھاوے مثلاً کہ ماں باپ سے باتیں نہ کروں گا یا علم نہ پڑھونگا اُسکو چاہئے کہ قسم توڑ ڈالے اور کفارہ دیوے یہ مضمون حدیث صحیح میں مذکور ہے۔

مسئلہ سوائے خدا کے اور کسی کی قسم کھانا جائز نہیں۔

ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ قسم مت کھاؤ اپنے باپوں کی اور نہ ماؤں کی اور نہ اُنکی جن کو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں اور نہ قسم کھاؤ خدا کی مگر سچی (مشکوٰۃ)

اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا من حلف بغیر اللہ فقد اشرک یعنی جو کوئی قسم غیر خدا کی کھاوے اُسنے بیشک شرک کیا (یعنی مشرکوں کا سا کام کیا) جبکہ

ٰعہ لطف و محبت قید بہا لان نفی الکلام استفادۃ غیر واقع بمطلق النظر انتفاؤہ غیر ممکن ۱۲ ترجمہ و حاشیہ تفسیر بیان القرآن

۱۹

خدا کا نام لینا چاہئے تھا غیر خدا کا نام لیا) مشکوٰۃ

اور جھوٹی گواہی دینا بہت بری بات ہے ابوداؤد اور امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کی گئی ہے اور تین بار یہ بات فرمائی پھر یہ آیت پڑھی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ پس بچو ناپاکی بتوں سے اور بچو تم کہنے جھوٹ سے خدا کیلئے خالص ہو کر نہ شرک کرنے والے اُسکے ساتھ (مشکوٰۃ)

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور خون ناحق اور جھوٹی گواہی دینا۔

وعدہ خلافی اور عہد شکنی کا بیان

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا نشانی منافق کی تین ہیں جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب امانت رکھی جائے خیانت کرے (مشکوٰۃ)

اور بھی صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا چار باتیں جسمیں ہوں وہ پورا منافق ہے اور جسمیں ایک بات اُنمیں سے ہو اُس میں ایک بات نفاق کی ہے جبتک کہ چھوڑ دے جب امانت رکھی جائے اُسکے پاس خیانت کرے اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے وفا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے فجور کرے (بدزبانی کرے)

ف شاہ ولی اللہ صاحب رح نے لکھا ہے کہ منافق کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ دل میں کافر ہو اور ظاہر میں مسلمان قرآن مجید میں جو آیا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اس سے مراد اسی قسم کے منافق ہیں دوسرے یہ کہ ایمان ضعیف ہو بسبب ضعف ایمان کے منافقوں کی سی اُس سے حرکات سرزد ہوں اور ایسا ایمان اُسکا قوی نہ ہو کہ گناہوں سے رکے اس حدیث میں منافق کے یہی معنی ہیں اور پہلے معنی حضرت حذیفہ رض کے قول میں مراد ہیں کہ نفاق حضور ہی کے زمانہ میں تھا اب یا کفر ہے یا ایمان جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے باب الکبائر کی آخر فصل تملمۃ میں ہے۔ واللہ اعلم۔

١٩

بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا دین نہیں ہے اس شخص کا جسکا عہد نہیں ہے (یعنی جو شخص عہد کی محافظت نہ کرے اسکا ایمان نہیں - (مشکوۃ)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا عہد شکن کیلئے ایک جھنڈا ہوگا نزدیک اسکی مقعد کے اور جتنی بڑی عہد شکنی اُتنا ہی بڑا وہ جھنڈا بلند کیا جاوے گا - اور سب سے بڑی عہد شکنی بادشاہ کی ہے (تیسیر الوصول) اور عارف رومی فرماتے ہیں ؎

وعدہ ہا باشد حقیقی دلپذیر — وعدہ ہا باشد مجازی تاسہ گیر
وعدۂ اہل کرم گنج رواں — وعدۂ نا اہل شد رنج رواں
وعدہ ہا باید وفا کردن تمام — ورنہ خواہی کرد باشی سرد خام
وعدہ کردن را وفا باشد بجاں — تا بہ بینی در قیامت فیض آں

مسئلہ[۱] اگر وعدہ کرتے وقت اس بات کا ارادہ ہو کہ میں وفا کرونگا پھر کچھ عذر ہو جاوے کہ وعدہ وفا نہو سکے تو گنہ گار نہیں ہوتا اسی مضمون کی ایک حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور جو وعدہ کے وقت بھی یہ ارادہ ہو کہ میں وفا نہ کروں گا تو یہ علامات نفاق سے ہے اور گناہ کبیرہ ہے

مسئلہ برے کام کے لئے اگر وعدہ کرے مثلاً ناچ کی محفل میں جانے کا یا رشوت دینے کا تو وفا کرنا اُسکا جائز نہیں -

نمیمہ اور افشائے راز کا بیان

نمیمہ اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کی بات دوسرے کے روبرو ایسی بیان کرے جسمیں فساد ہو مثلاً کسی شخص نے کسی کو اپنے گھر برا کہا ہو اُس سے جا کے کہدے کہ فلانے نے تجھے برا کہا ہے اسے ہندی میں چغلی کہتے ہیں -

صحیحین میں ہے کہ بہشت میں نجاوے گا چغلخور - اور ابوداؤد میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب آدمی ایک بات کہے اور منہ پھیرے (یعنی وہاں سے علیحدہ ہو جاوے) پس وہ بات

ع ؎ سچے وعدے دل کو لگتے ہیں اور ناراست وعدے طبیعت میں تردد پیدا کرتے ہیں اہل کرم کا وعدہ خزانہ رائج (یعنی خالص) ہے نا اہل کا وعدہ جان کو مصیبت ہو جاتا ہے وعدہ کو پورے طور سے وفا کرنا چاہئے اور اگر ایسا نہ کروگے تو تم سرد و خام شمار کئے جاؤگے وعدہ کا جان و دل سے وفا کرنا لائق ہے تاکہ قیامت میں اسکا نفع دیکھو ۱۲ منہ کلید مثنوی

۲۰

امانت ہے پس جو شخص بھید کسی کا ظاہر کرے اُس نے گویا امانت میں خیانت کی (مشکوۃ) اور حدیث صحیح اوپر منقول ہوچکی کہ امانت میں خیانت کرنا منافق کا کام ہے۔ اور بھی حدیث شریف میں بروایت بیہقی آیا ہے لا ایمان لمن لا امانة لہ یعنی ایمان نہیں اُس شخص کا جسمیں امانت نہیں (مشکوۃ) وقال العارف الرومی ؎

تا توانی پیش کس مکشائے راز	بر کسے ایں در مکن زنہار باز
چونکہ اسرارت نہاں در دل بود	آں مرادت زود تر حاصل بود
گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت	زود گردد با مراد خویش جفت
دانہ چوں اندر زمیں پنہاں شود	سرِ او سر سبزی بستاں شود
زر و نقرہ گر نبودندے نہاں	پرورش کے یافتندے زیر کاں

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے ناحق قتل یا بے آبرو کرنے کا یا اور کچھ ظلم کا تذکرہ کرے اور اُس مسلمان سے بقصد محفوظی اُسکے یہ بات ذکر کردی جائے تو یہ بات جائز ہے۔

دو رویہ ہونے کا بیان

دو رویہ ہونا اسے کہتے ہیں کہ دو مخالفوں کے سامنے ہر ایک سے اُسی کی سی بات کہے۔

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ پاؤگے تم برا سب آدمیوں میں قیامت کے دن دو رویہ کو جو ان لوگوں سے ان کی سی بات کہے اور اُن لوگوں سے اُنکی سی بات کہے۔

اور دارمی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ جو دنیا میں دو رویہ ہو قیامت میں اُسکی دو زبانیں ہونگی آگ کی

مسئلہ جو آدمی دو مسلمانوں میں صلح کرانیکے لیے ہر ایک کے سامنے اُسکی سی بات کہے جیسا مسائل کذب میں ہم بیان کرچکے اسکو دو رویہ ہونے کا گناہ نہ ہوگا۔

ع جہانتک ہو سکے کسی کے روبرو راز مت کھولو اور کسی پر یہ دروازہ راز کا کشادہ مت کرو جب تمہارا وہ راز تمہارے دل ہی میں رہیگا تو وہ مراد جلدی حاصل ہوگی چنانچہ پیغمبر ؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنے دل کی بات پوشیدہ رکھی وہ اپنی مراد کو جلد پہنچا جو (دیکھو) دانہ جیسا زمین میں پوشیدہ ہوجاتا ہے تو اسکا پوشیدہ ہونا سرسبزی باغ کا سبب ہوجاتا ہے زر و نقرہ اگر زمین کے اندر نہوتے تو معدن کے اندر کیا نشو و نما پاتے ۱۲ از کلید مثنوی

شعر کے بیان میں

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ بھر جاوے پیٹ کسی کا تم میں سے پیپ سے کہ اُسکو تباہ کردے بہتر ہے اس بات سے کہ بھرے شعر سے (مشکوٰۃ)

اور بھی صحیح مسلم میں ہے کہ ابو سعید خدری رض نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلعم کے ہمراہ عرج میں چلے جاتے تھے کہ ایک بارگی ایک شاعر پیش آیا کہ اشعار پڑھتا تھا (یعنی اُس راہ میں مدہوشانہ اشعار پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا) حضور صلعم نے فرمایا کہ پکڑو شیطان کو **ف** شعر میں اسدرجہ مشغولی کہ بیشتر اوقات اسی میں صرف ہوں اور خدا کا ذکر اور امور دینی کا خیال نہ رہے مذموم ہے اسی طرح کے شاعر کو حضور صلعم نے شیطان فرمایا۔

مسئلہ شعر ایک کلام موزون کا نام ہے اگر مضمون اچھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر مضمون بُرا ہو تو قابل احتراز ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا شعر کلام ہے اچھا اُسمیں سے اچھا ہے اور بُرا اسمیں سے بُرا ہے (مشکوٰۃ) یعنی جو باتیں نثر میں اچھی ہیں نظم میں بھی اچھی ہیں اور جو نثر میں بُری ہیں نظم میں بھی بُری ہیں۔

مسئلہ مبالغہ اور استعارہ اور تشبیہ مثلاً یہ کہنا کہ معشوق کا منہ مثل چودھویں رات کے چاند کے ہے اور ممدوح کا گھوڑا فلک الافلاک سے زیادہ سیر کرتا ہے یا گھوڑا تیز روی میں دریا ہے۔ جائز ہے نظم میں بھی اور نثر میں بھی اور اس سے جھوٹ کا گناہ لازم نہیں آتا حقیقت جھوٹے کی یہ ہے کہ سننے والے کو اُس سے ایک غلط امر معلوم ہو اور ایسے کلام کو ہر شخص جانتا ہے کہ حقیقی معنی مراد نہیں ہیں صرف تعریف منظور ہے اور اس طرح کی عبارتیں حدیث میں بھی آئی ہیں جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے (مشکوٰۃ)

سجع اور تکلف کا بیان

سجع کہتے ہیں تک بندی کو یعنی قافیہ دار عبارت بولنا اور تکلف سے مراد ہے بناوٹ سے باتیں کرنا صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ھلک المتنطعون تین بار حضور نے یہ کلام

فرمایا (یعنی ہلاک ہوئے وہ لوگ جو بناوٹ سے باتیں کرتے ہیں) شیخ عبدالحق دہلویؒ نے لکھا ہے کہ نطع کے معنی ہیں تالو سے بات کہنا اور مراد یہ ہے کہ زبان اور تالو سے بنا بنا کے باتیں کرنا اور عبارت آرائی بطریق ریا کے کرنا (مشکوٰۃ) ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا یقیناً تم میں سے نزدیک میرا اور نزدیک تر مجھ سے قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جنکے اخلاق بہت اچھے ہیں اور بیشک تم میں سے دشمن تر نزدیک میرے اور دور تر مجھسے وہ لوگ ہیں جو بداخلاق ہیں اور بہت باتیں کرنے والے اور تالو اور زبان سے بنا بنا کے فصاحت ظاہر کرنے والے اور لانبی لانبی باتیں کرنے والے براہ تکبر (مشکوٰۃ)

ترمذی اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا بیشک اللہ تعالے دشمن رکھتا ہے مبالغہ کرنے والے کو آدمیوں میں سے وہ جو زبان کو لپیٹتا ہے بات کہنے میں جیسے گائے لپیٹتی ہے زبان کو گھاس کھانے میں (یعنی بنا بنا کے چبا چبا کے باتیں کرتا ہے) مشکوٰۃ

امام مالک اور نسائی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے ایک مقدمہ حمل میں کہ بسبب مارنے ایک شخص کے بچہ مر کے پیٹ سے اسقاط ہوا تھا خون بہا کا حکم دیا مدعا علیہ نے کہا کیف اغرم من لاشرب ولا اکل - ولا نطق ولا استھل - ومثل ذلک یطل یہ عبارت قافیہ دار وہ شخص بولا (یعنی کیسے تاوان دوں میں اُسکا جسنے نہ کھایا نہ پیا اور نہ بولا نہ چلایا ایسا خون تو باطل ہے) سو جناب رسول اللہؐ نے فرمایا یہ شخص کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے اور اُسکی اس تقریر کو ناپسند فرمایا (مشکوٰۃ)

مسئلہ عبارت مسجع بولنا معاملات کی باتوں میں اور ہر وقت کی بول چال میں منع ہے اسلیے کہ تکلف بیجا ہے اور علی الاطلاق ممنوع نہیں دعاؤں اور خطبوں اور کتابوں میں ایسے مواقع پر جائز ہے۔

تمسخر اور مزاح کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں یا ایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم و لا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب یعنی اے ایمان والو تمسخر نکریں مرد تم میں سے مردوں سے شاید وہ جن سے تمسخر کرتے ہیں تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے شاید وہ عورتیں بہتر ہوں اُنسے اور عیب گیری نکرو

آپس کی اور نہ برے لقب رکھو۔

ف اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی کسی سے تمسخر کرے اور مذاق سے اسکی آبرو کھووے خدا کے نزدیک کا حال معلوم نہیں ہے کہ کون اچھا ہے شاید کہ وہ جس سے تمسخر کرتا ہے وہ بہتر ہوں تو اسکے لئے بڑی قباحت کی بات ہے۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر اور نہ ٹھٹھہ بازی کر اُس سے اور نہ ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے (مشکوۃ)

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی بعضا کلمہ کہتا ہے اسلئے کہ لوگ اُس سے ہنسیں اور بسبب اُس کلمے کے گر پڑتا ہے زیادہ تر دوری اُس سے جو درمیان زمین اور آسمان کے ہے (یعنی گر پڑتا ہے طرف دوزخ کے اور زیادہ دور ہوجاتا ہے رحمت الٰہی سے بمقدار دوری آسمان اور زمین کے) مشکوۃ

مسئلہ مذاق اور مزاح سے ایسی بات کہنی جسمیں کسی کو رنج نہو کسی کی بیعزتی اور ایذا اور تذلیل نہو انبساط قلب کیلئے جائز ہے اسطرح کا مزاح جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے چنانچہ صحیح ترمذی میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے سواری مانگی حضور نے فرمایا کہ میں اونٹنی کا بچہ تیری سواری کیلئے دونگا اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کرونگا حضور نے فرمایا کہ اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے اور کسکے ہوتے ہیں۔

شرح السنۃ میں ہے کہ ایک شخص گاؤں کا (زاہر بن حرام) جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے گاؤں کے تحفے لایا کرتا تھا۔ اور حضور شہر کی چیزیں اُسے خرید دیا کرتے تھے اور حضور نے فرمایا کہ زاہر ہمارا دہقان ہے اور ہم اُسکے شہری ہیں اور حضور اُس سے محبت فرماتے تھے اور وہ سیاہ فام تھا ایک روز جناب رسول اللہ ﷺ بازار میں تشریف لائے اور زاہر کچھ اپنا سودا بیچ رہے تھے حضور نے پیچھے سے جاکر اسکی کولی بھرلی وہ دیکھتے نہ تھے کہنے لگے چھوڑو مجھے کون ہے پھر منہ پھیر کے حضور ﷺ کو پہچانا تو اپنی پیٹھ کو جناب رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک سے خوب چپٹا دیا حضور نے فرمایا کہ کون مول لیتا ہے اس غلام کو زاہر نے کہا کہ اگر حضور مجھے فروخت کرینگے تو قیمت بہت کم پائینگے (یعنی میں متاع کم قیمت ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو (مشکوۃ)

باب شہد کی مکھی اور چیونٹی اور مکڑی اور ریشم کے کیڑے اور مکھی وغیرہ کی پیدائش کی حکمتوں کے بیان میں

قال اللہ سبحانہ وتعالی وما من دآبۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتب من شیء ثم الی ربہم یحشرون ۔ حق تعالی فرماتے ہیں کہ زمین میں چلنے والی تمام چیزیں اور جو پرندے کہ اپنے بازووں سے اڑتے ہیں وہ سب تمھاری طرح (خدا کی مخلوق اور مختلف) امتیں ہیں ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا (بلکہ سب کا ذکر اسمیں موجود ہے) پھر سب کے سب اپنے پروردگار کیطرف جمع کئے جاویں گے ۔

۷۵

چیونٹی عزیز من! چیونٹی کی پیدائش کی حکمتوں میں غور کرو اور دیکھو کہ روزی جمع کرنے کے لئے خدا نے اسکے دل میں کیا بات ڈالدی ہے کہ وہ لشکر کیطرح جمع ہو کر اسمیں ایکدوسرے کی امداد و معاونت کس طرح کرتی ہیں اور (یہ بھی دیکھو کہ) وہ آیندہ کے لئے (اپنی خوراک کا) سامان کسطرح جمع کرتی ہے تاکہ جس زمانہ میں سخت سردی یا سخت گرمی کی وجہ سے وہ باہر نکلکر کام کرنے سے عاجز ہو جائے اسوقت وہ جمع کیا ہوا (خزانہ) اسکے کام آئے ۔ اور غذا کے پلٹتے رہنے میں خدا نے اسکو ایسی ہوشیاری عطا کی ہی جو کہ دور اندیش و انجام بین لوگوں میں بھی نہیں پائی جاتی (چنانچہ آگے اسکی تفصیل مذکور ہوگی) حتی کہ تمنے دیکھا ہوگا کہ جب ایک چیونٹی اپنے بوجھ کے اٹھانے سے عاجز ہوتی یا اسپر مشقت زیادہ ہوتی ہے تو دوسری آکر اسمیں امداد و اعانت کر دیتی ہے توجسطرح آدمی ایک دوسرے کی امداد ایسے کام میں کیا کرتے ہیں جو بدون اعانت کے نہو سکتا ہو اسی طرح چیونٹی بھی غذا کے منتقل کرنے میں ایک دوسرے کی امداد کرتی رہتی ہے ۔ پھر حق تعالی نے اسکے دل میں یہ بات ڈالدی ہے کہ وہ زمین کے اندر سوراخ کرکے اپنا گھر بناتی ہے جسکے لئے وہ سب سے پہلے مٹی باہر نکالنا شروع کرتی پھر اپنے

گھر میں دانہ وغیرہ جمع کرتی) ہے اور جس دانہ سے وہ اپنی غذا حاصل کرتی ہے اُسکو توڑ کر چند حصے کر کے رکھتی ہے تاکہ ایسا نہو کہ زمین کی تراوٹ پاکر وہ جم جائے اور اُگنے لگے تو (بتلاؤ کہ) یہ بات اُسکی طبیعت میں کیا خدائے رحمٰن ورحیم کے سوا کوئی پیدا کر سکتا ہے (ہرگز نہیں) پھر جب کبھی دانہ کے اوپر تری اور نمی کا اثر پہونچتا ہے تو وہ اُسکو اپنے سوراخ سے باہر نکال کر پھیلا دیتی ہے تاکہ خشک ہو جائے (اور نمی پاکر اُگنے اور جمنے کے قابل نہو جائے) پھر (ایک ہوشیاری خدا نے اُسکو یہ دی ہے کہ) وہ ہمیشہ اپنا گھر اونچی جگہ بناتی ہے کیونکہ اُسکو سیلاب سے اپنے غرق ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

شہد کی مکھی اسکے بعد شہد کی مکھی میں غور کرو اور دیکھو کہ حق تعالیٰ نے اُسکے دل میں کیسی کیسی عجیب باتیں حکمت کی ڈالدی ہیں۔ ایک عجیب حکمت تو یہ ہے کہ باری سبحانہ وتعالیٰ نے اُنکے لئے ایک رئیس (اور بادشاہ) مقرر کیا ہے کہ سب کے سب اُسی کے پیچھے چلتی اور اپنی غذا حاصل کرنیکے لئے اُسکے ذریعہ سے راستہ معلوم کرتی ہیں۔ پھر اگر کسیوقت اس بادشاہ کے مقابل کوئی دوسرا بادشاہ اُسی کی جنس سے ظاہر ہوتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک اپنے مقابل کو مار ڈالتا ہے اور اسمیں جو حکمت ہے وہ ظاہر ہے کہ دو بادشاہوں کیوجہ سے جماعت کے افتراق کا اندیشہ ہے کیونکہ جب دو سردار ہونگے اور کسی وقت ہر ایک نے جدا جدا راستہ (اپنے چلنے کیلئے) اختیار کیا تو شہد کی مکھیاں دونوں کے پیچھے کچھ کچھ منقسم ہو جائینگی (اور اس سے جماعت میں تفریق ہوگی اسلئے خدا نے اُنکے دل میں یہ بات ڈالدی ہے کہ دو بادشاہ جمع نہیں ہو سکتے اور اگر کبھی جمع ہو جاویں تو اُنمیں ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے) پھر خدا نے اُسکے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ وہ پھولوں کی رطوبتیں چوستی رہتی ہے پھر اُنکا اُسکے پیٹ میں پہونچکر شہد بنجاتا ہے پھر اس تسخیر سے بندوں کو جو کچھ منافع ومصالح پہونچتے ہیں وہ تو معلوم ہی ہیں کہ پینے کیلئے شہد جیسی چیز اُن کو حاصل ہوئی جس میں مخلوق کیلئے بہت بڑی شفا ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے خود اُسکو شفا فرمایا ہے اور اُسمیں بندوں کیلئے غذا بھی ہے اور لذتیں بھی اور اُسمیں شہد کی مکھیوں کیلئے بھی غذا ہے اور اُنکی غذا کے بعد اتنا زیادہ حصہ فاضل بچتا ہے کہ بنی آدم کے بھی کام آتا ہے جیسا کہ دودھ حقیقت میں

جانوروں کی اولاد کیلئے غذا بنا کر پیدا کیا گیا ہے اور جو اُنسے بچتا ہے اُسمیں اسقدر برکت اور کثرت ہوتی ہے کہ بنی آدم بھی اُس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ پھر ذرا اُس موم کی حکمت میں بھی غور کرو جو شہد کی مکھی اُنکے پیروں میں رہتا ہے (جسکی حکمت یہ ہے) کہ وہ اُسمیں شہد کو جمع کرتی اور حفاظت سے رکھتی ہے اور شہد کی حفاظت کیلئے موم (کے چھتہ) سے بہتر تم کوئی برتن نہیں پا سکتے۔ پس تم سوچو تو کیا اس مکھی میں شہد کیشا موم کو جمع کرنے کے لئے علم و قدرت (خود بخود) پیدا ہو گئی یا اُس میں ایسی معرفت (اور دانائی) ہے جسنے اسکو یہ بات سکھلا دی کہ شہد موم کے اندر رہکر زمانۂ دراز تک محفوظ رہ سکتا ہے اور اسی لئے وہ پہاڑوں اور درختوں میں ایسی جگہ گھر بنا کر رہتی ہے جہاں شہد کی پوری حفاظت رہے اور خراب نہ ہوسکے (ہر بیوقوف سے بیوقوف سمجھ سکتا ہے کہ یہ باتیں مکھی میں از خود نہیں ہو سکتیں بلکہ ضرور کسی قادر حکیم نے اُسکے دل میں یہ باتیں ڈالی ہیں فسبحان العلیم الحکیم) پھر اسپر بھی نظر کرو کہ شہد کی مکھی اپنی غذا حاصل کرنیکے لئے دن میں نکلتی ہے اور شام کو اپنے چھتہ کیطرف ایسی حالت میں لوٹ جاتی ہے کہ اُسکے پاس اپنی غذا بھی ہوتی ہے اور اُس سے زیادہ بھی (چنانچہ وہ زیادہ حصہ فضلہ بنکر شہد ہو جاتا ہے) اور وہ اپنے چھتہ کے بنانے میں ایسی حکمت سے کام لیتی ہے کہ اُسمیں مختلف درجے بناتی ہے ایک درجہ میں شہد جمع کرتی اور اُسمیں پوری طرح اسکی حفاظت کرتی ہے اور دوسرا درجہ شہد کے درجہ سے ذرا فاصلہ پر بناتی ہے اُس میں بول و براز کرتی ہے اور اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتوں کی رعایت کرتی ہے جنکا علم حق تعالیٰ و سبحانہ کے سوا کسی کو نہیں۔

۷۷

مکڑی مکڑی کی حالت میں نظر کرو اور اُسمیں جو حکمتیں رکھی ہوئی ہیں اُنکو سوچو (دیکھو) حق تعالیٰ نے اُسکے بدن میں ایک ایسی رطوبت پیدا کی ہے جس سے وہ اپنے رہنے کے واسطے جالا بنتی ہے اور وہ اُسکے شکار کے واسطے پھندہ کا بھی کام دیتا ہے اور حق تعالیٰ نے اُسکی غذا کے دو حصے کئے ہیں ایک حصہ سے اُسکے بدن کی تربیت ہوتی اور دوسرے حصہ سے یہ رطوبت پیدا ہوتی ہے (جس سے وہ جالا تنتی ہے) جسکو وہ پھندے کیطرح بناتی ہے اور اُس پھندے کے ایک گوشہ میں اُسکا گھر بھی ہوتا ہے جو اتنا وسیع ہوتا ہے کہ اُس میں

اُسکا بدن غائب ہوجاتا ہے (تاکہ شکار کو نظر نہ آوے اور وہ دھوکہ کھا کر جال میں پھنس جاوے) اور وہ جال باریک باریک تاگوں کے مشابہ ہوتا ہے جو کہ مکھی اور مچھر وغیرہ کے پیروں پر لپٹ جاتا ہے (جس سے وہ اُسی جگہ مقید ہوجاتے ہیں) پھر جب مکڑی کو اسکا احساس ہوتا ہے کہ کوئی چیز اُسکے جال میں پھنسگئی ہے تو وہ بہت جلد اُسکی طرف دوڑتی اور مضبوطی کے ساتھ اُسکو پکڑ لیتی پھر اپنے گھر میں لوٹ جاتی ہے اور ان حیوانات کی رطوبت میں سے جو کچھ اُسکو ملتا ہے اُس سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔ اور اگر اسوقت اُسکو غذا کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ اُسکے ہاتھ پیر باندھکر ضرورت کے وقت کیلئے رکھ چھوڑتی ہے پس غور کرو کہ حق تعالی نے غذا حاصل کرنے کے لئے اُسکو کیا کیا اسباب و ذرائع دیے ہیں کہ جن اسباب کو آدمی غور و فکر و تدبیر سے حاصل کرتا ہے خدا نے اُسکو (بدون فکر و تدبیر ہی کے) عطا کردیئے جس سے اُسکی درستی معیشت اور روزی پہونچانا مقصود ہے اور نیز یہ کہ تم انمیں غور کر کے سمجھ جاؤ کہ ان تمام باتوں کی تدبیر حق تعالی ہی کرتے ہیں۔

۷۸

ریشم کا کیڑا پھر دیکھو حق تعالی کی عجائبات قدرت میں سے ریشم کا کیڑا بھی ہے اور اُسمیں وہ وہ باتیں پیدا کی گئی ہیں جن سے حیرت ہوتی اور اُنکو دیکھکر خدا یاد آتا ہے اور یہ کیڑا محض انسان کی مصلحت اور اُسی کے منافع کیلئے پیدا کیا گیا ہے (اب اسکے عجائبات سنو) یہ جانور جسکے بدن سے ریشم پیدا ہوتا ہے اول بیضہ کی صورت میں اسکی پرورش کیجاتی ہے یہانتک کہ جب اسکو گرمی پہونچتی ہے تو وہ چیونٹی کی برابر کیڑا بنجاتا ہے پھر اُسکو شہتوت کے پتوں پر رکھدیا جاتا ہے جس سے وہ غذا کھاتا اور پرورش پاتا ہے پھر وہ اسیطرح غذا حاصل کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اُسکا جسم پھولجاتا ہے تب وہ اپنے اوپر سے ریشم کا خول جدا کرتا ہے اور اسی طرح ریشم اپنے بدن پر سے اُتار تار رہتا ہے یہانتک کہ اُسکا جسم فنا ہوکر ریشم کا خول باقی رہ جاتا ہے اور وہ خود مُردہ بیجان ہوجاتا ہے جسمیں حیات کچھ نہیں ہوتی۔ پھر دیکھو چونکہ حق تعالی کو اُسکی نسل کا باقی رکھنا منظور تھا تو جسوقت وہ ریشم اُتارنا ختم کرتا اور اُسکا جسم فنا ہوجاتا ہے اُسوقت حق تعالی اُسکو چھوٹے سے پرندوں کی شکل میں جو کہ شہد کی مکھی کے مشابہ ہوتے ہیں بدل دیتے ہیں پھر اُن کو کسی فرش وغیرہ پر (جھاڑ کر) جمع کرلیا

(باقی آئندہ)

اطلاع

چونکہ رسالہ الاکمل اد سالہائے گذشتہ سے برابر ہر ماہ وقت معینہ
پر حاضر خدمت ہوتا رہا ہی جن حضرات کو گاہ بگاہ عدم رسیدگی رسالہ کی شکایت
ہوئی ہی اُسکی وجہ محض ڈاکخانہ کی دستبرد اور پوسٹمین کی غلطی یا تبدیل
پتہ کی وجہ معلوم ہوئی ہی۔ لیکن امسال شعبان المعظم ورمضان المبارک
کے رسالہ میں چند موانع غیر اختیاری کیوجہ سے تاخیر ہوگئی اور ہر دو رسالہ
یکجائی ہدیہ ناظرین ہوتے ہیں۔ اُسکی وجہ یہ ہی کہ امسال ہمارے قصبہ
کے پوسٹماسٹر صاحب نے پندرہ رسالے روزانہ سے زیادہ وی پی
نہیں لئے جسکی وجہ سے ایکماہ تک سلسلہ روانگی برابر جاری رہا
اُسکے بعد وصول زر یا واپسی رسالہ کیلئے آخر شعبان تک یہ نہیں معلوم
ہوسکا کہ کون کون حضرات خریدار رسالہ رہے اور کن کن حضرات نے
واپس کیا کیونکہ ایک ایکماہ بعد روپیہ ڈاکخانہ سے وصول ہوا۔ ان
غیر اختیاری پریشانیوں کی وجہ سے امسال یہ توقف خاص طور پر
رسالہ کے اجرا میں واقع ہوا ہی۔ امید ہے کہ ناظرین اس معاملہ میں
ہمکو معذور خیال فرماکر معاف فرماوینگے۔ آیندہ انشاء اللہ
تعالیٰ رسالہ ماہوار حاضر خدمت ہوا کرے گا ؎

(مدیر رسالہ)

اُصول و مقاصد رسالۂ ہذا و ضروری اطلاعیں

(۱) رسالۂ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے ❖

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہوگا ❖

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کرے گا ❖

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے اڑھائی جزو سے کم نہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھجائیگا۔ قیمت سالانہ عہ ہے ❖

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں سب حضرت خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری کا اضافہ کرکے عہ کا ویلو ہوگا ❖

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا ❖

(۸) جو صاحب دو تین ماہ یا اسکے بعد خریدار ہونگے اُن کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی رجب ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جاوینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جاویں گے ❖

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاویگی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہینگے تو بقایا قیمت واپس کردی جائیگی ❖

(۱۰) رسالہ ہذا کی ترتیب مضامین میں (جماعت انتخاب التالیفات) مقیم خانقاہ تھانہ بھون مدیر کو معاونت فرماکر مشکور فرماتی رہیگی ❖

(۱۱) الامداد کے متعلق جملہ تحریرات بنام مدیر ہونی چاہئیں ❖

(۱۲) جواب کیلئے جوابی خط آنا چاہئے جو صاحب خریداران رسالہ ہیں براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھدیا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہو ❖

الراقم
رفیق احمد مالک امداد المطابع و مدیر رسالہ الامداد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۲

قال الله تعالیٰ

[illegible]

امتثالاً للآیہ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادت در علوم و امداد و للحدیث کہ دال ست بر مندوبیت قدرے از فضل از شما

صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

شوال سنہ ۱۳۳۹ھ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاوی فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاوی فیما یتعلق بالسوانح الجدیدہ و تربیت السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک و الرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و ملفوظات و مکتوبات منتخبہ و متفرقات فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ العقلیۃ و معارف العوارف فی السلوک و اصلاح القلوب فی الفقہ کہ از افادات مسلسلہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب متنا مد ظلہم ست با جمل از افاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ ست کہ لقب صحیفہ مشیر ست تبرکاً بنام نامیش نیز و تا منتہا الانتشار از تحقیقات دائرہ و دیگر اہل فضل ست

بادارۃ الاحقر رفیق احمد

در مطبع امدادی المطابع تھانہ بھون
و از دفتر الامداد شایع شد

این صحیفہ کامدش امداد نام	یافت از امداد المطابع انتظام

فہرست مضامین رسالہ الامداد بابت شوال ١٣٣٩ھ

جو

به برکت دعا حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے

شائع ہوتا ہے

ہمارے ناظرین

اگر ہر پرچہ کو شروع کرنے کے وقت اس سے پہلے پرچہ کا ایک صفحہ یا نصف صفحہ دیکھ لیا کریں تو انشاء اللہ موجب مزید لطف کا ہوگا ٭ (مدیر رسالہ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو اُسوقت لا
ورب ابراہیم کہتی ہو اور جسوقت خوش ہوتی ہو اُسوقت لا ورب محمد کہتی ہو حضرت
عائشہ نے فرمایا کہ لا اہجر الا اسمک بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر کوئی اور کرے بے ادبی
داخل ہو جائے بلکہ کفر ہو جائے مگر عاشق صادق جوش محبت اور علاقہ محبت سے کرتا ہے
اسلئے وہ عفو ہوتی ہیں حاصل یہ کہ ظاہرا باتیں بے ادبوں کی سی ہوتی ہیں اور باطناً
ہوتی ہیں باادب ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر	ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمی	در میاں فرقے بود بے منتہا
احمد و بوجہل در بتخانہ رفت	زیں شدن تا آں شدن فرقیست ژرف

مسجد کی حاضری کیوقت کیا حالت ہونی چاہیئے اور اسکا بیان کہ اُس حالت کے حصول سے مایوس نہ ہونا چاہیئے

آداب مسجد کو بلا ارادہ تشبہ ایسا خیال کرنا چاہیئے جیسا کہ حاکم دنیوی کی حضوری میں قلب
اور جوارح کی حالت ہوتی ہے کہ اُسکا مصداق بنجاتا ہے ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی	شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

اتنا تو ہونا چاہیئے اور ایسی حالت اوّل تو ہر وقت ہو ورنہ حضوری مساجد کیوقت تو
ضروری ہے اور ہر وقت حاصل ہونا اُس حالت کا یوں نہ سمجھا جائے کہ بزرگان پیشین پر
ختم ہو گیا ہمکو کب ہو سکتا ہے ؎

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست	باکریماں کارہا دشوار نیست

دیکھیئے صحابہ کی کیفیت ادب مساجد کی یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن دو

شخصوں کو جو مسجد نبوی میں بلند آوازی سے باتیں کر رہے تھے تنبیہ فرمائی اور فرمایا
کہ اگر تم باہر کے مسافر نہوتے تو تمہیں سزا دیتا اترفعان اصواتکما فی مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسمیں یہ شبہ نہو کہ یہ حکم عدم رفع صوت مسجد نبوی
کے ساتھ مخصوص ہی کیونکہ مساجد سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہیں چنانچہ خلافیقرابن
مساجدنا میں آپنے جمیع مساجد کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہاں مسجد نبوی کا اور زیادہ
ادب ہوگا علاوہ ازیں یہ تو ہے ہی کہ ان المساجد للہ الخ اور جب اللہ کی ہوں میں تو یہ ادب
کو بدرجہ اولی مقتضی ہوگا اور جس طرح مسجد قابل ادب ہے ایسے ہی اہل مسجد کا ادب بھی
ضروری ہے وہ یہ کہ ایسی کوئی حرکت نہ کرے جس سے اہل مسجد کو تاذی ہو مثلاً یہ خیال رکھنا
چاہئے کہ ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جہاں اور آنے جانے والوں کو تکلیف ہو کیونکہ اسمیں تکلیف
ہے ذاکرین کو علی ہذا ذکر جہر جبوقت کوئی اور شخص نماز پڑھ رہا ہو نہ کرنا چاہئے کیونکہ اسکی نماز
میں خلل ہوگا اور اسکو تکلیف ہوگی اسکی وجہ یہ بھی ہی کہ مسجدیں بموجب ارشاد نبوی ریاض
الجنۃ ہیں اور جنت میں آثار تکلیف نہ ہونا چاہیے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ✦ کسے را باکسے کارے نباشد

دعا کے آداب اور اسکا بیان کہ دعا میں محض معنی ہی مقصود ہیں بخلاف اور عبادات کے کہ انکے اندر ایک درجہ میں صورت بھی مقصود ہے اور بیدینوں کے ایک شبہ کا جواب

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ
سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝ اس آیت کے مضمون ہی سے سمجھ میں آگیا ہوگا کہ
مقصود بیان تنبیہات متعلقہ دعا ہے اور شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ ہم تو دعا کیا کرتے ہیں
اور اسکی ضرورت وغیرہ کو بھی جانتے ہیں پھر کیوں تنبیہ کیجاتی ہے کیونکہ تنبیہ تو اس امر

۳۸۸

میں ضروری ہی جسکو جانتا نہ ہو یا کرتا نہو سو ضرورت تنبیہ کی یوں ہے کہ باوجود جاننے اور کرنے کے بھی جب دُعا کے بارہ میں تغافل برتا جاتا ہے یعنی اسکے ضروری آداب و شرائط سے بے پروائی کیجاتی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ جانی ہوئی چیزوں سے بھی بڑھکر کوئی قوی حجاب ہی کیونکہ مجہولات میں تو صرف جہل حجاب ہے کہ اُسکا رفع ہونا سہل ہے اور جانی ہوئی چیز میں جب ایسا معاملہ کیا جائے تو وہ حجاب زیادہ سخت ہوگا اور ہر چند کہ یہ تغافل اور قلب کا حاضر نہونا سب عبادت میں قبیح ہے مگر دعا میں اقبح ہے وجہ یہ کہ عبادات میں گو اصل مقصود معنی ہے مگر تاہم ایک درجہ میں صورت بھی مقصود ہے بخلاف دعا کے کہ اُسمیں صرف معنی ہی معنی مقصود ہے اور وہ نیاز و افتقار و انکسار و خشوع قلب ہی جب یہ بھی نہوا تو وہ دعا کیا ہوئی بیان اُسکا یہ ہے کہ مثلاً نماز ہے کہ قرائن سے اُسمیں علاوہ مقصود معنوی یعنی توجہ الی اللہ کی صورت بھی مراد اور مطلوب ہے کہ اُسکے قیود ظاہری سے مفہوم ہوتا ہے مثلاً وضو۔ جہت۔ قبلہ۔ وقت یقین رکعات وغیرہ۔ اب اگر کوئی شخص بغیر حضور قلب کے رکوع و سجود وغیرہ شرائط سے نماز پڑھ لے تو گو مقصود معنوی توجہ الی اللہ اسمیں نہیں ہوئی مگر فقیہ عالم یہی حکم دیگا کہ فرض ادا ہوگیا اس سے ثابت ہوا کہ صورت بھی کسی درجہ میں مطلوب ہے اور اُسی کے تحقق سے صحت صلوٰۃ کا فتوےٰ صحیح ہوا۔ اس تقریر سے اُن بیدینوں کا یہ شبہ بھی رفع ہوگیا جو کہا کرتے ہیں کہ صاحب دل تو حاضر نہیں پھر نماز کیا پڑھیں معلوم ہوا کہ علاوہ حضور قلب کے کہ معنی اور حقیقت ہے نماز کی یہ صورت ظاہری رکوع سجود بھی مقصود ہے۔ دوسری نظیر لیجئے روزہ سے مقصود معنوی قوت بہیمیہ کا توڑنا اور مغلوب کرنا مطلوب ہے مگر بااین ہمہ اگر کوئی شخص سحری کو ایسا پیٹ بھر کھائے کہ افطار تک اُسکو بھوک ہی نہ لگے تو اس صورت میں قوت بہیمہ تو کچھ بھی نہیں ٹوٹی مگر روزہ کی چونکہ ظاہری صورت پوری ہوگئی ہے روزہ صحیح ہوگیا۔ تیسری نظیر اور لیجئے زکوٰۃ کہ مقصود معنوی اس سے اغناء مساکین ہے مگر بااین ہمہ اسکے لئے ایک خاص مقدار ایک خاص وقت معین ہے جس سے مقصودیت صورت ایک درجہ میں یہاں بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ صرف اغناء تو ان امور پر موقوف نہیں لیکن دعا میں نہ کسی وقت کی شرط نہ زبان عربی کی شرط نہ کسی خاص جہت کی شرط نہ کوئی مقدار معین نہ

۳۸۹

وضو وغیرہ کی قید اسمیں صرف عاجزی نیازمندی اپنی احتیاج کا اظہار اپنے مولیٰ کے آگے
بس یہ کافی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں صورت پر بالکل نظر نہیں معنی ہی معنی مقصود ہیں
پس اب یہ صرف زبانی دعا کہ آموختہ سا رٹا ہوا پڑھ دیا نہ خشوع نہ خشیت نہ دل میں اپنی
عاجزی تصور یہ خالی از معنی دعا کیا ہوئی۔

دُعا میں حضورِ قلب کی ضرورت اور بغیر حضورِ قلب کی دُعا کی مثال

اس بے توجہی کی مثال تو ایسی ہوئی جیسا کوئی شخص کسی حاکم کے ہاں عرضی دینا چاہے اور اس طور پر
عرضی پیش کرے کہ حاکم کیطرف پیٹھ کرے اور منہ اپنا کسی دوست یار کیطرف کر کے اس عرضی
کو پڑھنا شروع کرے دو جملے پڑھ لئے پھر یار دوست سے ہنسی مخول کرنے لگے پھر دو جملے
پڑھ دئے اور ادھر مشغول ہو گئے اب سوچ لینا چاہیے کہ حاکم کی نظر میں ایسی عرضی کی
کیا قدر ہو سکتی ہے بلکہ اُلٹا یہ شخص قابلِ سزا ٹھیرایا جائیگا بس یہی معاملہ ہے دعا کا
دعا میں جبتک کہ پورے طور پر قلب کو حاضر نہ کریگا اور عاجزی اور فروتنی کے آثار اُسپر
نمایاں نہ ہونگے وہ دعا دعا نہیں خیال کیجا سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قلب کی حالت کو دیکھتے ہیں

مادروں را بنگریم و حال را	ما بروں را ننگریم و قال را
گرچہ گفت لفظ نا خاضع بود	ناظرِ قلبیم گر خاشع بود

حدیث شریف میں ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم
غرض یہ بات پورے طور پر ثابت ہو گئی کہ دعا میں حضور اور خشوع ہی مقصود ہے اگر بے اسکے
بھی کسی کی دعا قبول ہو جائے تو اُسکو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ خداوند تعالیٰ کا محض ابتدائی احسان
ہے دعا کا اثر نہیں۔

دُعا کے امر میں اہتمام اور حکماء کی ایک بہت غلطی

یہ ایک تمہید تھی مضمون دعا کی اب آیت کا مضمون سُنئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس آیت
میں بڑے اہتمام سے دُعا کا مضمون بیان فرمایا ہے چنانچہ شروع میں یہ تصریح فرمائی کہ وقال ربکم

۳۹۰

حالانکہ پہلے سے معلوم تھا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے مگر پھر اسکو اسلئے ظاہر فرمادیا کہ اسکی تاثیر نفس میں قوی ہو جائے اور مضمون مابعد کی وقعت دلوں میں زیادہ ہو پھر لفظ ربکم ارشاد فرمایا اسمیں بوجہ اظہار ربوبیت گویا اشارہ ہے دعا کے قبول کر لینے کا اس طور پر کہ چونکہ ہم ہمیشہ سے تمہاری پرورش کرتے آئے ہیں حتیٰ کہ بدون تمہاری درخواست کے بھی کی ہے تو کیا تمہاری عرض کو درخواست کرنے پر بھی قبول نہ کرینگے نہیں ضرور قبول کرینگے ؎

ما نبودیم و تقاضا ما نبود — لطف تو ناگفتۂ ما مے شنود

آیت اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ الخ میں اسی تربیت بے درخواست کا ذکر فرمایا ہے اسکے بعد پیدائش کے بعد کی حالت قابل غور ہے کہ یہ حالت ایسی تھی کہ کسی قسم کی تمیز اور شعور اسوقت تک نہ ہوا تھا اس حالت میں اگر تمام دنیا کے حکماء سقراط بقراط وغیرہ اکٹھا ہو کر صرف اتنی ہی تدبیر کرنا چاہیں کہ بچہ دودھ پینا سیکھ جائے تو ہرگز وہ قیامت تک اسپر قادر نہیں ہو سکتے یہ اسی قادر ذوالجلال کی حکمت اور اسکی رحمت اور عنایت ہی کہ اسنے بچے کو دودھ چوسنا سکھایا حکماء کہینگے کہ یہ خود طبیعت کا فعل ہے مگر جبکہ خود وہ طبیعت ہی کو بے شعور مان چکے ہیں تو ایسے پر حکمت کاموں کا اسکی طرف منسوب کرنا بے شعوری نہیں تو اور کیا ہے تیسرا اہتمام ربکم کی اضافت ہو گویا فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے ہی ہیں تم ہم سے مانگو اور اسی کی نظیر دوسری آیت میں اضافت ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ الیٰ قولہ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا حالانکہ یہاں عباد ماخوذین کا ذکر ہے مگر ان کو بھی اپنی طرف مضاف فرماتے ہیں سبحان اللہ کیا رحمت ہے۔

آیت وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ الخ کے متعلق ایک عجیب تحقیق

اس آیت کے متعلق ایک فائدہ علمیہ تفسیریہ سمجھنے کے قابل ہے کہ آدمیوں کے مواخذہ کی تقدیر پر تمام دواب کے ہلاک کو کیسے مرتب فرمایا تو وجہ اسکی یہ ہے کہ سب چیزیں انسان ہی کے لئے پیدا ہوئی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا یعنی تمام چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے ہی لئے پیدا کی ہیں خواہ انکا نفع بلاواسطہ تم کو ہو یا

واسطہ در واسطہ پس چونکہ انسان کے لئے ہی سب چیزیں پیدا کی گئی ہیں اسلئے انسان اگر گناہ پر ہلاک کیا جاتا تو دوسری چیزیں بھی اس لئے ہلاک کیجاتیں کہ جب وہی نرہا جسکے لئے یہ سامان تھا تو پھر اس سامان کی کیا ضرورت جب آدمی نہ ہو تو پھر خیمے ڈیرے و دیگر اسباب سامان کس کام کے البتہ یہ شبہ اور باقی رہ گیا کہ بروں کو تو اُنکے برے کام کی سزا ملتی ہے اور نیک آدمیوں کو کیوں ہلاک کیا جاتا۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ اچھے آدمی قدر قلیل ہوتے ہیں اور انسان کی ضرورتیں تمدن و آسایش کے متعلق اس کثرت سے ہیں کہ تھوڑے آدمی ہرگز اُن کو پورا نہیں کر سکتے پھر اگر بروں کے بعد نیک زندہ رہتے تو اُنکو جینا وبال ہو جاتا اُنکے لئے یہ مرنا ہی مصلحت و رحمت ہوتا۔

دُعا اگر دُنیائی مباح کیلئے ہو وہ بھی عبادت ہے بخلاف اور عبادات کے اور اسکا راز اور فنار الفنا کی توضیح ایک مثال سے

۳۹۲

ایک خصوصیت خاص دعا میں اور عبادات سے زیادہ ہے کہ اور جتنی عبادتیں ہیں اگر دُنیا کے لئے ہوں تو عبادت نہیں رہتیں مگر دعا ایک ایسی چیز ہے کہ یہ اگر دنیا کیلئے بھی ہو تب بھی عبادت ہے اور ثواب ملتا ہے مثلاً مال مانگے دولت مانگے یا اور کوئی دُنیوی حاجت مانگے جب بھی ثواب کا مستحق بنے گا برخلاف اور عبادات کے کہ اگر انمیں دُنیوی حاجت مطلوب ہو تو ثواب نہیں ملتا چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر طبیب نے کسی کو رائے دی کہ تم آج دن کا کھانا نہ کھاؤ اگر کھایا تو ضرر دیگا اُسنے کہا لاؤ آج رکھ ہی کیوں نہ لیں پس روزہ رکھ لیا تو اُسکو خالص روزے کا ثواب ملیگا کیونکہ اسکو دراصل روزہ رکھنا مقصود نہیں ایسے ہی کوئی شخص مسافرت میں اس نیت سے مسجد کے اندر اعتکاف کرلے کہ سرائے کے کرایہ وغیرہ سے بچونگا تو اُسکو خالص ثواب اعتکاف کا نہ ملیگا مگر دعا میں یہ بات نہیں چاہے کتنی ہی حاجتیں دنیوی مانگو مگر پھر بھی ثواب ملیگا اور دعا میں یہ خصوصیت اسلئے ہے کہ دعا سراسر نیازمندی ہے اور عجز و انکسار

اور اظہار عبدیت واحتیاج اور یہ دنیا کے مانگنے کے وقت بھی متحقق ہے اور نیازمندی خود ایک بڑا محبوب عمل ہے کیونکہ جہاں نیازمندی ہوگی وہاں کبر نہیں رہیگا اور کبر اور خودی بھی بڑا مبغوض اور بڑا حائل ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری ردا اور ازار سے مراد یہ کہ دونوں میرے وصف خاص ہیں کہ کوئی دوسرا ان دو وصفوں کا مستحق نہیں ہو سکتا اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک دفعہ منام میں جناب باری سے عرض کیا کہ دلنی علی اقرب الطرق الیک جواب ارشاد ہوا دع نفسک وتعال حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو کیا خوب فرمایا ہے فرماتے ہیں ؎

میان عاشق ومعشوق ہیچ حائل نیست　　تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز
تو در و گم شو وصال اینست وبس　　گم شدن گم کن کمال اینست وبس

حاصل یہ کہ اپنی خودی کو مٹادیا یہاں تک کہ اس مٹانے پر بھی نظر نہ ہو یعنی اس صفت فنا پر بھی نظر نہ ہو اور اسکا نام اصطلاح میں فناء الفناء ہے اور اسکو شاعرانہ مضمون نہ سمجھا جائے کہ مٹانے کو بھی مٹا دو اسکے نظائر تو روزمرہ واقع ہوتے ہیں چنانچہ اس مسئلہ فناء الفناء کی توضیح اس مثال سے اچھی طرح ہوسکتی ہے کہ اگر کسی کا کوئی دلربا معشوق ہو اور عاشق اسکے خیال میں مستغرق ہو اس حالت میں اس عاشق کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ میں خیال کررہا ہوں کسی کو یاد کیجئے اس یاد کیطرف ذرا بھی ذہن نہیں جاتا آدمی سوتا ہے مگر اسکو یہ خبر نہیں ہوتی کہ میں سوتا ہوں اور اگر یہ خبر ہوجائے تو وہ سوتا ہوا نہیں ہے۔

احوال عالیہ کے حصول سے مایوس نہ ہونا چاہئے اور انکے حصول کی شرط

اور ان احوال عالیہ کو سنکر یہ ناامیدی نہ چاہئے کہ بھلا ہکو یہ دولت کب میسر ہوسکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا واسع ہے اسکو کچھ دشوار نہیں ؎

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست　　با کریماں کارہا دشوار نیست

البتہ ایسے احوال کے حصول کے لئے صحبت شیخ کی ضرورت ہے اور صحبت وہ چیز ہے کہ دیکھو انڈا کیا چیز ہے سفیدی اور زردی کے سوا اسمیں کچھ بھی نہ تھا مگر مرغی کے سینے سے اسمیں جان آگئی تو کیا صحبت کاملین کی اس سے بھی گئی گذری اور یہ وسوسہ بھی نہو کہ صحبت تو ایسی چیز ضرور ہے مگر خود وہ لوگ کہاں ہیں جنکی صحبت میں یہ برکت ہو سو یقین کے ساتھ سمجھو کہ اب بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس برکت کے موجود ہیں ؎

ہنوز آں ابر رحمت دُرفشان است　　خم و خمخانہ با مُہر و نشان است

دل سے میدان طلب میں آنا چاہیے۔ نری سوکھی روکھی آرزو سے کام نہیں چلتا صدق طلب ہونی چاہیے اور کوشش ؎

گرچہ رخنہ نیست در عالم پدید　　خیرہ یوسف وار مے باید دوید

یوسف علی نبینا و علیہ السلام کو کیسا اپنے مولیٰ پر بھروسا تھا کہ باوجود دروازے بند ہونیکے دوڑے اور کوشش کی اللہ تعالیٰ نے دروازے بھی کھولدئے اگر صدق دل سے طلب اور کوشش ہو تو مقصود ملنے کی یقینی امید ہے۔

رجوع بجانب حق (دعا اگر دنیا کیلئے ہو وہ بھی عبادت ہے الخ)

غرض حاصل یہ ہے کہ دعا کا خلاصہ نیاز مندی ہے اور دعا خواہ کسی قسم کی ہو دینی ہو یا دنیوی ہو مگر ناجائز امر کے لئے نہو سب عبادت ہے خواہ چھوٹی سی چھوٹی چیز کی ہو یا بڑی چیز کی۔ حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا تعالیٰ سے مانگا کرو۔

اہل اللہ کبھی اظہار عبدیت کیلئے بے صبری کی صورت اختیار کرتے ہیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کی شکایت مرض کی ایک لطیف توجیہ

حکایت ایک بزرگ رو رہے تھے کسی نے پوچھا کیوں روتے ہو فرمایا بھوک لگی ہے

(باقی آیندہ)

خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی اس شرف کے حاصل ہونیکے وقت حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں لفظ مما یا لما خوب یاد نہیں مگر ظن غالب ہی کہ مما ہی فرمایا تھا کہ ستره جگہ ہے اُمیدوار ہوں کہ ترکیب ذکر نفی اثبات سے مطلع فرمایا جاؤں۔

تحقیق۔ کوئی خاص ترکیب نہیں نشست میں سہولت کا لحاظ اور ذکر میں قدرے خوب جہر کا خیال رہے وبس۔

حال۔ اور لفظ مما کے راز سے بھی مطلع فرمایا جاؤں۔

تحقیق۔ عدد تو گننے سے معلوم ہو غالباً یہ ارشاد ہے ضرورت تجوید کی طرف یعنی لما یا مما میں غنہ کی رعایت چاہئے صرف تشدید پر کفایت نہ کی جاوے اور یہ محض ایک مثال ہے محل رعایت تجوید کی اور مراد عموم ہے واللہ اعلم۔

حال۔ قبل ازیں بندہ عریضہ بحضرت والا فرستادہ بود بدیں مضمون کہ حرکتے کہ بوقت ضرب معلوم میشود ہمیشہ محسوس میشود بوقت نماز زیادہ تر در پاسخ آں عریضہ ارشاد فرمودہ بودند کہ از حکیمے تشخیص باید کرد اشتال آں مرموده نزد ڈاکٹرے مسلمان رفتہ بودم او بعد معاینہ آلہ ڈاکٹری گفت کہ ہیچ بیماری بفضلہ تعالیٰ نیست خفیف محسوس میشود کہ اعتبارے مرا نشاید۔

تحقیق۔ پس سرایت ذکر مبارکباد۔

حال۔ بکرمہ تعالےٰ معمولات جاری است مگر بوقت دوازدہ تسبیح از چندروز خواب غالب میشود ہر چند کوشش میکنم مگر دفع نمیشود و در ذکر و نماز چندروز نکاسل افتادہ وازاں دل پریشان میشود حضور دعا فرمایند کہ خدائے تعالیٰ محبت و معرفت خود عطا فرماید وشوق وذوق زیادہ گرداند۔

تحقیق۔ دعا میکنم۔

حال۔ از من ہیچ نیاید صرف بفضل جناب اُمید بستم دبر رحمت باری تعالیٰ توکل نمودم

نیاوردم از خانہ چیزی نخست	تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

بفضلہ تعالیٰ خیریت دارم وخیریت حضرت والا عند اللہ مطلوب۔

تحقیق۔ من ہم بخیرام۔

حال۔ ذکر کرتے وقت کبھی کبھی معاصی یاد آجاتے ہیں تو زبان سے لفظ اللہ بالکل دشوار ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ علامات کمال تو یہ ہے۔

حال۔ بعد فراغ ذکر قیام وقعود میں اکثار درود شریف کو جی چاہتا ہے اگر اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق۔ ضرور۔

حال۔ بے اختیار خیالات سے آکر ہر کام میں بہت نقصان کرتے ہیں خصوصاً نماز و پڑھائی میں دفع کرنے میں بہت کوشش کر رہا ہوں التماس از آنحضرت یہ ہے کہ بندہ کی ایسی حالت ناقصہ پر دعائے خیر فرماویں۔

تحقیق۔ بجائے ان کو قصداً دفع کرنے کے یہ زیادہ نافع ہے کہ اس وقت کسی دوسرے امر خیر کی طرف کسی قدر اہتمام کے ساتھ توجہ کر دیجاوے وہ خیالات از خود مندفع ہو جاویں گے اور اس پر بھی اگر ان کا کچھ بقیہ رہے تو پرواہ نہ کی جاوے اس طرح از خود مضمحل ہو جاوینگے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

حال۔ دار العلوم دیوبند میں درسیات عربیہ ختم کرنے کے بعد کسی شیخ کامل کی طرف رجوع کا ارادہ ہوا جن کا قدم دائرۂ شریعت سے نہ نکلا ہو اور یہ بطور اکمل آنحضرت میں موجود ہے لہذا عرض ہے کہ تعلیم سے سرفراز فرمایا جاوے اور تعلیم ہی بعیت سے مقصود ہے بعد مناسبت برضائے حضور بعیت کی درخواست کی جاوے گی جیسا کہ حضور والا کا طرز و طریقہ ہے۔

تحقیق۔ میں آپ کی خوش فہمی سے بہت خوش ہوا ایسے شخص کو باطنی نفع جلدی ہوتا ہے آپ اپنی کیفیت صحت وقوت و مہلت و مشغلہ سے اطلاع دیجئے یہ خط بھی ہمراہ آوے۔

94

حال جس وقت اللہ زبان سے کہتا ہوں تو حلق کے نیچے سے چٹ چٹ آواز آتی ہے اور صبح کو جو کلمہ کا ذکر کرتا ہوں اس میں اور طرح کی آواز چھن چھن سی قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے یہاں بہت زیادہ ذکر کے بعد قلب کبھی کبھی متحرک ہو جاتا ہے، اور تھانہ بھون میں دیکھتا تھا کہ تھوڑا سا ذکر کرنے سے قلب متحرک ہو جاتا تھا۔

تحقیق۔ یہ سب آثار ہیں سرایت ذکر کے مبارک ہو۔

حال۔ ایک روز حسن الموعظت کے حصص زیر مطالعہ تھے اور رات کو حدیث لا تتخذوا قبری عیدا پڑھی تھی خواب میں دیکھا کہ روضۂ نبی صلعم پر حاضر ہوا ہوں اور بھی چند آدمی ساتھ میں ہمراہیوں نے بتلایا کہ یہ مزار مبارک ہے گریہ کی عجیب حالت تھی اور نہایت پر لطف تھا لیکن وہاں روضۂ نبوی کی کوئی شان نہیں معلوم ہوتی ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری کے اندر چند پرانی قبریں بنی ہوئی دیکھیں۔

تحقیق۔ یہ تائید تھی مضمون لا تتخذوا قبری عیدا کی کیونکہ زینت اتخاذ عید کے لوازمہ عادیہ سے ہے۔

حال۔ یہاں کے تقرر کا سال قریب ختم ہونے کی وجہ سے استقلال اور مقررہ اضافہ تنخواہ کا وقت بہت قریب آگیا ہے کام محنت اور دیانتداری سے کر رہا ہوں افسر متعلقہ بھی نہایت مہربان اور کام سے خوش ہیں لیکن برخلاف اسکے رات کو خواب میں پہاڑ وغیرہ بلندی پر چڑھ کر پستی کی طرف جاتا معلوم ہوتا ہوں خدا جانے کیا بات ہے۔

تحقیق۔ خواب کا کیا اعتبار پھر اس کی تعبیر دوسری طرح بھی تو ہو سکتی ہے کہ پستی بہ نسبت فراز کے نرم و سہل ہوتی ہے ممکن ہے اشارہ ہو سہولت کی طرف جو ترقی میں ہوتی ہے۔

واقعہ۔ ایک صاحب عالم کا جن کو دو مسئلوں میں اختلاف تھا ایک جمعہ فی القرا جس کے متعلق انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا دوسرا سمک غدیر کے مملوک ہونے میں اور جن کو اس اختلاف کے سبب اپنے بعضے اہل علم پیر

۹۵

بھائیوں سے کشیدگی بھی تھی) خط آیا جس میں کئی جزو تھے یہاں سے سب اجزار
کا جو جواب لکھا گیا وہ جدا جدا ذیل میں منقول ہے۔

جزو اوّل

امابعد واضح باد کہ اس احقر تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی نے ایک رسالہ
مسمی **بمفید الامام** تحریر کرکے ۱۳۲۱ھ میں چھپوایا تھا بعد کو جو نظر غور کیا تو اس میں
دو مضمون قابل تلافی و رجوع ہیں ایک یہ کہ اس میں کچھ الفاظ خلاف تہذیب ہیں۔
دوسرے اس میں نفس مسئلہ کے متعلق مضمون خلاف تحقیق ہیں کیونکہ مجھکو حنفی ہونے
کی حیثیت سے (جس کا التزام بوجہ اپنے قابل اجتہاد نہونے کے میں اپنے ذمہ
ضروری سمجھتا ہوں) یہ منصب حاصل نہیں کہ میں جواز جمعہ فی القری کا جو کہ مسلک حنفی
کے خلاف ہی فتویٰ دوں یا اُس کو راجح بتلاؤں یا مذہب حنفی کے دلائل پر جو کہ صحیح
ہیں جرح کروں یہ میری غلطی تھی میں اب جمعہ کیلئے مصر کو شرط جانتا ہوں لہٰذا بجناب
جملہ اہل اسلام سے التجا ہے کہ جن حضرات کی نظر سے کتاب مذکور گذرے وہ لوگ
بلا تحقیق اور علمائے حنفیہ کے اسپر عمل نہ کریں بلکہ کسی عالم حنفی محقق سے جانچ کر
اسکے مطابق عمل میں لائیں غرض میں اس رسالہ سے رجوع کرتا ہوں اھ (اصل عبارت
بہت ناتمام تھی یہاں پوری کی گئی یہ بعد اتمام نقل کی گئی ہے)

جزو دوم

سوال۔ بموجب ارشاد والا پتہ تفصیل صورتہا مع سمک عرض ہے۔ الامداد ۱۳۳۳ھ
صفحہ ۷ حوادث الفتاوی صفحہ (۳) میں سوال ہو۔ ابتدا سوال کی عبارت یہ ہے
ولا یجوز بیع السمک قبل ان یصطاد الخ اس کا جواب الامداد صفحہ (۹) ۱۳۳۳ھ
وحوادث الفتاوی صفحہ (۵) سے شروع ہے مقام شبہ جس کی نسبت حضور نے رجوع
کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ یہ ہے میں نے عرض کیا تھا کہ مالک کو اختیار ہے کہ کسی

اور شخص کو شکار نہ کرنے دے اس وجہ سے کہ حضور نے حوادث الفتاوی صفحہ (۹) کیا تحریر فرمایا ہے کہ یہ دیکھا جاویگا اُس کو پہلے سے اس کام کیلئے مہیا کر رکھا تھا یا نہیں صورت اولیٰ میں مچھلی ملک میں داخل ہو جاویگی اس تحریر سے خیال یہ ہوتا ہے کہ جب مچھلی ملک میں داخل ہے تو حق ممانعت بھی حاصل ہے اس کی نسبت جو رائے والا ہو بذریعہ سرفراز کیا جاوے۔

جواب ۔ یہ نقل بالکل غلط ہے میں نے علی الاطلاق رجوع کا ارادہ ظاہر نہ کیا تھا خواہ اصل مضمون صحیح ہی ہو بلکہ اُس صورت میں کہ وہ قابل رجوع ہو روایت میں ایسی احتیاطیں واجب ہیں سو میرے پاس یہ رسالہ اس وقت موجود نہیں مگر جتنی عبارت آپنے نقل کی ہے یہی جواب کیلئے کافی ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ مہیا کرنے کے یہ معنے نہیں کہ کسی قدرتی تالاب کی نسبت نیت کرلی ہو کہ ہم اس کو اس لئے تجویز کرتے ہیں کہ جو مچھلی اس میں ہوگی وہ ہماری ہوگی یا کسی تالاب کو اس نیت سے کھودا کہ جو مچھلی اس میں پیدا ہوگی وہ ہماری ہوگی سو مہیا کرنے کا یہ مطلب نہیں بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ پہلے سے کسی دریا یا تالاب میں مچھلیاں ہیں جو غیر مملوک ہیں اور اُسی کے متصل کسی نے ایک حفیرہ اس نیت سے بنایا کہ اُس تالاب یا دریا میں سے جو مچھلی اسکے اندر آجائے وہ ہماری ہوگی یعنی ایسی مچھلیوں پر قبضہ کرنے کے قصد سے حفیرہ بنایا یہ معنے ہیں مہیا کرنیکے سو اب دیکھیئے کہ آپ پہلی صورت میں مملوک سمجھے ہوئے ہیں یا دوسری میں تب تو غلط ہے یا تیسری میں تو صحیح ہے۔

جزو سوم

سوال ۔ عرض بخدام والا ہے کہ بموجب ارشاد جو کہ مقام میرٹھ میں حضور نے فرمایا تھا وہ دو مضامین موعودہ پیش خدام والا ارسال ہیں اُمید کہ اُن کے جواب سے احقر ممتاز کیا جائے مضمون پہلا رجوع عن الرسالہ مفید الانام مضمون مندرجہ ذیل ہے حضور کو کمی و بیشی کا اختیار ہے۔

جواب - وہ مضمون بہت مجمل تھا واضح کر دیا گیا۔
سوال - الامداد کے کسی مقام میں اعلان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔
جواب - آپ خود اُن کو لکھئے وہ انکار کریں تو پھر مشورہ لیجئے۔
سوال - مضمون دوسرا تفصیل صور تہائے بیع السمک جسمیں یہ مضمون سمجھ میں آتا ہے کہ اہل پوکھر اکو اختیار ہے کہ اوروں کو اس میں یعنی اپنے اپنے پوکھرے میں شکار نہ کرنے دیں کیونکہ مالک نے شکار ماہیاں کی غرض سے اپنے واسطے تیار کرایا ہے۔
جواب - تیار کرانے کے معنے سمجھنے میں غالباً آپ سے غلطی ہوئی ہے میں نے اُسکے معنے لکھدیے ہیں

جزو چہارم

۹۸

سوال - لابدی عرض بخدام والا یہ ہے کہ احقر نے دو خواب دیکھے ہیں اُن کو بخدام والا تحریر کرکے تاویل کا اُمیدوار ہوں بار اول دیکھا کہ کسی مقام پر حضور والا سفر میں ہیں ایک مسجد بہت بڑی ہے اس کے صحن میں بہت لوگ ذکر میں مشغول ہیں۔ وسط صحن مسجد میں قبلہ رُخ بندہ بھی ذکر کر رہا ہے میری ورے پورب سمت کے حضور موجود ہیں حضور نے پیچھے سے احقر کو دبا کر باآواز بلند فرمایا کہ آٹھ رکعت شکریہ ادا کر میں نے فوراً کھڑے ہو کر نماز شکریہ شروع کر دی چند رکعت پڑھ کر مسجد کے اُتر جانب کچھ رُخ بدل کر بقیہ رکعت شروع کیں ایک شخص نے حضور سے درخواست کی کہ یہ شخص خلاف قبلہ نماز ادا کرتا ہے حضور نے فرمایا کہ پڑھنے دو اس میں دو عرض ہیں اول یہ کہ یہ آٹھ رکعت جن کا اوپر ذکر ہے ان کو ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں۔
جواب - بہتر ہے واجب نہیں میرے نزدیک شکر وضوح حق پر ہے جو دو مسئلوں کے متعلق ہوا اور اصل شکر یہی ہے کہ وضوح حق کے بعد اپنے

قول یا فعل سابق پر اصرار یا تاویل یا حیلہ نہ کیا جاوے آگے اختیار ہے معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وھو علیم بذات الصدور

سوال۔ دوسری عرض یہ ہے کہ تاویل خواب سے سرفراز کیا جاؤں۔

جواب۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح تھوڑے انحراف سے یوں نہیں کہہ سکتے کہ نماز نہیں ہوئی اور اُس نماز کو روبقبلہ ہی شرعاً کہا جاویگا اسی طرح اجتہادیات میں یہ نہ چاہیئے کہ دوسرے مقابل پر طعن یا اسکو جزماً خلاف حق کہا جاوے جیسا آپ سے رسالہ میں واقع ہوا میری رائے میں یہ بھی آپ ہی کے معاملہ کے متعلق ہے واللہ اعلم۔

سوال۔ خواب دیگر بعد چند روز بعد نصف اللیل دیکھا کہ میری نشست گاہ میں حضور رونق افروز ہیں ایک سینی میں میٹھا پلاؤ آیا ہے لیکر آنے والے مولوی بکھروی ہیں حضور و مولوی ...... اور یہ احقر کھا رہے ہیں حتیٰ کہ سب پلاؤ چک گیا ہے بعد میں اس میں نمکین ملا دیا گیا ہے حضور نے سینی اُٹھا دی اور کسی کو نمکین کھانے نہیں دیا اور نہ خود کھایا اس کی بھی تاویل کا اُمیدوار ہوں۔

جواب۔ ذرا تامل سے یہ سمجھ میں آیا کہ پلاؤ اور زردہ میں ایک فرق ہے وہ یہ کہ پلاؤ کے بعض اجزا مختلط نہیں ہوتے متمیز رہتے ہیں بخلاف زردہ کے کہ اُس کے اصل اجزا یعنی شکر چاول بالکل متحد ہو جاتے ہیں اور میوہ اصل جزو نہیں ہے پس یہ اشارہ ہے باہم اتحاد تام رکھنے کی طرف پس جیسا کہ ابتک آپ کو ان سے اختلاف رہا یہ نہونا چاہیئے اور اگر میٹھے پلاؤ سے مراد متنجن ہے جس میں گوشت ہوتا ہے تو اس خواب کی یہ توجیہ ہوگی کہ شکر کی طرح باہم حلاوت رہنا چاہیئے نمک کی طرح تلخی نہ ہونا چاہیئے غرض اس کا تعلق بھی اس معاملہ سے ہے واللہ اعلم۔

حال۔ اب علاوہ علالت کے گھر کا تمام بار اسی نحیف پر ہے بھائی صاحب ...... خود کچھ کام نہیں کر سکتے اب حالت موجودہ میں جو حضور حکم دیں وہ کروں اور جس طریقہ سے ممکن ہو تعلیم باطنی کا سلسلہ حضور جاری فرمادیں

۹۹

اور کتب بینی کا شوق پورا ہو۔

تحقیق۔ اگر صحت و فرصت میں کمی ہے تو تھوڑا ہی کام شروع کیا جاوے دوام کے ساتھ قلیل بھی موجب برکت ہوتا ہے قصد السبیل سے دستور العمل مناسب بقدر تحمل شروع کرکے حالات سے اطلاع دیجاوے اور میرے مواعظ ورسالہ قصد السبیل وتربیت السالک ۲ حصے بالاستیعاب مطالعہ کرلیے جاویں۔

حال۔ آجکل اسم ذات (۴۰۰۰) کرتا ہوں اور سب وظائف سابق دستور ہیں عین ذکر کیوقت انوار معلوم ہوتے ہیں دنیاوی ضرورت وغیرہ خارج اور مانع ہیں ورنہ بعض وقت ذکر کی مشغولی کو جی چاہتا ہے کہ زیادہ وقت اس میں صرف کروں جس قدر زیادہ ذکر کی توفیق پاتا ہوں زیادہ طمانیت بھی پاتا ہوں یہانتک کہ ترک ذکر سے بعض وقت انقباض ہوتا ہے کہ جی یوں چاہتا ہے کہ ملازمت وغیرہ کا سلسلہ توڑکر ایک حجرہ میں بیٹھکر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاؤں اور رزق کے باب میں یہی شعر باربار یاد آتا ہے ؎

جنون منک ان تسعی لرزق		ویرزق فی غشاوۃ جنین

اس وقت ستو میں معہ اہل وعیال کے آگیا ہوں اب جی نہیں چاہتا کہ یہاں سے کہیں جاؤں خیرآباد جو یہاں سے قریب بستی ہے وہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ ایک مدرس کی جگہ خالی ہے اگر ضرورت مجبور کریگی تو شاید خیرآباد چلا جاؤں سیواں جانے کو جی نہیں چاہتا بلکہ خیرآباد یا کہیں جانا مرغوب خاطر نہیں زبردستی کا جانا اور کمانا ہے میرے باب میں جو مصلحت ہو مطلع کیا جاؤں

تحقیق۔ حالات ماشاء اللہ سب اچھے ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں معاش کی اگر کوئی سبیل اطمینان کی نہ ہو تو حیلہ وتسلی نفس کیلئے خفیف سا تعلق مناسب ہے

(باقی آئندہ)

مسئلہ ایسا مزاح جس سے قہقہہ مارنا اور گالیاں اور فحش بکنا مقصود ہو نا جائز ہے۔
مشکوٰۃ میں بیہقی سے روایت ہے کہ بہت ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرہ کا نور کھو دیتا ہے
لہذا جو بات دل لگی کی ہنسانے کی دل لگی کے لئے ہو اور اسکی وجہ سے قہقہہ بازی ہو حقیقت
میں وہ دل لگی نہیں ہے بلکہ دل کی خرابی ہے اور دل کے مرنے سے مراد یہ ہے کہ دل خدا کی
طرف متوجہ نہ رہے اور رحم اُس سے جاتا رہے اور دل کا زندہ ہونا اسے کہتے ہیں کہ دل خدا تعالےٰ
کے نور کیوجہ سے نرم ہو جاوے اور دین کی بات سنکر رونا آوے افسوس اس زمانہ میں مسخرہ کو زندہ دل کہتے ہیں حالانکہ وہ مردہ دل ہے
مسئلہ مزاح اور مذاق جو جائز ہے اُسمیں بھی کثرت اور ہر وقت انہماک اور اُسی میں مشغولی ممنوع ہے۔

لعنت کرنے اور کافر کہنے کا بیان

(لعنت کا بیان) صحیحین میں ہے کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند اسکے قتل کرنیکے ہے (مشکوٰۃ)
ف قتل سب کبیرہ گناہوں میں بہت بڑا گناہ ہے جب آنحضرتؐ نے لعنت کو مثل قتل کے
فرمایا تو بہت بُرائی اس گناہ کی ثابت ہوئی۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا
نہیں ہوتا (یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے) (مشکوٰۃ)

اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا کھینچے لے جاتی
تھی اُسنے ہوا کو لعنت کی حضورؐ نے فرمایا کہ ہوا کو لعنت مت کرو وہ تو خدا کے حکم سے چلتی ہے
بیشک جو شخص لعنت کرے ایسی چیز کو کہ لائق لعنت کے نہیں ہے سو کرنیوالے پر لعنت اوٹ آتی ہے (مشکوٰۃ)
مسئلہ جس شخص کا مرجانا یقیناً کفر پر ثابت ہو جیسے فرعون اور ابو جہل اُسکو لعنت کرنا جائز ہے
اور زندہ کافر کو بھی لعنت کرنا جائز نہیں ہے اس سبب سے کہ احتمال ہے کہ مرنے سے پہلے وہ
مسلمان ہو جاوے اور قابل لعنت کے نہ رہے تو موافق احادیث کے لعنت کہنے والیکی طرف لوٹ آوے
مسئلہ لعن بالوصف جائز ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ لعنت ہے یہودی پر یا کافر پر یا چور پر اس
قسم کی لعنت بھی حدیثوں میں آئی ہے بلا تعیین کسی شخص کے ایسی لعنت جائز ہے +
(کافر کہنے کا بیان) صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صؐ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص

دوسرے کو فاسق یا کافر کہے اور وہ شخص ایسا نہو تو کہنا اسکا اسی پر اُلٹ آویگا (مشکوۃ)

اور صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہو تو یہ بات کہنے والے پر اُلٹ آوے گی (مشکوۃ)

گالی اور فحش اور بدزبانی کا بیان

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے اور قتال کرنا مسلمان سے کفر ہے (یعنی بہت بڑا گناہ ہے قریب بکفر) مشکوۃ

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بیحیائی کی بات کرنے والا اسلام میں سے اُسکے پاس کچھ نہیں ہے (عراقی)

اور طبرانی نے بسند جید روایت کی ہو کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک حقتعالیٰ دوست نہیں رکھتا ہی فحش بکنے والے بیحیائی کی بات کہنیوالیکو (عراقی) اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہو کہ نہیں ہو مسلمان طعنہ کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو (مشکوۃ) اور ترمذی نے روایت کی ہو کہ حیا اور بات لحاظ کرکے کہنا دو شاخیں ہیں ایمان کی اور فحش اور بدزبانی اور بے دھڑک بات کہنا دو شاخیں ہیں نفاق کی (مشکوۃ)

اور احمد اور ابوداؤد طیالسی نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص آپسمیں گالی گلوچ کرتے ہیں وہ دونوں شیطان ہیں کہ آپسمیں جھوٹ بکتے ہیں اور بیہودہ کہتے ہیں (عراقی)

اور صحیح مسلم میں ہو کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو دو شخص آپسمیں ایک دوسرے کو گالی دیں گناہ شروع کرنیوالے پر ہوتا ہے جبتک دوسرا زیادہ نکہے (یعنی جسقدر ایک شخص نے بیجا بات کی دوسرا اتنا ہی جواب دے تو سب گناہ شروع کرنیوالے پر ہوتا ہے اور جب وہ زیادہ کہے تو دونوں گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں) مشکوۃ

امام مالک اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے یہ بات ہو کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاں کسی کے باپ کو

۲۶

گالی دے اور وہ اُسکے باپ کو گالی دے اور کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اسکی ماں کو گالی دے
(یعنی جب اسکے گالی دینے کے سبب سے اسکے ماں باپ کو گالی دی تو گویا اسی نے گالی دی) تیسیر الوصول

زمانہ کو بُرا کہنا

صحیحین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایذا دیتا ہے مجھے ابن آدم گالی دیتا ہے دہر کو اور میں دہر ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہے میں اُلٹ پلٹ کرتا ہوں دن رات کو ف آفات و حوادث کو زمانہ کی طرف نسبت کر کے زمانہ کو جو برا کہتے ہیں حقیقت میں یہ بُرا کہنا طرف پیدا کرنے والے اُن آفات و حوادث کے رجوع کرتا ہے اور وہ حق تعالیٰ سبحانہ ہے اسلئے اس حدیث قدسی میں وارد ہوا کہ اسطرح زمانہ کو گالی دینا اور بُرا کہنا خداوند تعالیٰ کو ایذا دینا ہے مسلمان کو چاہئے کہ ایسی بات سے احتراز کرے (مشکوۃ)

مُردوں کو بُرا کہنا

صحیح بخاری میں ہے گالی مت دو مردوں کو یقیناً وہ پہونچ گئے اپنے کئے ہوئے کاموں کو (یعنی مردوں کو بُرا کہنا نہ چاہئے جیسے اعمال اُنہوں نے کئے تھے اُسکی جزا و سزا اُنکو مل گئی اگر نیک اعمال کئے تھے تو تمہارا بُرا کہنا بہت بُرا ہے اور اگر بُرے اعمال اُنھوں نے کئے تھے تو اُسکے عذاب میں مبتلا ہونگے تمہارا برا کہنا بالکل فضول حرکت ہے) مشکوۃ

قذف کا بیان

قذف پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگانے کو کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں بروایت ابو داؤد و نسائی وارد ہے (تیسیر الوصول) اور قرآن مجید میں ایسے شخص کو فاسق فرمایا ہے اور اُس پر اسّی درے سزا مقرر کئے ہیں اور ساری عمر کو وہ شخص مردود الشہادت ہوجاتا ہے یعنی گواہی اسکی کبھی قبول نہ کیجاوے گی ۱۲

اور صحیحین میں ہے جو شخص تہمت زنا کی لگاوے اپنے لونڈی یا غلام کو تو قیامت کے دن اُسکے کوڑے لگیں گے (مشارق)

ف جب غلام کہ جسکے حقوق شریعت میں کم رکھے ہیں اُسکو قذف کرنے میں قیامت میں

عذاب ہوگا تو حُر جسکے حقوق بکثرت ہیں اُسکی تہمت کیوں موجب عقاب نہ ہوگی۔

ف[۳] شرع میں قذف کی سزا یہ ہے کہ حاکم قذف کرنے والے کے اسی کوڑے لگادے مگر شرط یہ ہے کہ جسکو عیب لگایا ہو وہ آزاد ہو لونڈی غلام نہو اسوجہ سے دنیا میں اپنے لونڈی غلام کے قذف کرنے والے کو کوڑے نہ لگینگے مگر قیامت میں اللہ جل جلالہ اُسکا بدلہ لیگا اور اس عیب لگانیوالے کے اسی کوڑے لگوائے گا

بے ادبی کا بیان

ماں باپ کے بے ادبی کرنا گناہ کبیرہ ہے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ مت کہہ ماں کے واسطے اُف اور نہ جھڑک انھیں اور کہہ اُنکے واسطے بات ادب کی **ف** اُف ایک کلمہ ہے کہ عرب میں ناخوشی کے وقت کہا کرتے ہیں اور جب اتنا کلمہ کہنے سے حق تعالی نے اپنے کلام پاک میں منع فرمایا تو اور کلمات جن میں زیادہ بے ادبی ہے اُنکو قیاس کر لینا چاہئے کہ کسقدر موجب ناراضامندی حق تعالی ہونگے۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ماں باپ کا ناخوش کرنا بہت بڑا گناہ ہے (مشکوۃ)

نسائی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بہشت میں نجائیگا اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا اور ماں باپ کو ناخوش کرنے والا اور شرابی (مشکوۃ)

ف اقارب میں دادا اور چچا اور بڑا بھائی حکم باپ کا رکھتے ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چچا آدمی کا مثل اسکے باپ کے ہے (مشکوۃ)

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا حق بڑے بھائی کا چھوٹے بھائیوں پر مثل حق باپکے ہے اولاد پر (مشکوۃ)

اور اسی طرح اور جو بزرگ ہیں بلکہ حدیث[ع] میں یہانتک وارد ہے کہ جو لوگ باپ کے دوست ہیں اُن کا بھی ادب کرنا چاہئے اور اُستاد اور مرشد کا بھی ادب مثل باپ کے کرنا چاہئے بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ علم دینی کا اُستاد باپ سے بھی مرتبہ زیادہ رکھتا ہے بس چاہئے کہ ان سب کے

ع صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت نیکوکاری کی بات یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرے باپ کے مرنے کے بعد (مشکوۃ) ۱۲ منہ

آداب کا لحاظ رکھے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از خدا جوئیم توفیق ادب[ع]	بے ادب محروم گشت از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
از ادب پر نور گشت است ایں فلک	وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب	شد عزازیلی ز جرأت رو بباب

مدح اور خوشامد اور تفاخر کا بیان

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ مدح میں چھ آفتیں ہیں چار مادح کے متعلق ہیں اور دو ممدوح کے لہذا مطابق تعبیر کتاب موصوف کے اس مقام پر اُن چھوں آفتوں کا ذکر مع احادیث متعلقہ کے مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(آفات مادح) (۱) مدح میں جھوٹ کہے اور ایسا مبالغہ کرے کہ حد سے بڑھجاوے جھوٹ کی بُرائی تو پیشتر معلوم ہو چکی ہے اور اس قسم کے مبالغہ کیلئے سنو۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری تعریف میں ایسا حد سے مت بڑھو جیسا نصاریٰ ابن مریم کی تعریف میں حد سے زیادہ گذر گئے ہیں تو بندہ خدا کا ہوں سو کہو تم مجھے بندہ خدا کا اور پیغمبر اُسکا (مشکوۃ)

ف اسی طرح ولی کی تعریف میں ایسا مبالغہ کہ اُنھیں پیغمبر کی برابر کر دے یا پیغمبروں سے بھی بڑھادے بہت بُرا بلکہ کفر ہے اور دنیا داروں کی تعریف میں بھی حد سے بڑھنا اور جو صفت اُنمیں نہو بیان کرنا قبیح ہے

(۲) ریا سے تعریف کرنا اور دل میں ویسا نہ سمجھتا ہو کیونکہ ریا منافق کا کام ہے کہ دل میں کچھ ہو اور ظاہر میں کچھ۔

(۳) ایسا وصف بیان کرے جسکو خوب جان سکتا ہو ایسی ہی مدح کے باب میں جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی خواہی نخواہی کسی کی تعریف کرے تو یوں کہے کہ میں اُسے ایسا سمجھتا

ع ادب کی توفیق حق تعالیٰ سے چاہتے ہیں بے ادب خدا کے لطف سے محروم رہا اور بے ادب نے صرف اپنا بُرا نہیں کیا بلکہ تمام اطراف عالم میں آگ لگا دی کہ اسکی وجہ سے قحط و وبا قسم قسم کی بلائیں نازل ہونے لگیں فلک کا پرنور رہنا اور فرشتوں کا معصوم و پاک ہونا ادب کی وجہ سے ہے (کہ فلک سے بوقت دریافت اس امر کے کہ خوشی سے مطیع قدرت بنتا ہے یا جبر سے جواب ملا تھا خوشی سے اور فرشتوں نے امتحان علم اسماء کے وقت کہا تھا سبحانک لا علم لنا الا یۃ) آدمیوں کی گستاخی سے آفتاب بے نور ہوا اور عزازیل مردود و ملعون ذمی ہوا بوجہ گستاخی کے

ہوں خدا پر رکھ کے کسی کی تعریف نہ کرے (یعنی ایسی باتوں کا حال خدا ہی کو خوب معلوم ہی) مشکوٰۃ
ف یہ کہنا کہ فلانا بڑا متقی ہے بڑا زاہد ہے ٹھیک نہیں اسلئے تقویٰ اور زہد واقعی کا حال خدا ہی کو معلوم ہے ہاں اگر یہ نیت ہو یا یہی کہے کہ میں فلاں کو متقی یا زاہد جانتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسیطرح اگر ایسا وصف بیان کرے کہ جسکو یہ جان سکتا ہو مثلاً تہجد گذاری یا خوشنویسی تو اُسکے بیان میں مضائقہ نہیں۔

(۴) ظالم یا کافر یا فاسق کی تعریف کرے جس سے وہ خوش ہو ویں بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب مدح کیجاتی ہے فاسق کی حق تعالیٰ غضب میں ہوتا ہی اور عرش ہل جاتا ہے (مشکوٰۃ **ف** جب فاسق کی مدح کا یہ حال ہی تو کافر کی مدح میں زیادہ غضب الٰہی سمجھنا چاہیے مولانا روم رح فرماتے ہیں ؎

مے بلرزد عرش از مدح شقی | بدگماں گردد زمدحش متقی

(آفات ممدوح) (۱) ممدوح کو مدح کی وجہ سے عجب پیدا ہوا اور اپنے کو تعریف کی وجہ سے اچھا سمجھنے لگے۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی حضور صلعم نے فرمایا خرابی ہو تجھے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی تین بار حضور صلعم نے یہی ارشاد فرمایا (یعنی تیری تعریف کے سبب اُسے گھمنڈ ہوگا اور وہ عجب موجب ہلاکی و عذاب اخروی ہوگا) مولانا روم ایسی ہی مدح اور تعظیم خلق کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

تن قفس شکل ست وزاں شد خار جاں[عہ] | از فریب اخلان و خارجاں
اینش گوید من شوم ہمراز تو | وانش گوید نے منم انباز تو
اینش گوید نیست چوں تو در وجود | در کمال و فضل و احسان و جود

عہ یعنی تن قفس کی شکل ہو اسیوجہ سے روح جان مدح کیلئے مثل خار کے ہو رہا ہے آمد و رفت کرنیوالوں کے فریب اغوا سے ہو رہا ہے کہ وہ خوشامد کی باتیں کرتے ہیں جس سے عجب پیدا ہوتا ہو ایک کہہ رہا ہے میں آپکا ہمراز ہوں دوسرا کہتا ہو نہیں صاحب میں شریک حال ہوں ایک کہتا ہے کہ تمہارے مثل تو ہستی بھر میں نہیں کمال میں بھی فضیلت میں بھی احسان جود میں بھی ایک کہتا ہو دونوں عالم حضور کی ملک ہیں ہماری سب کی جانیں آپ ہی کا طفیل ہیں ایک کہتا ہو کہ آپ تو گویا زمانہ بعیش خرمی ہیں دوسرا کہتا ہو آپ زمانہ حلاوت و ہمدمی ہیں وہ مخلص بیچارہ جب یہ مخلوق کو اپنا سرمست دیکھتا ہو پس تکبر کی وجہ سے ہاتھوں سے نکلجاتا ہو اُسکو اتنی خبر نہیں کہ اس جیسے ہزاروں کو شیطان نے ورطۂ ضلالت میں دہکا دیدیا ہو یہ دنیاداروں کا لطف و تملق ایک لذیذ لقمہ ہو اسکو ذرا کم کھا کہ پُر آتش لقمہ ہے اس لقمہ کی آتش پنہاں ہو اور اس کا ذوق ظاہر ہو لیکن اسکا انجام آخر میں نکلتا ہے ۱۲ منہ

آتشش گوید ہر دو عالم آن تست	جملہ جانہا طفیل جان تست
انیش گوید گاہ عیش و خرمی	آتشش گوید گاہ نوشش و بہمی
او چو بیند خلق را سرمست خویش	از تکبر مے رود از دست خویش
او نداند کہ ہزاراں را چو او	دیو افگندست اندر آب جو
لطف و سالوس جہاں خوش لقمہ ایست	کمترش خور کو پر آتش لقمہ ایست
آتشش پنہان و ذوقش آشکار	دود او ظاہر شود پایان کار

اور آیندہ اشعار میں مولانا نے ایک شبہ اور جواب کی تقریر فرمائی ہے کہ تم یوں خیال نکرو کہ میں خوشامد گو کی مدح سے کب خوش ہوتا ہوں وہ مادح اپنی کسی طمع وغرض سے مدح کرتا ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں اسلئے مجھکو ضرر نہیں پہونچ سکتا تو اس سوال کی مع جواب کے تقریر فرماتے ہیں ؎

عہ تو مگو کاں مدح را من کے خرم	از طمع مے گوید او من پے برم
مادحت گر ہجو گوید بر ملا	روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
گرچہ دانی کو ز حرماں گفت آں	کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
آں اثر مے ماندت در اندروں	در مدیح ایں حالتت ہست آزموں
آں اثر ہم روزہا باقی بود	مایۂ کبر و خداع جاں شود

(۲) ممدوح آئندہ کو بسبب مدح کے عمل خیر میں کوتاہی کرنے لگے مثلاً کسی طالب علم کی تعریف کیجائے کہ تمہاری استعداد بہت اچھی ہے اور مطالعہ خوب صاف ہے وہ یہ بات سنکے کہ اب استعداد میری کامل ہوگئی ہے اب محنت کی حاجت نہیں ہے مطالعہ اور محنت میں کوتاہی کرے مسئلہ جب ان آفات مذکورہ سے مدح خالی ہو تو وہ مدح جائز ہے بلکہ بعض اوقات موجب اجر ہے جب آفات مذکورہ سے خالی ہونیکے علاوہ کسی دینی نفع کے ترتب کی امید ہو یہی وجہ ہے کہ

عہ تم یوں مت کہو کہ اس خوشامد گو کی مدح سے میں کب خوش ہوتا ہوں وہ مادح اپنی کسی طمع وغرض سے مدح کرتا ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں (مولانا جواب دیتے ہیں کہ) اگر وہی مدح کرنیوالا تمہاری برملا ہجو کرنے لگے تو مدتوں تمہارا دل اس سوزش سے جلتا رہتا اگرچہ تم یقیناً جانتے ہو کہ اسنے یہ ہجو اسلئے کی ہے کہ وہ اپنے مقصد سے محروم رہا یعنی جو امید تم سے رکھتا تھا خالی گئی اسی طرح وہ اثر مدح بھی مدتوں باقی رہتا ہے اور کبر وخداع کا مایہ بنجاتا ہے ۱۲

۳۱

جناب رسول اللہ صلعم نے اکثر اپنے اصحاب کی مدح فرمائی اور مقصود یہ تھا کہ لوگ اُنکی درجات عالیات دریافت کرکے اُنسے عقیدت و محبت رکھیں اور اُنکا طریقہ اختیار کریں اور نیز صحابہ کے حال کا بھی علم تھا کہ اُن کو عجب اور کبر نہ ہوگا۔

خوشامد کا بیان

خوشامد کبھی بطور مدح کے ہوتی ہے سو اُسکا حال تو اوپر کے بیان سے معلوم ہوچکا اور جان لینا چاہیے کہ ممدوح خوشامد کرنے والے کو اگرچہ سچی بات سے مدح کرتا ہو روک دے احمد اور ابوداود نے روایت کی ہے کہ وفد بنی عامر جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اُنھوں نے کہا کہ آپ سید ہمارے ہیں (یعنی ہمارے سردار ہیں) حضور نے ارشاد فرمایا کہ سردار اللہ ہے پھر اُنھوں نے کہا کہ آپ مرتبہ میں ہم سب سے افضل ہیں اور آپ مرتبہ اور مقدور میں سب سے بڑے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمھیں اپنا مطلب کہنا ہو سو کہو اور شیطان تمہیں نہ بہکاوے (مشکوۃ)

ف باتیں اُنھوں نے سب سچی کہی تھیں مگر بطور خوشامد کے کہتے تھے اسلئے آنحضرت صلعم نے اُنھیں روک دیا۔

اور کبھی خوشامد اس طرح ہوتی ہے کہ امیروں کے پاس جاکے اُنکی جھوٹی باتوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص امیروں کے پاس جاکر اُنکے جھوٹ کی تصدیق کرے اور اُنکے ظلم پر اعانت کرے سو ایسے آدمی مجھ سے نہیں ہیں اور میں اُنسے نہیں ہوں مجھسے اُنسے کچھ علاقہ نہیں اور حوض کوثر پر میرے پاس وہ نہ آویں گے (مشکوۃ)

تفاخر کا بیان

تفاخر اسے کہتے ہیں کہ اپنی تعریف کرے اور دوں پر زیادتی ظاہر کرنے کو خواہ اپنے ذاتی اوصاف بیان کرے خواہ باپ دادا کے تفاخر شرعًا ممنوع ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی نے وحی بھیجی ہے طرف میرے کہ تواضع (یعنی عاجزی) کرو یہانتک کہ نہ فخر کرے کوئی تم میں سے کسی پر اور نہ ظلم کرے کوئی تم میں سے کسی پر (مشکوۃ)

۳۲

کفر میں ان کو تیرا محکوم اور) تجھکو اُن کا مالک نواصی بنا دیا ہے۔ تاکہ وہ یہ دیکھے کہ تو ان میں کس طرح تصرف کرتا ہے اور (یاد رکھ کہ جسطرح وہ تیرے غلام ہیں یوں ہی) تو بھی خدا کا بندہ (اور اسکا مملوک) ہے پس جس بُرائی اور بُری بات کی نسبت تو پسند کرتا ہے کہ اسکو تجھ سے پھیر دیا جاوے (اور وہ تجھپر واقع نہ ہو) بس وہی تو انکے ساتھ کر (یعنی اس بُرائی اور برائی کی بات کو تو ان سے پھیر دے اور انپر واقع نہ کر) اسکا بدلہ تجھے اُس روز ملیگا جس روز کہ اسکی (یعنی صرف سوء و قبح کی) بہت تجھے ضرورت ہوگی (یعنی قیامت میں یا دنیا میں بھی) پھر اگر تیرے گھر کے لوگ ہوں تو اُنکے ساتھ بھی حُسن معاشرت رکھ کیونکہ وہ حاجتمند ہیں اور تو بھی حاجتمندوں میں سے ہے (اور جسطرح گھر والوں کو تیری ضرورت ہے یوں ہی تجھے ان کی بھی ضرورت ہے) خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس معاملہ کی نسبت تو پسند کرے کہ خدا تیرے ساتھ وہ معاملہ کرے تو خدا کی مخلوق کے ساتھ ٹھیک وہی معاملہ کر اور اگر تیرے اولاد ہو تو تو اسے خدا کیلئے نہ کسی دنیوی غرض کے لئے قرآن کی تعلیم دے اور آداب شرعیہ و اخلاق دینیہ کی نگہداشت اسپر لازم کر۔ اور بچپن ہی سے اُسے ریاضت پر آمادہ کر تاکہ وہ اسکا خوگر ہو جاوے اور اسکے دل میں نفسانی خواہشات کا بیج نہ بو۔ اور زندگی دنیا کی زیب و زینت سے اُسے متنفر کر اور دنیا دار کا انجام کہ آخرت میں حصہ کی کمی ہے اور تارک دنیا کا انجام کہ آخرت میں حصہ کی زیادتی ہے اُسکو بتلا اور یہ (صرف خدا کے لئے کر) روپیہ اور مال کی طمع (اور ان کے خرچ کرنے میں دریغ) کے سبب نہ کر۔

(۱۵) اور منجملہ ان امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک یہ ہے کہ سلاطین (وامراء) کے دروازوں کے پاس بھی نہ جائے اور نہ دنیا پسند اشخاص کے ساتھ صحبت رکھے کیونکہ یہ لوگ تیرے دل کو خدا سے پھیر کر اسپر خود قبضہ کر لینگے اور کسی وجہ سے تو ان سے صحبت رکھنے کیلئے مجبور ہو تو پند و نصیحت کے ساتھ ان سے معاملہ کر اور مداہنت کے طور پر ان سے خوف مت کر کیونکہ تو خدا کے ساتھ معاملہ کر رہا ہے (اور اسکا مقتضٰی یہی ہے کہ مداہنت نہ کیجاوے ہاں اگر نصیحت سے دست کشی اُس کے نفع نہ ہونے یا اپنی جان و مال یا آبرو کی حفاظت کے لئے کی جاوے تو اس کی اجازت ہے اور یہ مداہنت نہیں ہے) اور

۱۳

جب تو ایسا کریگا تو وہ لوگ (غالب امید ہے کہ) تیرے مطیع ہو جائینگے (کیونکہ اس سے تیری بے لوثی اور بے طمعی معلوم ہوگی اور بے غرضی میں بالخاصہ تاثیر جذب قلوب ہے) اور (معمولا) تیری حالت یہ ہونی چاہیئے کہ تمام حالات میں تیری ہمت بذریعہ توجہ الی اللہ (و دعا کے اپنے کو بذریعہ اس حالت کے جو تیرے لئے تیرے دین کے باب میں (موجودہ حالت سے بہتر ہو موجودہ حالت سے چھڑانے میں مصروف رہے (مطلب یہ ہے کہ اگر بضرورت صحبت امراء میں مبتلا ہو جاوے تو باوجود ترک مداہنت کے خدا سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ مجھے اس عمل سے نجات دیکر ایسی حالت میں کر دیجئے کہ وہ دینی حیثیت سے میرے لئے بہتر ہو اور خود بھی امکانی کوشش اسکے لئے کرنی چاہئے اور اس حالت پر قناعت نہ کر لینی چاہئے کیونکہ اسمیں دین کیلئے ہر وقت خطرہ ہے)

(۱۷) اور منجملہ اُن امور کے جو تیرے لئے ضروری ہیں ایک اپنے تمام حرکات و سکنات میں خدا کو پیش نظر رکھنا (اور کسی وقت اُسکو دل سے نہ بھلانا) ہے اور میں تجھے آرام و تکلیف سختی اور نرمی ہر حالت میں خرچ کرنے (اور ہاتھ نہ روکنے) کی بھی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ امر دل سے خدا کے خزانہ پر بھروسہ کی دلیل ہے (اور یہ بھروسہ شرعاً مطلوب ہے) اور تجھے بخیل نہ ہونا چاہئے) کیونکہ بخیل وہ ضعیف الہمت شخص ہوتا ہے جسکے پاس شیطان آتا ہے اور آکر اسکی امید کو دراز کرتا اور اسکی عمر کو اسکے خیال میں طویل ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو خرچ کریگا تو تو ہلاک ہو جاویگا اور مفلس و قلاش اور اپنے دوستوں اور بھیتوں کے درمیان ذلیل و خوار ہو جاویگا بس تو اپنے مال کو اپنے پاس روکے رکھ۔ اور گردشہائے زمانہ کے (مقابلہ کے) لئے تیار (فراخی عیش سے جو تو اب دیکھ رہا ہے دھوکا نہ کھا کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ آئندہ سال خدا کیا حالت پیدا کریگا (یہ تو شیطان اُسوقت کہتا ہے جبکہ آدمی برفراخی ہوتی ہے) لیکن اگر وہ تکلیف اور سختی کے زمانہ میں ہے تو وہ کہتا ہے کہ اپنے مال کو اپنے پاس روکے رکھ اور کسی کو اسمیں سے کچھ نہ دے کیونکہ تجھے معلوم نہیں

ﮨ اصل نسخہ میں جمعھا نعلتہ ظالت یعخو دایات ہے چونکہ اس عبارت کے معنی اس جگہ چسپاں نہ ہوسکتے تھے اس لئے لفظ یعخو دایات کو یعخو دالت قرار دیکر ترجمہ کیا گیا ہے ناظرین غور کرلیں ۱۲ منہ

کہ یہ سختی (اور تنگی) کب ختم ہوگی اور (اگر بالفرض کسی وقت ختم بھی ہو جاوے تو بھی تجھے ایسا نہ سمجھنا
چاہئے بلکہ) تجھے یہی سمجھنا چاہئے کہ یہ حالت (روز بروز) بڑھیگی (کیونکہ مقتضائے دور اندیشی
یہی ہے) اور (اس وجہ سے) تجھے اپنے مال کو اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہئے کیونکہ جب تیرے
پاس کچھ نہ رہیگا تو تجھے کوئی نفع نہ پہونچاویگا لوگ تجھ سے نفرت کرینگے۔ تو مخلوق پر بار ہوجائیگا
تیری آبرو جاتی رہیگی (غرضکہ شیطان اسی قسم کی پٹیاں برابر پڑھاتا رہتا ہے) پس جبکہ یہ
خیال شیطانی اس غریب کے دلمیں لگا رہتا ہے تو وہ اسکو بخل اور امساک تک پہونچا دیتا (اور بخیل
و ممسک بنا دیتا) ہے اور وسوسہ مذکور اسکو حق سبحانہ کے قول وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (یعنی جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچالئے جائیں وہی لوگ کامیاب
ہیں) اور وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ (یعنی جو بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس کی طرف سے یعنی
اُسکو فائدہ پہونچانے سے بخل کرتا ہے) کے سمجھنے سے مانع ہو جاتا ہے اور ہم لوگوں (اہل
تصوف) کے نزدیک اس طریق (یعنی طریق تصوف) میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جب
کوئی شخص (مقبول ہو کر) اہل اللہ و اولیاء اللہ کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے اور اسکے
بعد بخل کرتا ہے تو اسکو بدل دیا جاتا ہے اور اُس مقام سے نیچے اُتار دیا جاتا ہے پھر اسکی
جگہ کسی سخی کو مقرر کیا جاتا ہے (چنانچہ) حق تعالی نے آیت مذکورہ کے بعد فرمایا ہے اِنْ
تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (یعنی اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تمہارے بدلے میں دوسری
قوم لے آئیگا (خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب ہم پھر اصل مضمون بیان کرتے ہیں) اور دیکھتے
ہیں کہ) وسوسہ مذکور اسکو حق سبحانہ کا یہ قول بھی نہیں سمجھنے دیتا وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَهُوَ
يُخْلِفُهٗ (یعنی جو دولت تم خرچ کروگے خدا اسکی جگہ اور دیدے گا پھر تم بخل کرکے خدا سے
بے اعتمادی کیوں ظاہر کرتے ہو) اور وسوسۂ مذکور اسکو حق تعالی کے اس قول کے سمجھنے
سے بھی مانع ہوگیا جو حضرت موسی علیہ السلام کے فرعون کے لئے بد دعا کرنے کے بارہ میں
فرمایا ہے (جس کا حاصل یہ ہے کہ جب موسی علیہ السلام نے فرعون کو ہلاک کرنا چاہا تو
اسکے اور اسکی قوم کے لئے) یہ بد دعا کی کہ اللہ ان کو بخل دے چنانچہ فرمایا رَبَّنَا اطْمِسْ
عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (اے ہمارے رب انکے مالوں کو مٹا دے اور ان کے

۱۵۱

دلوں کو سخت کر دی) سو (اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دل سخت ہو گئے اور سنگدلی کے سبب) انھوں نے اپنے محتاجوں کی خبر گیری چھوڑ دی حتی کہ وہ بھوکوں مرگئے اسپر اللہ تعالے نے اُن کو پکڑ لیا (اور ہلاک کر دیا) اور وسوسۂ مذکور اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سمجھنے سے بھی مانع ہو گیا انفق بلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا (اے بلال خوب خرچ کرو اور مالک عرش سے تنگی کا اندیشہ نہ کرو اور وسوسۂ مذکور اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سمجھنے سے بھی مانع ہو گیا ان للہ ملکین فی کل یوم ینادیان عند کل صباح اللھم اعط کل منفق خلفا و کل ممسک تلفا (یعنی خدا کے ہر روز دو فرشتے ہیں جو ہر صبح کے وقت پکارتے ہیں کہ اے اللہ ہر خرچ کرنے والے کو (اسکے خرچ شدہ مال کا) بدل دے اور ہر بخیل (کے جمع شدہ مال) کو برباد کر دے) اور وسوسۂ مذکور اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کے سمجھنے سے بھی مانع ہو گیا جو کہ اُسوقت تھی جبکہ آپ کو دو خزانے دیئے گئے اور آپنے انکے نہ لینے کو لینے پر ترجیح دی اور وسوسہ مذکور اسکو حضرت صدیق اکبر رض کے اس فعل کے سمجھنے سے بھی مانع ہو گیا جو کہ اسوقت ہوا جبکہ وہ اپنا تمام مال لیکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر کے لوگوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ صرف خدا اور خدا کا رسول - اور حضرت عمر رض اپنا نصف مال لیکر آئے اور نصف اپنے گھر کے لوگوں کے لئے چھوڑ آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں میں وہی تفاوت ہے جو تمھاری باتوں میں ہے (غرض اس وسوسہ شیطانی نے قرآن و حدیث فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل صحابہ سب سے آنکھ بند کرنے پر اُسکو مجبور کر دیا - اور اسکو بخیل بنا دیا - حالانکہ مذکورہ بالا نصوص سے اور واقعات سے انفاق کی فضیلت اور بخل کی مذمت صاف ظاہر ہے) الحاصل خرچ کرنا رزاق کی طرف سے دنیا و آخرت دونوں میں خرچ شدہ مال کے عوض دوسرے رزق کے ملنے کا سبب ہے (نہ کہ بھوکوں مرنے کا جیسا کہ شیطان تعلیم دیتا ہے) بس جو شخص

١٦

(بخوف ہلاکت) مال کو روکے وہ خدا سے بدگمانی اور اپنے مال پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور
اسکا اپنے مال پر اعتماد خدا پر اعتماد سے زیادہ ہوا اور یہ اُسکے ایمان میں ایک قسم کا رخنہ ہے
ہم خدا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس رخنہ سے بچائے پس تو حالت سختی و نرمی
(تنگی و فراخی) ہر دو حالت میں لازمی طور پر خرچ کر فقر و فاقہ سے نہ ڈر اور نہ گھبرا۔ کیونکہ
جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے برا آدمی ہے (ہر شخص)
بجز اُسکے جو اپنے مال کو یوں اور یوں (داہنے اور بائیں) دے (یعنی خوب دل کھول کر خرچ کرے)
اور خدا نے جو تجھ سے وعدہ کیا ہے وہ اسکو ضرور پورا کریگا خواہ تو چاہے یا نہ چاہے اور خواہ
دنیا جہان چاہے یا نہ چاہے کیونکہ کبھی کوئی سخی (سخاوت کی بناء پر بھوکوں) نہیں مرا۔ اور اگر
اختصار مدنظر نہ ہوتا تو ہم تجھے ایسے اور واقعات بھی سُناتے جن سے ہمارے مذکورہ بالا بیان
کی تائید ہوتی ہو (مگر اختصار کے چھوٹ جانے کی وجہ سے ہم ایسا نہیں کرتے)

۱۷

(۱۷) پھر تجھکو چاہئے کہ غصہ کو ضبط کرنا اختیار کرے کیونکہ یہ دلیل ہے فراخی سینہ (اور
فراخ حوصلگی) کی۔ پھر جب تو غصہ کو ضبط کریگا تو خدا کو خوش اور شیطان کو ناخوش کرے گا
اور نفس کو مغلوب و منقاد کریگا اور جہاں وہ نہ رُکے وہاں اسکو روک سکیگا (خلاصہ یہ کہ غصہ
کے ضبط سے تجھے اپنے نفس پر قابو حاصل ہو جاویگا) اور تو اُس شخص کو خوشی پہونچاویگا جس سے
تو نے غصہ کو ضبط کیا ہے اور اسکے فعل پر اُسکو بدلہ نہیں دیا ہے اور یہ بات اُسکے نفس میں
اثر کرنے کے باب میں اسپر (بہ نسبت انتقام کے) زیادہ سخت ہوگی (یعنی وہ بہ نسبت انتقام
کے ضبط غیظ سے زیادہ متاثر ہوگا) اور (بلحاظ نفع کے بھی انتقام سے بڑھکر رہیگی کیونکہ وہ)
سبب ہوگی اُسکے حق اور انصاف کی طرف رجوع اور اپنے ظلم و تعدی کے اقرار کا۔[1] ......
.... پس تو اس خلق کے ساتھ متخلق ہوجا تو اُسکو اپنے
(اعمال کی) ترازو میں پاویگا اور قیامت میں اس سے تجھے بہت نفع ہوگا پھر (غصہ کے
ضبط میں علاوہ اُن فوائد کے جو اوپر مذکور ہوئے) ایک بڑا فائدہ اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے

[1] اصل رسالہ میں اس جگہ یہ عبارت ہے و ربما کان لما اوقعہ منہ تعلیل جعلات بموضع القبول
اس عبارت کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا اسلئے اسکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا جس صاحب کی سمجھ میں آجاوے وہ سمجھ لکھنے

کہ جب تو اپنے غصہ کو ضبط کریگا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے تیرے ان افعال پر مواخذہ نہ کرے گا جو
سبب غضب خداوندی ہیں کیونکہ جب تو اپنے غصہ کو اس شخص سے ضبط کریگا جس نے تیرے ساتھ وہ
برتاؤ کیا جو تیرے غضب اور غصہ کا سبب ہوا تو خدا تجھے تیرے اس فعل پر بدلہ دیگا (اور وہ یہ
ہوگا کہ تیرے ناپسندیدہ افعال پر مواخذہ نہ کرے) اور (اگر اس سے بھی قطع نظر کیجاوے تو خود
یہی فائدہ کیا کم ہے اور) اس سے بڑھکر کیا فائدہ ہوگا کہ تو نے اپنے بھائی کا قصور معاف
کر دیا اور اسکی تکلیف برداشت کر لی اور اپنے غصہ کو ضبط کر لیا (کیونکہ یہ امور قطع نظر اپنے
نتائج و آثار سے خود بھی کمالات ہیں) نیز (تو اس اصول کو یاد رکھ کہ جو معاملہ ایسا ہو جسکی نسبت
خدائے تعالیٰ تجھ سے اسکی خواہش کرے کہ تو دوسروں کے ساتھ کرے تو (تجھ سے اسکی خواہش سے
پہلے) وہ خود اپنے سے اسکا خواہاں ہے کہ وہی معاملہ تجھ سے کرے پس جب واقعہ یہ ہے
تو اسکا تجھ سے غصہ کی ضبط کی خواہش کرنا دلیل ہے اسکی کہ وہ تیری خطاؤں کو معاف کرنا چاہتا
ہے اور ایسی حالت میں تجھے ضبط غیظ میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا چاہئے) خلاصہ کلام یہ ہے کہ
اس صفت کی تحصیل میں پوری کوشش کرنی چاہیے کیونکہ (یہ منافع عظیمہ پر مشتمل ہے اور
منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ) اس سے لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے (اور یہ بات دنیوی
حیثیت سے تو مفید ہے ہی شرعاً بھی مطلوب ہے) کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ہمکو آپس میں دوستی اور محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ صفت ان بڑے اسباب
میں سے ہے جنکا نتیجہ محبت کاملہ ہوتا ہے (اسکا حاصل کرنا ضروری ہے)

(۱۸) اور تو صفت احسان (نکوکاری) اختیار کر۔ کیونکہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ محسن
(نکوکار) کے قلب میں حق تعالیٰ سے شرم اور اسکی تعظیم ہے (تفصیل اسکی یہ ہے کہ) حضرت
جبریل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ احسان کیا ہے؟ تو آپ نے[ع]

ع اصل حدیث یہ ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اسکا ایک مطلب تو وہ ہے جس کو
مصنف نے اختیار کیا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تو خدا کی اس طرح پرستش کر اور جملہ امور میں اطاعت کرے کہ گویا تو
اُسے دیکھ رہا ہے کیونکہ اگر تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے اور تجھے اسکا علم بھی ہے تو ایسی حالت میں اس کے دیکھنے
کا بھی وہی اثر ہونا چاہئے جو خود تیرے دیکھنے کا اور عبادت اس طرح کرنا چاہئے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اھ میرے نزدیک
یہی مطلب صحیح ہے اور پہلا مطلب محض رکیک ہے کیونکہ الفاظ حدیث اُسکے مؤید نہیں واللہ اعلم ۱۲

۱۸

(اسکے جواب میں) فرمایا کہ (احسان یعنی نکوکاری کی حقیقت اور اُسکا مغز یہ ہے کہ تو خدا کی پرستش (یعنی جملہ امور میں اسکی اطاعت) اس طرح کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اھ پس یہ احسان تو دلیل ہے اسکی کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم محسن کے دل میں ہے اُسکے بعد آپنے فرمایا کہ پھر اگر (عبادت کے وقت) تو اُسکو نہ دیکھتا ہو تو (یوں عبادت کرے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور یہ احسان دلیل ہے اسکی کہ محسن کے قلب میں اللہ تعالیٰ سے شرم ہے (پس احسان کا دلیل حیا و تعظیم ہونا ثابت ہوگیا) اور (جب یہ ثابت ہوگیا تو اب حیا و تعظیم کی منفعت سمجھ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحیاء خیر کلہ یعنی شرم سراسر خیر ہے (اور جب واقعہ یہ ہے تو) مسلمان کے نزدیک یہ بات محال ہے کہ جب قلب پختہ طور پر اُس سے (یعنی حیاء سے) وابستہ ہو جائے تو دنیا و آخرت میں اُس کے ساتھ کوئی بُرائی ہو (بشرطیکہ اُسکو اپنے ہی محل میں استعمال کیا جاوے ورنہ اگر بے قاعدہ طور پر اس سے کام لیا گیا اور جو شرم کا موقع نہیں تھا وہاں شرم کی گئی تو اسکی مضرت یقینی ہے الحاصل تو حیا کی خوبی ہے) اور جب[ع] دلیل ثانی یعنی تعظیم خداوندی (ثانی اسلئے کہا کہ ایک دلیل حیا رہتی جسکا اول ذکر ہوا) قلب محسن پر غالب ہوگی تو یہ امر محال ہوجاویگا کہ کسی کو اس قلب پر تسلط و غلبہ حاصل ہو (یہ خوبی ہوئی تعظیم کی تو حیا و تعظیم دونوں کی خوبی معلوم ہوگئی اور احسان ان دونوں کا جامع ہے۔ لہذا احسان کی خوبی بھی ثابت ہوگئی) پس تجھے چاہیے کہ تو صفت احسان کے حاصل کرنے میں پوری کوشش کرے اور اس مقام کو کسی حالت میں نہ چھوڑے کیونکہ ہمنے تجھے اسکا فائدہ بتلا دیا ہے۔

(۱۹) اور ذکر و استغفار ہمیشہ کرتا رہ کیونکہ اگر وہ گناہ کے بعد ہوگا تو اسکو مٹا دے گا اور دور کردیگا اور اگر نیکی کے بعد ہوگا تو نور علی نور اور مسرت بر مسرت ہے کیونکہ ذکر اللہ[عه] خود

ع اصل عبارت یہ ہے واذا غلب الدلیل الثانی الذی ھو التعظیم علی قلب المحسن امتنع ان یکون لاحد ربانیۃ علی ھذا القلب لمؔ کون اسمیں غور کیا جاوے میرے نزدیک عبارت میں کتابت کی غلطی ہے اور ربانیۃ کی بجائے رہانۃ ہوگا جسکے معنی ملامت وغیرہ ہیں اور ممکن نہیں معلوم کیا لفظ ہے ۱۲ عه اصل عبارت یہ ہے فان الذکر احمع للھمم واصفی للناظر ۱۲

ایک طاعت ہی اور علاوہ اسکے اسمیں یہ بھی خوبی ہے کہ وہ منتشر خیالات کو بہت زیادہ مجتمع کرنے والا اور چشم (بصیرت) کو (کدورات مانعہ حقیقت بینی سے) بہت صاف کرنے والا ہے۔ پھر اگر تو (ذکر اللہ سے) اکتا جائے تو اسکو چھوڑ کر تلاوت قرآن شروع کردے اور تلاوت اسطرح ہو کر الفاظ ترتیل کے ساتھ ادا ہوں۔ معانی میں غور اور فکر کیا جائے۔ توحید اور تنزیہ کی آیات پر تعظیم خداوندی کا اظہار ہو۔ امید دلانے والی آیت پر دعا ہو۔ خوف دلانے اور ڈرانے والی آیت پر تضرع ہو۔ امم سابقہ کے مضمون سے عبرت حاصل کیجاوے (جب تو یوں تلاوت کریگا تو تیرا جی نہ اکتائے گا) کیونکہ قرآن میں مختلف قسم کے مضامین واقع ہونیکے سبب اسکے پڑھنے والے کا جی نہیں اکتا تا۔

(۲۰) اور تجھے چاہیے کہ اپنے دل سے گناہ پر اصرار کرنے کی گرہ کھولے اور یہ تجھ سے نہو سکیگا بجز اسکے کہ تو اپنے نفس سے اُس سانس میں جو باہر آیا ہے یوں کہے کہ اے نفس کیا تجھے معلوم ہے کہ اسکے بعد دوسرا سانس تجھے آویگا یا نہیں۔ شاید تو اسی سانس میں مرجاوے اور تیری حالت یہ ہے کہ تو بُرائی پر جما ہوا ہے اور خدا کے یہاں اُس شخص کیلئے جو گناہوں پر مصر ہو طرح طرح کے عذاب ہیں جنکو مضبوط پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتے تو تجھ سے کمزور کا کیا حال ہوگا پس تو خدا سے توبہ کر کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ کسوقت تجھے اچانک موت آجاوے اور تو اُسوقت توبہ کرے تو وہ مفید نہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ[ف] (یعنی توبہ اُن لوگوں کے لئے نافع نہیں ہے جو عمر بھر بُرے کام کرتے رہتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے حتی کہ جب انمیں سے کسی کو موت آجاتی ہے اور اسکو دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں تو کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کرلی) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[ع] کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ اُسی وقت تک قبول کرتا ہے جبتک کہ وہ دم نہ توڑنے لگے اور بہت سے ایسے بھی آدمی ہیں کہ ان کو اچانک موت آگئی حالانکہ وہ کھاتے پیتے یا جماع کرتے ہوتے ہیں یا سوتے

۲۰

ف اس آیت کی تفسیر بیان القرآن میں ہے دیکھ لی جاوے ۱۲ اشرف ع الفاظ حدیث یہ ہیں ان اللہ یقبل التوبۃ من عبدہ مالم یغرغر ۱۲

جاتا ہے اور وہ اُسوقت دیکھنے میں سب یکساں معلوم ہوتے ہیں کہ نر و مادہ کا امتیاز اُنمیں نہیں ہوتا (مگر درحقیقت اُن میں نر و مادہ دونوں ہوتے ہیں) پھر نر مادہ کی پشت پر چڑھ جاتا اور تھوڑی دیر تک اُسکی پیٹھ پر رہتا ہے جس سے وہ اسیوقت حاملہ ہوکر اُسی وقت ایک انڈا اُسی شکل کا دیدیتی ہے جیسا کہ پہلے پرورش کیا گیا تھا۔ پھر وہ پرندے اُڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور اب اُنمیں کچھ بھی نفع نہیں رہتا کیونکہ جو مقصود تھا یعنی انڈا وہ حاصل ہی ہوچکا ہے (پھر حسب دستور اُس انڈے کی پرورش کیجاتی ہے اور اُسکے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے جو اوپر گذرا) پس عزیز من! تم سوچو تو کہ اس کیڑے کے دل میں یہ بات کسنے ڈالدی کہ وہ شہتوت کے پتوں کو کھاتا رہے تاکہ اُس سے ریشم پیدا ہو۔ اور یہ بات کسنے اُسکے جی میں ڈالی کہ وہ اپنے اوپر سے ریشم اُتارتا رہے یہانتک کہ خود اپنے بدن کو اُسمیں فنا کردے پھر جسم فنا ہونیکے بعد اُسکے اندر بازو اور پر کسنے پیدا کئے اور اُسکی صورت و شکل کس نے بدلدی۔ حتی کہ ایسی صورت پیدا ہوگئی جس میں نسل باقی رہنے کیلئے نر و مادہ کا اجتماع ممکن ہوجائے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی پہلی صورت پر باقی رہتا تو نہ تناسل ہوسکتا اور نہ نر و مادہ کا اجتماع ہوسکتا۔ پھر دیکھو یہ ریشم جو اس کیڑے پر سے اُترتا ہے خدا نے اُسکی بناوٹ وغیرہ بنی آدم کے لئے کیسی آسان کردی کہ وہ اُسکو درست بنا کر اُس سے بہت سامان اور بڑے خوبصورت قیمتی لباس حاصل کرتے ہیں۔ اس ذرا سے جانور میں خدا کی اس عجیب تسخیر کو دیکھو اور سوچو کہ خدا نے اس میں کیسی عجیب انوکھی صنعت اور بڑی عبرت رکھی ہے اور اسمیں مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑجانے پر کیسی کھلی دلیل اور صاف نشانیاں موجود ہیں (پس جس خدا نے ریشم کے کیڑے کو اُسکا جسم فنا ہوچکنے کے بعد پرندے کی صورت دیدی اور اُسمیں جان ڈالکر نر و مادہ بنادے وہ یقیناً اسپر بھی قادر ہے کہ قیامت میں مُردہ اجسام کو زندہ کھڑا کردے اُسکی قدرت کے سامنے کچھ بھی دشوار نہیں) فسبحانہ لا الہ الا ھو العلی العظیم ؎

مکھی

پھر ذرا مکھی کو دیکھو کہ غذا حاصل کرنیکے لئے اُسکو کن اسباب سے مدد دیگئی ہے کہ خدا نے اُسمیں ایسے بازو اور پر پیدا کئے ہیں جن سے وہ نہایت تیزی کیساتھ اپنی غذا کے

موقع پر پہونچ جاتی ہے اور جو چیزیں اسکو ہلاک کرنیوالی یا ضرر پہونچانے والی ہیں اُن سے
جلدی سے بھاگ جاتی ہے۔ اور خدا نے اُسمیں چھ پیر پیدا کئے ہیں جنمیں سے چار پیروں پر تو
وہ اُٹھتی بیٹھتی اور سہارا لیتی ہے اور دو فاضل رہتے ہیں (انمیں یہ حکمت ہے کہ) جب
اُسکی آنکھوں پر غبار وغیرہ پہونچتا ہے تو ان دونوں پیروں سے جو کہ آنکھوں کے پاس
رہتے ہیں اُنکو پونچھتی رہتی ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے بازو بہت نازک ہیں (وہ
اُنسے غبار وغیرہ کو دفع نہیں کر سکتی) نیز اُسکی آنکھوں پر پلکیں نہیں پیدا کی گئیں کیونکہ وہ
اسکے سر سے باہر اُبھری ہوئی ہیں اور یہ جانور اور نیز وہ جانور جو اسکی طرح انسان پر ہمیشہ
اُٹھتے بیٹھتے رہتے ہیں اُنکے پیدا کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ وہ بنی آدم کی زندگی اور عیش
کو مکدر کر دیتے ہیں (کہ کبھی ناک پر کبھی مُنہ پر کبھی کسی اور جگہ بیٹھ کر اُنکو تنگ کرتے رہتے ہیں)
تاکہ حق تعالیٰ لوگوں کو دنیا کا ذلیل وخوار ہونا دکھلادیں (کہ یہاں کے عیش کی حقیقت
بس اسقدر ہے کہ ایک حقیر جانور بھی اُسمیں کھنڈت ڈال سکتا ہے) یہانتک کہ (اس حالت
کو دیکھکر) دنیا اُنکی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتی اور اُسکی مفارقت اور جدائی اُنکو آسان
ہو جاتی ہے اور یہ بھی ایک بہت بڑی حکمت ہے ان جانوروں کی حکمتوں میں سے۔

بعض جانور ہاتھ لگانے سے بےحس بنجاتے ہیں

تم غور کرو کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے جانور ایسے بھی ہیں کہ جب ذرا اُن کو
چھُوا جاتا ہے تو وہ (سمٹ کر) ایسے بےحس وحرکت ہو جاتے ہیں گویا
کہ بالکل بیجان ہیں۔ اور دیر تک وہ اسی حالت میں رہتے ہیں پھر حرکت کرکے چلنے پھرنے
لگتے ہیں اور اسمیں کھلی ہوئی حکمت (ایک تو یہی ہےکہ جو جانور شکار کرتے ہیں وہ اُسیوقت
تک شکار کرتے ہیں جبتک کہ شکار کی صورت سے زندگی کی علامات معلوم ہوتی ہوں
اور جو جانور بالکل جماد کیطرح ہو (اُسکا شکار کوئی نہیں کرتا بلکہ) بلکہ اُسکو پتھر سمجھکر سب
چھوڑ دیتے ہیں۔

عقاب

گرگس کو دیکھو کہ جب وہ کچھوے کا شکار کرتا ہے تو اُسکو پتھر کیطرح سخت دیکھ کر
کوئی موقع ایسا نہیں پاتا جہاں سے کھانا شروع کرے تو وہ اُسکو اپنے پنجوں میں لیکر
بلندی کیطرف اُڑ جاتا ہے یہانتک کہ زمین سے بہت دور لیجاکر کسی پہاڑ یا پتھر کی سیدھ

میں لاکر اُسکو ٹپک دیتا ہے جس سے وہ چکنا چور ہو جاتا ہے پھر وہ اُسکے اوپر گرتا پڑتا آتا ہے اور کھا لیتا ہے۔ تو دیکھو حق تعالیٰ نے بدون عقل و فکر کے غذا حاصل کرنیکا طریقہ اُسکے دل میں کیونکر ڈالا ہے۔

کوّا　کوے کو دیکھو چونکہ لوگ اُس سے کراہت کرتے (اور اُسکے مارنیکے درپے رہتے) ہیں یا تو اپنی جان بچانیکے لئے اُسکی طبیعت میں کیسی ہوشیاری (اور بیداری) پیدا کی گئی ہے حتیٰ کہ گویا اُسکو علم غیب سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون شخص میرا قصد کر رہا ہے (اور مارنے کی فکر میں ہے) اور اُسکے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی حفاظت کیلئے گھونسلے کے چھپانے میں بڑی تدبیر اور حیلہ سے کام لیتا ہے (کہ کوشش کرکے ایسی جگہ گھونسلا بناتا ہے جہاں کوئی نہ پہونچ سکے) اور وہ اپنی مادہ سے بھی بہت لاپروائی برتتا ہے کہ مبادا اُسکے ساتھ مشغول ہو کر کہیں احتیاط اور ہوشیاری میں کمی نہ آجائے۔ اسی لئے کوے کو مادہ کے ساتھ کھلم کھلا مشغول ہوتے ہوئے بہت کم دیکھا جاتا ہے۔ مگر اُسکی یہ احتیاط اور ساری ہوشیاری انسان ہی کے سامنے ہوتی ہے جسکو خدا نے سمجھ اور عقل عطا فرمائی ہے (تو کوا بھی اُسکے سامنے ہوشیاری سے رہتا ہے) اور جانوروں کے ساتھ تم اسکا برتاؤ اسکے خلاف پاؤگے (کہ اُنکے سامنے وہ اسقدر احتیاط اور خوف سے کام نہیں لیتا) اُنکی تو وہ پیٹھ پر سوار ہو جاتا ہے اور اونٹ (بیل وغیرہ) کا خون کھاتا رہتا ہے اور عین بول و براز کے وقت وہ جانوروں کے گوبر میں سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے اور جب وہ اپنی غذا پاکر اُسمیں سے کچھ کھا لیتا اور سیر ہو جاتا ہے تو باقی کو دفن کر دیتا ہے تاکہ دوسرے وقت دوبارہ کھانے میں کام آئے۔ پس یہ بات اُسکی طبیعت میں کسنے پیدا کی اور یہ عجیب تدبیر خدا کے سوا کسنے اُسکو سکھلائی (کسی نے بھی نہیں) کیونکہ اسمیں عقل اور فکر (کا مادہ) ہی نہیں۔

چیل　چیل کو دیکھو چونکہ لوگ اس سے بھی کراہت کرتے ہیں اسلئے مضبوطی کے ساتھ اُڑنے اور بہت بلندی پر پہونچ جانے سے وہ اپنی حفاظت کرتی ہے اور غذا کے بارے میں حقتعالےٰ نے اُسکو بہت تیز نگاہ عطا فرمائی ہے کہ وہ باوجود فضائے آسمانی میں بہت بلند ہونیکے

زمین پر اپنی غذا کی چیز دیکھ لیتی ہے اور بہت جلدی اور تیزی کے ساتھ اُسپر گر پڑتی ہے اور خدا نے اُسکے دل میں سامنے اور پیچھے کی پہچان بھی ڈالدی ہے پس وہ آدمیوں سے جو کچھ چھین جھپٹ کرتی ہے پیچھے کی طرف سے کرتی ہے سامنے سے کبھی نہیں چھینتی کیونکہ اس صورت میں وہ شخص اپنے ہاتھوں سے اسکو دفع کر سکتا ہے۔ اور چونکہ اُسکی غذا ان طریقوں سے حاصل ہوتی ہے اسلئے حق تعالیٰ نے ایسے مضبوط پنجوں سے اُسکی اعانت فرمائی ہے جو لوہے کے کانٹوں کے مشابہ ہیں کہ جس چیز کو وہ اُنمیں دبا لیتی ہے وہ اُنسے گر ہی نہیں سکتی۔ سُبحان المدبر الحکیم ۔

گرگٹ ذرا اس جانور کو تو دیکھو جسکو گرگٹ کہتے ہیں کہ اُسمیں خدا تعالیٰ نے کیسی حکمت اور تدبیر رکھی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بدن کے بوجھ کی وجہ سے اُٹھنے بیٹھنے میں دیر لگاتا اور اُسکو چلنا پھرنا گراں ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اُسکو بھی دوسرے حیوانات کی طرح غذا کی ضرورت یقیناً ہوتی ہے تو حق تعالیٰ نے اسکو عجیب صورت پر پیدا کیا کہ اُسکی آنکھیں (آگے پیچھے اور نیچے غرض) تمام جہات کیطرف گھومتی رہتی ہیں تاکہ وہ اپنے شکار کو ہر جانب میں دیکھ سکے اور اُسکے تلاش کرنیکے لئے بدن کو حرکت نہ دینی پڑے نہ اُسکے لئے ارادہ کرنا پڑے۔ پھر وہ شکار کی گھات میں ایسا بےحس و حرکت بیٹھا رہتا ہے گویا کہ اُسمیں جان ہی نہیں ہے اور اس سکون کے ساتھ دوسری بات خدا نے اسکو یہ عطا کی ہے کہ وہ جس درخت پر بیٹھتا ہے اُسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے حتیٰ کہ درخت کا رنگ اور اُسکا رنگ بالکل ایک دوسرے سے ملجاتا ہے (جسکی وجہ سے اُسکے شکار کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ درخت پر کوئی مجھکو شکار کرنے کے لئے بیٹھا ہوا ہے) پھر جب مکھی وغیرہ جسکو وہ شکار کرتا ہے اُسکے قریب آتی ہے تو وہ اپنی زبان نکالکر نہایت تیزی کے ساتھ بجلی کی طرح اُسکو اُچک لیتا ہے اور پھر اپنی اُسی پہلی حالت پر سکون کے ساتھ بےحس و حرکت بن جاتا ہے گویا کہ وہ درخت ہی کا ایک جزو ہے اور حق تعالیٰ نے خلاف عادت اُسکی زبان تین بالشت لمبی یا اسکے قریب قریب بنائی ہے تاکہ دُور کی چیز کو باسانی پکڑ سکے تو جو چیزیں تین بالشت کی مسافت پر اُس سے دور ہوں وہ اُنکو آسانی کیساتھ شکار کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو مختلف صورتیں اور رنگ بدلنے کی قدرت بھی دی ہے

(باقی آئندہ)

اصلاح انقلاب

حصۂ دویم

گذشتہ سال میں حصۂ اول اصلاح انقلاب شایع ہوکر
ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے حصۂ دویم کی اشاعت کا کام بوجہ
گرانی سامان طباعت بند کر دیا گیا تھا لیکن شائقین
و شیفتگان کلام اشرفیہ و عاشقان جمال اشرفیہ
کے تقاضوں نے بیحد مجبور کیا ہر چند کہ یہ زمانہ مطابع
کے کام کیلئے نہایت سخت ہی اور بوجہ گرانی کاغذ و کمیابی
دیگر سامان اشاعت بجز نقصان کی نفع کسی حالت میں نہیں ہی
لیکن احباب کے تقاضوں سے بنام خدا حصۂ دویم کی طبع کا کام شروع کر دیا
گیا۔ الحمد للہ کہ حصۂ دویم بھی تیار ہو گیا۔ بہت کم تعداد میں چھاپا گیا ہے
جو ہاتھوں ہاتھ جا رہا ہی اسلئے شائقین جلد طلب فرمادیں ورنہ بعد ختم
ہو جانیکے تعمیل فرمایش سے معذوری ہوگی کاغذ زرد ۹ جزو قیمت عہ

اُصول و مقاصد رسالۂ ہذا و ضروری اطلاعیں

(۱) رسالۂ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے ؛

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہ ہوگا ؛

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینہ کی تیسری تاریخ کو انشاءاللہ تعالیٰ شائع ہوا کرے گا ؛

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے اڑھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جائے گا۔ قیمت سالانہ ۳ ہے ؛

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں سب حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری کا اضافہ کرکے ۳ کا ویلیو ہوگا ؛

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا ؛

(۸) جو صاحب دو تین ماہ یا اسکے بعد خریدار ہوں گے اُنکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی رجب سنہ ۱۳۳۹ھ سے بھیجے جاوینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے ؛

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاویگی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہینگے تو بقایا قیمت واپس کر دیجاویگی ؛

(۱۰) رسالۂ ہذا کی ترتیب مضامین میں (جماعت انتخاب التالیفات) مقیم خانقاہ تھانہ بھون مدیر کو معاونت فرماکر مشکور فرماتی رہیگی ؛

(۱۱) الامداد کے متعلق جملہ تحریرات بنام مدیر ہونی چاہئیں ؛

(۱۲) جواب کیلئے جوابی خط آنا چاہیئے جو صاحب خریداران رسالہ ہیں براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھدیا کریں۔ ورنہ جواب کی شکایت نہو ؛

الراقم

رفیق احمد مالک امداد المطابع و مدیر رسالہ الامداد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

قال اللہ تعالیٰ

وقل رب زدنی علما

وفی الحدیث والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه

تمثال الآیہ کہ دال است بر مطلوبیت زیادت در علوم و امداد و الحدیث کہ دال است بر مندوبیت قدرے از فضل کی اشاعت

ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

الامداد

ع ۵ ج ۳

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاوی فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاوی فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدۃ و تربیت السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک و الرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و ملفوظات و مکتوبات مشتمل بر فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ و العقلیۃ و معارف العوارف فی السلوک و اصلاح انقلاب فی الفقہ کہ کل آں از افادات مسلسلہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مد ظلہ است با رجل آں اہل فاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ است کہ بلقب صحیفہ مشیر است بہ تبرک نام نامیش نیز و تا انتہا الاستاد کہ از تحقیقات دیگر اہل فضل است

باداردۃ الاحقر رفیق احمد

در مطبع امداد المطابع تھانہ بھون طبع شدہ

و از دفتر الامداد شائع شد

این صحیفہ کا مدش امداد نام | یافت زامداد المطابع انتظام

فہرست مضامین رسالہ الامداد بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

جو

بہ برکت دعاء حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے شائع ہوتا ہے

ہمارے ناظرین!

ہر پرچہ کو شروع کرنیکے وقت اس سے پہلے پرچہ کا ایک صفحہ یا نصف صفحہ دیکھ لیا کریں تو انشاء اللہ موجب مزید لطف ہوگا۔

(مدیر رسالہ)

اُس نے کہا کیا بچے ہو کہ بھوک سے روتے ہو اُنھوں نے فرمایا کہ جب مولیٰ کی یہی رضی ہو کہ میں بھوک سے روؤں تو پھر استقلال کیوں اختیار کروں ؎

گر طمع خواہد زمن سلطان دین	خاک بر فرق قناعت بعد ازیں
نالم ایزا نالہا خوش آیدش	از دو عالم نالہ وغم بایدش

بعض اہلِ لطائف کا قول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ میں مرض کی شکایت کا اظہار کروں تب فرمایا رب انی مسنی الضر الخ نہ در یہ اظہار بے صبری کی وجہ سے نہ تھا اگر بیصبری ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کی یوں تعریف نہ فرماتے - انا وجدناہ صابرا نعم العبد الخ ؎

در نیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

کاملین کا مقصود صرف حق تعالیٰ کی رضا ہوتی ہی کیفیات باطنیہ پر اُن کی نظر نہیں ہوتی

غرض ان کاملین کی نظر خدا تعالیٰ کی رضا پر ہوتی ہے اپنا حظ ظاہری یا باطنی کچھ مقصود نہیں ہوتا جس میں خدا تعالیٰ راضی ہوں وہی کرنے لگتے ہیں ؎

گفت معشوقے بعاشق اے فتا	تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پس کدامی شہر ازانہا خوشتر است	گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است
ہر کجا یوسف رخ باشد چو ماہ	جنت است او گرچہ باشد قعر چاہ
با تو دوزخ جنت است اے جانفزا	بے تو جنت دوزخ است اے دلربا

عاشقوں کی کچھ اور ہی شان ہے -

ذکر سے اصلی مقصود اور اُس سے قصد دنیا کی مذمت خصوص تسخیر کا عدم جواز

حکایت ۔ حضرت حافظ محمد ضامن شہید علیہ الرحمۃ کی حکایت ہے کہ فرمایا کرتے کہ ہم تو اس واسطے ذکر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فاذکرونی اذکرکم یعنی احوال وکیفیات باطنی پر نظر نہ تھی دیکھئے محققین کی تو یہاں تک نگاہ ہے کہ خدا کے نام اور احکام میں کیفیات باطنی تک کا قصد نہ کریں اور افسوس آجکل لوگوں کا یہ حال ہے کہ وظائف تحصیل دنیا کے لئے پڑھتے ہیں کوئی دست غیب تلاش کرتا پھرتا ہے حالانکہ اس میں جواز تک بھی نہیں کیونکہ اسکے ذریعہ سے جو کچھ ملتا ہے وہ حرام ہے کیونکہ جن مسخر ہو جاتے ہیں اور وہ لوگوں کا مال چرا چرا کر عامل کو دیتے ہیں یا اگر اپنا لائیں تب بھی مجبور ہو کر لاتے ہیں ۔ ایسا ہی تسخیر قلوب کا حال ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے جو مال دیا جاتا ہے وہ طیب خاطر سے نہیں دیا جاتا مغلوب الرائے و مضطر ہو کر دیتا ہے

عملیات کی خرابیاں

اور اگر کسی عمل میں جواز بھی ہو تب بھی ایسے اغراض کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کی بیقدری کرنا اور بھی بے ادبی ہے اور احادیث میں سورۂ واقعہ کا پڑھنا وغیرہ آیا ہے وہ دنیا کو معین دین بنانے کی غرض سے ہے جو کہ دین ہی ہے کاش یہ لوگ بجائے ان اعمال کے دعا کیا کرتے اگر مقصود حاصل ہو جاتا تو بھی مطلب کا مطلب اور ثواب کا ثواب اور اگر نہ ہوتا تو بھی دعا کا ثواب کہیں گیا ہی نہ تھا مذکورہ بالا خرابیوں کے علاوہ عمل میں ایک اور بھی خرابی ہے کہ دعا سے تو پیدا ہوتی ہے عاجزی اور فروتنی اور عمل سے پیدا ہوتا ہے دعویٰ عامل جانتا ہی کہ بس ہم نے یہ کر دیا اور وہ کر دیا ۔

حکایت ۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی علیہ الرحمۃ کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ فرماتے تھے اگر صاحب نسبت عمل کرے تو نسبت سلب ہو جاتی ہے اسکی یہی وجہ ہے کہ عامل کو خدا پر توکل نہیں رہتا اور عجب پیدا ہو جاتا ہے اور یہ منافی ہے نسبت مع اللہ کے ۔

امور اختیاریہ میں بھی دعا کی ضرورت ہی اور اسباب کے موثر ہونیکی

حقیقت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کے سرد ہو جانیکے قصہ سے رفع تعجب

دعا صرف امور غیر اختیاریہ کیساتھ خاص نہیں جیسا عام خیال ہے کہ جو امر اپنے اختیار سے خارج ہوتا ہے وہاں مجبور ہو کر دعا کرتے ہیں ورنہ تدبیر پر اعتماد ہوتا ہے بلکہ امور اختیاریہ میں بھی دعا کی سخت ضرورت ہے اور ہر چند کہ اُن کا وجود اور ترتب بظاہر تدبیر اور اسباب پر مبنی ہے لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے خود اُن اسباب کا جمع ہو جانا واقع میں غیر اختیاری ہے اور اس کا بجز دعا اور کوئی علاج نہیں۔ مثلاً کھیتی کرنے میں ہل چلانا بیج بونا وغیرہ تو اختیاری ہے مگر کھیتی اُگنے کے واسطے جن شرائط اور اسباب کی ضرورت ہے وہ اختیار سے باہر ہیں مثلاً یہ کہ پالا نہ پڑے یا اور کوئی ایسی آفت نہ پڑے جو کھیتی کو اُگنے نہ دے اس لئے اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہیں کہ افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون الخ پھر ان سب کو احتیاج ہے تعلق مشیت خداوندی کی اور صاف ظاہر ہے کہ وہ عباد کے اختیار میں نہیں پس ثابت ہو گیا کہ امور اختیاریہ میں بھی تدبیر اور کسب کے ساتھ دعا کی ضرورت ہے خصوصاً جبکہ اس پر نظر کی جائے کہ ہم جن اسباب کو اسباب سمجھے ہوئے ہیں وہ بھی درحقیقت برائے نام ہی اسباب ہیں ورنہ اصل میں اُن میں بھی وصف سببیہ یعنی تاثیر محل کلام میں ہے بلکہ احتمال ہے کہ عادت اللہ اس طرح جاری ہو کہ اُن کے تلبس و اقتران کے بعد حق تعالیٰ اُس اثر کو ابتداءً پیدا فرما دیتے ہوں اور جب چاہیں اثر مرتب نہ فرمائیں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واقعے میں اثر کو پیدا نہ فرمایا تو جو شخص اس راز کو سمجھ گیا وہ کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کے سرد ہونے میں تعجب نہیں کریگا کیونکہ اگر تعجب ہے تو تاثیر کے مسلوب ہو جانے میں ہے اور اثر پیدا نہ ہونا چنداں عجب نہیں بالجملہ ان اسباب کے تاثیر کی ایسی مثال معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سُرخ جھنڈی دکھانے سے ریل رُک جاتی ہے اب کوئی نادان یہ سمجھے کہ سُرخ جھنڈی میں کوئی تاثیر ہے جس سے ریل رُک جاتی ہے تو یہ اُسکی نادانی ہوگی...... سُرخ جھنڈی سے تو کیا رُکتی وہ تو کسی چلانے والے کے روکنے سے رُکی ہے سُرخ جھنڈی صرف اصطلاحی علامت قرار دی گئی ہے یہی مثال ہے...... اسباب اور ترتب اثر کی اصل کام تو اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے یہ اسباب و علامات محض عباد کی تسلی و دیگر حکمتوں کیلئے مقرر فرما دئے ہیں۔

ایں سببہا در نظر ہا پردہا ست … در حقیقت فاعل ہر شئے خداست ؎

کب فلک کو یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں … کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

عارفین اس بات کو سمجھے اور حقیقت حال معلوم کرکے یوں گویا ہوئے ؎

عشق من پیدا و معشوقم نہاں … یار بیروں فتنۂ او در جہاں

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل … نسیم صبح تیری مہربانی

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں … مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

آب و خاک و باد و آتش بندہ اند … بامن و تو مردہ باحق زندہ اند

مثنوی میں اس یہودی بادشاہ کی حکایت ہے جو مسلمانوں کو بتوں کے سجدے پر مجبور کرکے آگ میں ڈلواتا تھا یہاں تک کہ اخیر میں یہ قصہ ہوا کہ وہ آگ میں نہیں جلتے تھے اس پر اس یہودی بادشاہ نے آگ سے مجنونانہ غصہ میں یہ خطاب کیا کہ تجھے کیا ہوگیا کہ تو نہیں جلاتی تو آگ نہیں رہی آگ نے باذن خالقہا جواب دیا ؎

گفت آتش من ہمانم آتشم … اندر آتا تو ببینی تابشم

پھر اس گستاخی کا یہ انجام ہوا ؎

بانگ آمد کار تو ایں جا رسید … پائے دار اے سگ کہ قہر ما رسید

دیکھئے وہی آگ تھی ایک کو جلایا ایک کو نہ جلایا اس سے یہ بات بہت وضاحت سے ثابت ہوگئی کہ اسباب بھی باختیار حق ہیں جب یہ ہے تو اسباب کے اعتماد پر خالق سے قطع نظر و استغنا کرنا بڑی غلطی ہے۔ غرض امور اختیاریہ ہوں یا غیر اختیاریہ سب میں دعا کی حاجت ثابت ہوئی

امور اختیاریہ میں دعا کیساتھ تدبیر بھی کرنی چاہیئے اور مباشرت اسباب کا فائدہ

البتہ امور اختیاریہ میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تدبیر بھی کی جائے اور دعا بھی یہ نہ ہو کہ بلا تدبیر صرف دعا پر اکتفا کیا جائے مثلاً کوئی شخص اولاد کی تمنا رکھتا ہے تو اسے چاہئے

کہ اول نکاح کرے اور پھر دعا کرے اور بے نکاح کے اگر یونہی چاہے کہ اولاد ہو جائے تو یہ اُسکی نادانی ہے اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیے ہیں اور اُن میں حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں مطلق اسباب کا اس طور پر معطل چھوڑنا افراط و غلو ہے اور ایک گونہ تعطیل ہے حکم الہیہ کی جو کہ سوئے ادب اور خلاف عبدیت ہے اور مباشرتِ اسباب میں اظہار عبدیت اور افتقار الی اللہ بھی ہے جو کہ اعظم مقاصد سے ہے اس لئے ایسے امور میں مباشرتِ اسباب اور دعا دونوں کا ہونا ضروری ہے کہ اُس میں اعتدال اور تعدیل ہے۔

دعا کے قبول ہونے پر بھروسہ اور یقین ہو تو بشرطِ عدم عارضِ خاص ضرور اثر ہوتا ہے گو اسباب ناتمام ہی ہوں

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنی رحمت و عنایت سے نیک بندوں کی عاجزی اور دعا و زاری پر نظر فرما کر محض اپنی قدرت سے تھوڑے سے ناتمام اسباب سے یا بلا اسباب بھی اثر مرتب فرما دیتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں یہ قصہ موجود ہے کہ ایک نیک بی بی نے تنور میں سوختہ جھونک کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللھم ارزقنا تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ تنور روٹیوں سے پُر ہے اسکی وجہ یہی کہ ان لوگوں میں قوتِ یقینیہ زیادہ تھی پورا یقین اُس کی رزاقی پر تھا چنانچہ اُس کا ظہور بلا اسباب ہوا اور یہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ تھے ابلیس کے یقین اور توقع اجابتِ دعا کی کیفیت دیکھیے کہ عین غضب اور قہاری کے موقع پر بھی اُس کو پورا بھروسہ تھا کہ غضب الٰہی اجابتِ دعا کیلئے مانع نہیں ان رحمتی سبقت غضبی حالانکہ یہ سوال ایسا بعید ہے کہ خود انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی خلود اور دوام نہیں عنایت کیا گیا۔ ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد مگر شیطان نے رحمت کی وسعت کے بھروسہ پر اسکی دعا کر دی اور حکم بھی ہو گیا انک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم دعا کے قبول ہونے پر بھروسہ اور یقین ہو تو ضرور اثر ہوتا ہے اور یقین ایسی چیز ہے کہ اُس سے بڑے بڑے آثار پیدا ہوتے ہیں۔

حکایت۔ چنانچہ حضرت علاء بن الحضرمی حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں جب غزوہ

۳۹۹

مرتدین کیلئے بحرین پر گئے اور راستہ میں دریا پڑا تو ساتھیوں نے اس وجہ سے کہ کشتی تیار نہ
تھی ٹھہرنے کو کہا فرمانے لگے خلیفہ کا حکم ہے جلدی پہنچنے کا اسلئے میں ٹھہر نہیں سکتا
اور یہ کہکر دعا کی کہ اے اللہ جس طرح تو نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے
بنی اسرائیل کو دریا سے پار کیا اُسی طرح آج ہم کو ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے
پار اُتار دے اور یہ دعا کر کے گھوڑا دریا میں ڈالدیا دریا پایاب ہو گیا اور سارا لشکر پار
ہو گیا۔ اور مشہور حکایت ہے کہ ایک مولوی صاحب بسم اللہ کے فضائل میں وعظ فرمارہے
تھے کہ بسم اللہ پڑھکر جو کام کریں وہ پورا ہو جاتا ہے ایک جاہل گنوار نے سُنا اور کہا یہ ترکیب
تو اچھی ہاتھ آئی ہر روز کشتی کے پیسے دینے پڑتے ہیں بس بسم اللہ پڑھکر دریا سے پار اُتر جایا
کرینگے چنانچہ مدتوں وہ اسی طرح سے آتا جاتا رہا اتفاقاً ایک روز مولوی صاحب کی دعوت کی
اور گھر لیجانے کیواسطے اُن کو ساتھ لیا راستہ میں وہی دریا آیا مولوی صاحب کشتی کے انتظار
میں رُکے اُس نے کہا مولوی صاحب آیئے کھڑے کیوں رہگئے مولوی صاحب بولے کہ
کیسے آؤں اُس نے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر آجایئے میں تو ہمیشہ بسم اللہ ہی پڑھ کر اُتر جاتا ہوں
مولوی صاحب کی تو ہمت نہ ہوئی مگر اُس نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اُن کو بھی پار اُتار دیا
یہ قوت یقینیہ ہی تو تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو آسان کر دیا اسی وجہ سے بعض
بزرگ تعویذ دیتے وقت کہدیتے ہیں کہ اسکو کھولنا مت ورنہ اثر نہیں ہوگا وجہ اسکی یہی ہے
کہ کھولنے سے دیکھنے والا وہی معمولی کلمات سمجھ کر ضعیف الیقین ہو جاتا ہے اور اثر نہیں ہوتا
ان مثالوں سے ظاہر ہو گیا کہ تھوڑے بہت اسباب جمع کر کے اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسہ دعا
کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس تھوڑے حیلہ میں یقین کی برکت سے سب کچھ دیدیتا ہے اور یہی
معنے معلوم ہوتے ہیں واجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ کے کہ تدبیر اور مباشرت اسباب
میں اختصار ہو۔ اجملوا۔ اسکی طرف اشارہ ہے اور نظر تقدیر پر ہو وتوکلوا علیہ میں اسکی
طرف اشارہ ہی

روزی کا مدار محض تدبیر پر نہیں ہی اور اس کا ایک نہایت بدیہی ثبوت

اور درحقیقت اگر روزی صرف سعی و تدبیر پر ہی موقوف ہوتی تو اکثر آدمی حکمت و تدبیر سے غنا

حاصل کر سکتے تھے مگر غنا اور تمول دیکھا جاتا ہے کہ حکمت اور تدبیر اور سعی پر موقوف نہیں بلکہ بکثرت دیکھا گیا ہے کہ ایک معمولی آدمی جو دو آنے تین آنے کی مختصر مزدوری کیا کرتا تھا چند سال میں دولتمند ہوگیا اگر غنا تدبیر اور سعی سے بلا تقدیر حاصل ہو سکتا ہے تو ہم ایک دوسرا آدمی منتخب کرتے ہیں جو قوت اور ہمت رائے و تدبیر میں اس سے زیادہ ہو اور مدت بھی اسکے لئے وہی تجویز کرتے ہیں اور اس پہلے کو دو آنے روزانہ ملتے تھے ہم اسکے چار آنے یومیہ دیتے ہیں اور اس پہلے شخص کا تمام کام اس کو دیدیتے ہیں پھر ہم دیکھیں گے کہ اس پہلے کے برابر یا اسکے قریب مضاعف مدت میں کما سکتا ہے ہرگز نہیں ترقی کے اسباب اور تدابیر بہت قومیں جانتی ہیں مگر ترقی وہی قومیں کرتی ہیں کہ جن کی تدبیر اور سعی کے ساتھ تقدیر بھی مساعدت کرتی ہے ورنہ اُن سے دگنی محنت کرتے ہیں اور افلاس نہیں جاتا۔

اسباب کے بھروسے دعا سے بیفکر نہو جاؤ اور نہ توکل کرکے اسباب کو بالکل چھوڑ دے

اصل یہ ہے کہ نہ تو نرے اسباب پر مدار ہے بلکہ تقدیر اور مشیت کی موافقت شرط ہے اور نہ یہ کارخانہ اسباب بالکل معطل ہے کہ اُسکو چھوڑ کر صرف دعا سے ہی کام لیا جائے افراط اور تفریط دونوں کو چھوڑیں اس طرح سے کہ اسباب کو بھی اختیار کریں کیونکہ اُس میں بھی اظہار ہے عبدیت اور افتقار الی اللہ کا اور اسباب کے بھروسہ دعا سے بھی غفلت نہ کی جائے ہم میں بعضے جو متوکل ہوئے تو اُس میں بھی غلو کرنے لگے ہیں ہماری بھی وہی مثال ہے ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی		تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

اس غلو کی بدولت بعض اوقات توکل نام ہوتا ہے واقعہ میں تعطل و کم ہمتی کا ؎

چو باز باش کہ صیدی کنی و لقمہ دہی		طفیل خوارہ مشو چوں کلاغ بے پر و بال

توکل کے شرائط اور آداب

البتہ اگر اسباب معیشت میں اشتغال مضر اسکے دین کو یا مانع خدمت دین کو ہو اور یہ شخص اُس کا اہل ہے اور توکل کی ہمت بھی ہے تو توکل بہتر ہے مثلاً اُس کے متعلق تعلیم

تربیت دینی ہو تو اُس کو توکل و دینی خدمت سے بہتر کوئی کام نہیں البتہ یہ ضروری بات ہے کہ توکل صرف اللہ پر ہو لوگوں کی ہدایا و تحف کی طرف نفس کا اشراف نہ ہو حدیث میں من غیر اشراف نفس کی قید آئی ہے ورنہ وہ توکل علے اللہ نہیں۔ غرض لوگوں کی اموال کی تاک میں نہ بیٹھا رہے اس مقام پر ایک نکتہ سُننے کے قابل ہے وہ یہ کہ بعض اوقات اہل کشف کو کشف سے آمد معلوم ہو کر مال کی طرف اشراف نفس پیدا ہو جاتا ہے یا بعض اوقات اموال مشتبہ کی حقیقت ظاہر ہو کر مال حلال ملنا مشکل ہو جاتا ہے سو کشف نہ ہونا بھی اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ عمل بالسنۃ میں مخل نہیں ہوتا۔

حکایت۔ اشراف کے متعلق بالگرام کے ایک بزرگ عالم کا قصہ یاد آیا کہ ان کے خاص شاگرد یا مرید ان کے پاس آئے شیخ کے اضمحلال اور ناتوانی کو دیکھ کر اُنہوں نے جانچ لیا کہ آج فاقہ ہے اس لئے وہ اُٹھے اور کچھ کھانا لیکر حاضر ہوئے اور پیش کیا شیخ نے فرمایا کہ گو یہ پہنچا ہے حاجت کے وقت لیکن مجھکو اسکے قبول کرنے میں ایک عذر ہے اس واسطے کہ جس وقت تم میرے پاس سے اُٹھ گئے تھے اُس وقت میرے دل میں خیال آیا تھا کہ کھانا لائیں گے کیونکہ میرے دل کا اور اشراف نفس اسکے ساتھ ہو گیا اور ایسی حالت میں ہدیہ لینا خلاف سنت ہے اس لئے اسکے لینے سے معذور ہوں ماشاء اللہ مُرید یا شاگرد تھے سمجھدار کہ ذرا اصرار نہیں کیا جیسا کہ بعض کم فہم لوگوں کی عادت ہے کہ بزرگوں سے جھک جھک کیا کرتے ہیں حالانکہ نہایت سوء ادب ہے بلکہ فوراً کھانا لیکر اُٹھ گئے اور آدھے رستے سے پھر لوٹ آئے اور وہی کھانا پھر پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت لیجئے اب تو میرے واپس چلے جانے سے اشراف نہیں رہا ہو گا اب قبول فرما لیجئے شیخ نے قبول فرمایا اور انکی اس نکتہ رسی اور ذہانت پر آفرین فرمائی آپ نے سُنا بزرگان دین نے اشراف سے کس قدر تحرز کیا ہے۔ غرض توکل کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اشراف نہ ہو اور بدون اسکے اگر توکل ہو تو محمود ہے اور جو توکل کے شرائط نہ ہوں تو تدبیر مسنون ہے بالجملہ افراط تفریط دونوں سے برکنار رہے اور اعتدال اختیار کرے ؎

گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گفت پیغمبر بآواز بلند	بر توکل زانوے اشتر بہ بند

۴۰۲

حال - احقر کو عین ذکر کے وقت یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اچھے حالات وارد ہوتے تو تھانہ بھون لکھتا اس خیال سے انقباض ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غالباً ریا ہوگی اللہ - اللہ - اللہ کرنے والوں کو اللہ ہی سے غرض رکھنا چاہیئے ؎

چو روے پرستیدنت در خدا ست — اگر جبرئیلت نہ بیند روا ست

معلوم نہیں یہ کیسے خیالات ہیں اگر بُرے اور واقعی ریا کا شعبہ ہے تو اُس کے دفعیہ کی صورت ارشاد فرمائی جاوے اور اگر اس کے اندر کوئی کید نفس پوشیدہ ہو تو اُس کو تبلایا جاوے تاکہ اس سے محفوظ رہنے کی تدبیر کروں وما توفیقی الا باللہ

تحقیق - نہ یہ ریا ہے نہ کید نفس خود حدیث میں ہے کہ غالباً ابو موسیٰ اشعری رضؓ کا قرآن سُنکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کو ظاہر فرمایا وہ بولے اگر مجھکو آپ کے سننے کی خبر ہوتی تو خوب سنوار کر پڑھتا اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے ساتھ محض اللہ کیلئے تعلق ہو اور اُس کو خوش کرنے سے کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اسپر اظہار ریا نہیں

حال - اس عرصہ میں ابتدائی حصول تعلیم تلقین آپ کی عنایت کرامت سے بہت بہت فیوضات و فتوحات من جانب اللہ عطا ہوئے ہیں اب التماس خدمت شریفہ عالیہ یہ ہے اگر آپکی عنایت پر عنایت ہو جائیگی پھر اور مقام میں اور اذکار شریفہ یا مراقبہ یا اشغال تحریر فرماکر قدم بڑھا کر داخل فرمایا جاوے اگرچہ میرا اس طریقہ سے لکھنا کمال گستاخی ہے -

تحقیق - پھر گستاخی کرنے کی کیا ضرورت ہے اپنے حالات و معمولات ہمیشہ مفصلاً لکھتے رہئے کسی شغل وغیرہ کی خود فرمایش نہ کیجئے

حال - لیکن آنکھ کا گناہ جیسے کہ پہلے عرض کر چکا ہوں بدستور وارد ہوئے جاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے ترک کی توفیق اور ہمت عطا فرمادیں اور حضور بھی دعا سے امداد فرماویں میں اپنے کو اسقدر قوی نہیں پاتا گو ہمت کرتا ہوں لیکن شکست ہو جاتی ہے ہاں اگر حضور کی دعا پشت پناہی کرے اور خداوند عالم توفیق نصیب فرمادیں تو نہایت

آسانی سے میں اپنا مقصد پا سکتا ہوں۔

تحقیق - یہ غلط ہے دعا کی نسبت تو بالکل سچی بات یہ ہے کہ آپکی ہمت کی زیادہ ضرورت ہے اور اُس میں یقین کامیابی پس آپ کا یہ خیال تو بالکل باطل ہے باقی توفیق خداوندی کی نسبت فی نفسہٖ صحیح ہے مگر مقصود صحیح نہیں کلمۃ حق اُرید بہا الباطل کا مصداق ہے کیونکہ مقصود اس سے ہمت کا پختہ ارادہ نہ کرنا ہے۔

حال - خوش قسمتی سے ایک عرصہ تک غلام کو خدمت مبارک میں رہنے کا موقع نصیب ہوا۔ پھر کبھی کبھی زیارت بھی ہوتی ہے ہمیشہ تمام بزرگوں سے زیادہ حضور کی محبت اور وقعت بھی دلمیں رہی مگر آہ اس مرتبہ کی جدائی نے جس قدر دل کو بھینچا ہے ایسی کبھی نہیں ہوئی حتی کہ جو اذکار حضور نے ارشاد فرمائے ہیں اُس حالت میں بھی کبھی کبھی جناب کا خیال ہی نہیں۔ بلکہ پورے جسم وصورت کا نقشہ گویا آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے کہ بس حضور اُستادانہ حیثیت سے تشریف رکھتے ہیں اور غابعدار طالب علمانہ طور پر سامنے بیٹھا ہوا ذکر کر کے سُنا رہا ہے گو اپنی اس حالت سے دلمیں ہر وقت ایک لذت و حلاوت پاتا ہوں مگر شبہ کے ساتھ افسوس یہ ہوتا ہے کہ کیا اسکے پہلے حضور کی سچی محبت جس کا خادم قدیم کو ہر طرح دعوے کیساتھ نور یقین تھا وہ نصیب نہیں تھی۔

تحقیق - تھی مگر اُسکے اسباب ظہور اس وقت کے برابر نہ تھے کیا کسی خاص سال میں پھل آنا اس کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے درخت میں یہ قوت نہ تھی۔

حال - میں حضور کی ہدایت کے موافق برابر کام کر رہا ہوں کبھی کبھی ذکر کی حالت میں بہت گرمی محسوس ہوتی ہے حتی کہ ایسے جاڑوں کے زمانہ میں پسینہ آجاتا ہے۔

تحقیق - کبھی وارد کی قوت کبھی بدن کا ضعف کبھی کچھ کچھ دونوں اس کا سبب ہیں اگر بدن میں ضعف ہی تو رجوالی الاطبا ضروری ہے اگر وارد کا اثر ہے مبارک ہی۔

حال - بارہ ہزار بار اسم ذات پڑھتا ہوں بارہ تسبیح صبح کو پڑھتا ہوں دعا فرمائیے کیونکہ تہجد میں مجھ کو نیند آجاتی ہے۔ . . . . اپنے حضرت سے خط و کتابت رکھوں گا۔ انتظام ہونے پر حاضر خدمت ہونگا۔ جب حضرت کا والا نامہ صادر ہوتا ہے تو قلب میں خاص کیفیت معلوم

۱۰۲

ہے روشنی رات کو کبھی زرد معلوم ہوتی ہے اور کبھی سرخ معلوم ہوتی ہے اللہ اللہ کرنے پر بھی معلوم ہوتی ہے اور دن میں بھی معلوم ہوتی ہے اور میرے قلب میں نئی نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے حضرت میری طرف توجہ فرماتے رہئے چھ ماہ سے محنت کر رہا ہوں اور حضرت کی اجازت سے کر رہا ہوں ایک شخص کا مرنا مجھ پر قبل معلوم ہوگیا تھا اور سیہ بدن کشف سے معلوم ہوتا ہے میں اہر چند تردید کرتا ہوں لیکن قلب میں انکشاف ہوجاتا ہے منشی ... سے میرے کشف کے حالات معلوم فرمادیں ان کو بھی معلوم ہے مفصل حالات وہ فرمادینگے۔

تحقیق۔ معمولات کافی ہیں فی الحال تغیر تبدل کی ضرورت نہیں ایسے انوار گاہے ملکوتی ہوتے ہیں مگر اکثر ناسوتی اشتغال اخلاط سے اور دونوں حالت قابل التفات نہیں گو نافع ہیں پس خدا تعالیٰ کا شکر کیا جاوے مگر کمال نہ سمجھا جاوے اور کشف تو ناقص کیلئے فتنہ ہی ہرگز اس طرف التفات نہ کریں بلکہ اس کو مضر سمجھیں اور اسپر ناز یا نظر نہ کریں ذکر کی مشغولی سے اسکو مغلوب کردیں معلوم ہوتا ہے تم کو اس پر ناز ہے۔

۱۰۳

حال۔ عالیجناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مسکین کی اصل زبان آروی ہی اب مسکین نے عربی کتابیں شروع کر کے فقہ میں کنز و شرح الوقایہ و فرائض شریفیہ و تفسیر جلالین و مشکوۃ شریف پڑھی ہیں اور باقی اپنی استعداد کے موافق کتب کا مطالعہ کرتا ہوں اور احیاء العلوم کسی قدر استاد سے پڑھی ہیں اور بقیہ کا خود ہی دو تین بار مطالعہ کیا ہے اب مجھکو سلوک کی کتابیں دیکھنے کی خواہش ہوئی کہ مفاخر العلیہ لابن عباد الشاذلی و حکم لابن عطاء اللہ اسکندری و التنویر فی اسقاط التدبیر و لطائف المنن للشعرانی وغیرہ کتب کا مطالعہ کرتا ہوں اب میں بہت پریشانی و قلق و اضطراب میں ہوں۔ کہ رد المختار میں علم القلب فرض عین فھو مبین فی ربع المھلکات من الاحیاء لکھا ہے اور احیاء العلوم ربع المھلکات بیان مشروط الارادت و مقدمات المجاھدات و تدریج المرید فی سلوک سبیل الریاضۃ میں یہ لکھتے ہیں فمن لم یکن لہ شیخ یھدیہ قادہ الشیطان الی طرقہ لا محالۃ اب میں نے یہ دیکھکر طلب شیخ کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ خلاصۃ التصانیف لحجۃ الاسلام امام غزالیؒ میں یہ لکھا ہے کہ: استغنی الشیخ عن علم المتکلفین بالعلم المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالاقتداء بمثل ھذا المرشد ھو عین الصواب والظفر بمثل

ھذا المرشد نادر لا سیما فی ھذا الزمان الخ اس میں بہت حیرانی ہے پھر کتاب وسنت کو پکڑ کر عمل کرنے کو گئے تو لطائف المنن سے بعض عبارات میرے دلمیں حیرانی ڈالتی ہیں وہ یہ کہ کانت صورۃ مجاھداتی من غیر شیخ اننی کنت اطالع کتب القوم کرسالۃ القشیری وعوارف المعارف والقوت لابی طالب المکی والاحیاء للغزالی رح و نحو ذلک وعمل بما ینقدح لی من طریق الفھم ثم بعد مدۃ یبدو لی خلاف ذلک فاترک الاول واعمل بالثانی ھذا امثال مزلۃ شیخ لہ الخ اور دوسری جگہ کہتا ہے وکان الامام الغزالی رضی اللہ عنہ یقول لما اجتمع بشیخہ المذکور ضیعنا عمرنا فی البطالۃ یعنی بالنسبۃ لما ذاقہ من احوال اھل الطریق وکان الشیخ عز الدین رضی اللہ عنہ یقول ما عرفت الاسلام الکامل الا بعد اجتماعی علی الشیخ ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فان فائدۃ الشیخ انما ھی اختصار الطریق للمرید لا غیر ومن سلک بغیر شیخ تاہ وقطع عمرہ ولم یصل الی مقصودہ لان مثال الشیخ دلیل الحجاج الی مکۃ فی اللیالی المظلمۃ اور جگہ فرماتے ہیں صار الناس الیوم لھم موانع لا تحصی فلذلک اوجب بعض علماء الشریعۃ علی الطالب ان یتخذ لہ شیخا یرشدہ الی طریق ازالۃ ھذہ الموانع پھر احقر نے اوپر کی عبارات سے سمجھا کہ یہ بزرگان بغیر شیخ کے تکلیف میں پڑے پھر شیخ کی بدولت انہوں نے نجات پائی اب میں فکر میں ہوں کہ کونسا طرز عمل اختیار کروں اور نہایت حیران ہوں ہمارے ملک میں کچھ بزرگان ہیں ان میں سے بعضے فرماتے کہ اب شیخ کامل نہیں ملیگا پس تم کتاب و سنت پر عمل کرو اس طرح عمل کرتا ہوں تو ایک وقت احیاء کے طریق سے عمل کرنیکا ارادہ ہوتا ہے دوسرے وقت حکم لابن العطاء ولطائف کے طریق سے عمل کرنیکو دل چاہتا ہے اور تیسرے وقت یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں بیچ میں حیران پڑا ہوں اخیر فقہ وحدیث وتفسیر پر فقط اکتفا کرنے کا ارادہ کیا تو رد المختار سے یہ معلوم ہوا کہ علم القلب فقہ وحدیث میں اچھا واضح نہیں اس لئے دل میں اضطراب ہے اور ہمارے ملک میں بعض بزرگ ہیں وہ فتوحات المکیہ کا بہت مطالعہ کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں شریعت میں سے ایک فن فقہ ہے کہ وہ عوام کی اصلاح کرنیکے

۱۰۴

واسطے ہے ہمارے لیے نہیں اور وہ لوگوں کے دنیا کمانے میں حرام و حلال کی تمیز کرنے کے انتظام کے لیے ہی ہمارے لیے نہیں بتلاتے اور جذبات میں انا عیسے وجدی کہتے ہیں صحو میں۔ تصوف و عشق الٰہی کا طریقہ بیان کرنے والا اس زمانہ میں کوئی شیخ نہیں اب ہمارے شیخ پیغمبر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پس اُن کو وسیلہ قرار دے کر ہمیشہ درود شریف پڑھ کر یا رسول اللہ پکارتے رہنا چاہیے پس اس میں بھی مجھکو بہت حیرانی ہے کیونکہ پہلے مشایخ اور بزرگ حنفی شافعی مالکی اور حنبلی مذاہب میں رہے ہیں پس کیا یہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں اس سے دل پریشان ہوتا ہے اور قال عبد الوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فی الطائف ان لکل واحد منہا امراضا لا تعرف الا بالمشافہۃ من شیخ حی یدلنا علی کیفیت الدواء و یخاطبنا و نخاطبہ یہ دیکھکر میرا قلب آپکی طرف متوجہ ہوگیا کیونکہ آپ کے چند رسالوں کو دیکھکر آپکی خدمت میں آنیکا ارادہ ہوگیا اب اپنے خاص حالات لکھتا ہوں میری بستی کیرنور ہے۔ یہاں ایک پُرانی مسجد تھی اُسکو شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی تو خطیبان اور جماعت میں تفرقہ و نزاع ہوا ایک فریق کہتا تھا کہ مسجد ہماری ہے دوسرا کہتا تھا کہ نہیں ہماری ہے الغرض عدالت تک نوبت پہنچی چالیس ہزار روپے مقدمہ میں خرچ ہو چکے اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے ان لوگوں کے پاس رہنے سے میرا دل پریشان ہوتا تھا اس لیے ان لوگوں کو چھوڑ کر کینور میں جا کر میں نے امامت اور معلمی اختیار کرلی ہے آپ کے چند رسالے خصوصاً تربیت السالک دیکھ کر ہر وقت آپکی طرف متوجہ رہتا ہوں اور آپکے پاس آنیکا ارادہ مضمون مندرجہ ذیل سے واضح ہے قال ابن عباد ان الانتساب الی الطریقۃ اخذ تلمذ بیب و تھذیب و تفرق فی الخدمت بالمجاھدہ للمشاھدہ والفناء فی التوحید والبقاء ب۔ اس طریق پر آپکی خدمت میں تربیت پانے کیلیے میرا دل بہت خواہشمند ہے جیسا آپ ارشاد فرماویں اُس کو بجالاؤں اور اگر اس طرح میں بیعت کے لائق نہیں تو اس عبارت کے مطابق ارشاد ہو قال ابن عباد اما طریقۃ الاشتغال بالعلم و علاج النفس ب فلا یقدم علیھا الا فحول الرجال اما سلوک العامی فان یصحح اعتقادہ علی عالم ثبق بدیانتہ و یسال عن علم حالہ بوجہ یثقفہ و تطئن نفسہ

ویلزم التقوی والاستقامۃ بغایۃ جہدہ بعد التبصر فیما یتعلق بحالہ ۱۲ مفاخر اور قول جلیل میں لکھا ہے ان الرجل لا یفلح الا اذا ہو من المفلحین کما ان الرجل لا یتعلم الا بصحبۃ العلماء ۱۲۔ اس کے بموجب حضور مبارک آپکی اجازت دیں تو ضرور آتا ہوں ورنہ احقر کے قلب کو تشفی بخشنے والے بیان کی بہت آرزو ہے اور حضرت کے پاس آنیکی بہت خواہش ہے اب حضرت جو کچھ ارشاد فرمادیں اُس کی تعمیل کی جاویگی۔ چونکہ احقر کی اصلی زبان اردو ہے اور اردو ترجموں کی مدد سے کسی قدر اُردو و فارسی الفاظ معلوم ہوئے ہیں اور بامحاورہ استعمال نہیں آتا اس لیے اگر کوئی لفظ بسبب خلاف محاورہ ہونیکے خلاف شان ہو تو معاف فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ آپ کے حالات سے دل خوش ہوا میں صاحب کمال نہیں ہوں اور خدمت سے انکار نہیں لیکن آنیکی شرط ہے وہ یہ کہ چند روز تک جو میں کہوں سُنتے رہیں کوئی سوال نہ کریں اور میرے اقوال میں غور کیا کریں پھر بولنے کی اجازت ہے۔

---

۱۰۶ **سوال**۔ قصص الانبیاء۔ خلاصۃ الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء ان ہرسہ کتابوں کے دیکھنے کی بندہ کو اجازت ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان کتابوں کا خود دیکھنا مناسب نہیں ہاں کسی عالم کو سُنادو تو حرج نہیں وہ ہر جگہ جو بتلانیکی بات ہے تبلادیگا۔

حال۔ جس وقت ناچیز ضلع ہردوئی میں جناب اقدس سے بیعت ہوا تو بعد فراغت بیعت کے حضور والا نے مجھ ناچیز اور تین شخص اور تھے واسطے تلقین اور تعلیم کے سپرد کیا پہلے مجھ ناکارہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ نماز تہجد کی پڑھا کرو اور ذکر کی تعلیم کی استغفار جہانتک ہوسکے پڑھتے رہو تابعدار نے عرض کیا کہ ناچیز تو بفضلہ تعالیٰ نماز تہجد کی پڑھتا ہے پھر ۔۔۔ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کے رکعت نماز تہجد ادا کرتے ہو میں نے کہا بارہ رکعت یا آٹھ رکعت اگر وقت تنگ ہوا تو چار ہی رکعت پڑھتا ہوں ۔۔۔ نے آٹھ ہی رکعت تعلیم فرمائی۔

تحقیق۔ مطلب یہ تھا کہ اکثر یہی عادت ہو زیادہ کی ممانعت نہیں بلکہ جتنی زیادہ ہو بہتر ہے۔ بہت سے بہت اُن زائد رکعات میں تہجد کی نیت نہ کی جاوے بزرگوں نے سو سو رکعت پڑھی ہیں۔

حال۔ اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ قل ہو اللہ احد پڑھتا ہوں گر ... نے فرمایا کہ تین مرتبہ ایک رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے میں نے عرض کیا کہ کتاب کشف الحاجۃ ترجمہ مالابد منہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت میں چار سورتوں کا پڑھنا آیا ہے آیا میں دریافت طلب ہوں کہ تین تین مرتبہ کسی سورت کا پڑھنا نماز تہجد میں درست ہے یا نہیں میرے خیال میں ہے کہ شاید فرض نماز میں مکروہ ہو اور نفل نمازوں میں جائز ہو کیونکہ تراویح میں حافظ لوگ ایک رکعت میں بہت سورتیں شامل کرتے جاتے ہیں۔

تحقیق۔ ایک سورۃ کا کئی بار پڑھنا اور کئی سورتوں کا پڑھنا ان دونوں میں فرق ہے مکروہ ہونے کی بحث تو الگ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس طرح سے عادت نہ تھی اس لئے خلاف اولیٰ ضرور ہے۔

حال۔ الحمد للہ سارے معمولات بدستور جاری ہیں اور ابتک کوئی ناغہ بھی نہیں ہوا یہ البتہ ضرور ہوا کہ بعض روز کسی قدر دیر میں بیدار ہوا مگر زیادہ دیر نہیں ہوئی تمام معمولات باطمینان تمام ادا ہوئے کوئی جدید بات قابل عرض نہیں۔

تحقیق۔ استقامت کہ فوق الکرامت ہے مبارک ہو۔

حال۔ میرا معمول حضور کی خدمت میں باوضو خط لکھنے اور باوضو پڑھنے کا ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں غلام کو تو اس میں برکت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اپنے احساسات کا اعتبار کبھی نہ کیجئے شریعت کو معیار سمجھئے سو قواعد شرعیہ سے اسکا حکم بتلاتا ہوں کہ خاص اس کام کیلئے وضو کرنا حدود شرعیہ میں تصرف کرنا ہے کیونکہ کسی دلیل شرعی سے اس عمل کیلئے وضو کا استحباب بھی ثابت نہیں۔

حال۔ حالت یہ ہے کہ بسا اوقات حضور کو خواب میں دیکھتا ہوں کبھی تو کھانا ساتھ کھاتے ہوئے کبھی بدن ملتے ہوئے اور اکثر نماز میں بھی حضور ہی کا خیال آجاتا تھا لیکن ہفتہ عشرہ سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ نہایت پریشانی ہے یعنی جس وقت سے میں نے اس آیت شریفہ کی تفسیر پڑھی ہے (واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی) ہمہ وقت خوف باریتعالی رہتا ہے جس کی وجہ سے کوئی کام نہیں کرسکتا امید کہ علاج ارشاد

فرما دیں گے۔

تحقیق ۔ علاج تو مرض کا ہوتا ہے نہ کہ صحت کا یہ حالت تو عین صحت ہی پھر علاج کیسا البتہ اگر اس سے کسی واجب شرعی میں خلل پڑتا ہو تو مکرر پوچھئے۔

سوال ۔ اور بعد تہجد کے وہ بھی ذکر بارہ تسبیح جہر یا خفی کرتی رہے یا نہ۔

جواب ۔ اور وہ بارہ تسبیح کرنا اگر چاہیں بلا جہر و بلا ضرب کریں۔

حال ۔ قبل ازیں احقر نے تحریر کیا تھا کہ دو چار روز ذکر کر کے پھر طبیعت ایسی اُچاٹ ہوتی ہے کہ ہمت کرنے سے بھی نہیں لگتی پھر دو چار دن بعد طبیعت میں خود بخود صلاحیت آجاتی ہے بہتیری دعا کرتا ہوں مگر حالت درست نہیں ہوتی اور حالت کی حضور سے بھی احقر نے تدبیر دریافت کی تھی حضور نے جواب میں ارقام فرمایا کہ حالت تو اچھی ہے کونسی حالت کے دفعیہ کی دعا مانگتے ہو سو اسکے جواب میں عرض یہ ہے کہ پہلے احقر اس حالت کو مذموم سمجھتا تھا بدیں وجہ دفعیہ کی دعا مانگتا تھا اب حضور کے ارقام فرمانے سے اپنی غلطی کا ازالہ ہو گیا اب خادم کے حسب ذیل حالات ملاحظہ ہوں دو روز سے ذکر برابر پورا کر رہا ہوں اور طبیعت میں ہر وقت سرور رہتا ہے درمیان میں ذکر کے خشوع و خضوع کا غلبہ رہتا ہے بعض اوقات رقت طاری ہو جاتی ہے عبدیت کا بھی غلبہ ہے اور حضور کی محبت بیحد تہی دستی سے مجبور ہوں ورنہ حضوری میں حاضر ہوتا حضور کے دیکھنے کو بیحد طبیعت چاہتی ہے۔ پرسوں اثبات صبح کے وقت کر رہا تھا کہ رقت طاری ہو گئی اسی حالت میں غنودگی کچھ آگئی خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے میں اور میرے ایک دوست ہیں مغرب کی طرف مسجد کے یا غالباً دروازہ پر دیکھا کہ سہ کونہ باغیچہ ہے اور اس میں ایک حجرہ ہے میں اپنے دوست سے کہہ رہا ہوں کہ اس حجرہ کے اندر چلو اس میں بہت اچھا باغیچہ ہے چنانچہ اندر جانے کے ارادہ سے گئے ہیں دیکھا تو مقفل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کا باغیچہ ہے پھر بیداری ہو گئی کل ظہر کے بعد کے معمولات بوجہ آمد جناب مخدومی .... صاحب پورا نہ کر سکا بعد عشاء پڑھ رہا تھا مسجد کے اندر تھا پردے مسجد کے چھوٹے ہوئے تھے چراغ بھی گل تھا دو ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھنے پایا تھا کہ ڈر سا معلوم ہونے لگا اور یہ خیالات ہونے لگے کہ جنات مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تکلیف پہنچائیں پھر یہ خیال ہوا کہ اللہ کا کلام پڑھ رہا ہوں کیا

(باقی آئندہ)

معنی یہاں بھی سمجھ لیجئے اور ایہام کے متعلق یہ ہے کہ اگر ایہام کا ہر درجہ قریب یا بعید یا ضعیف معتبر ہے
تو کیا قرآن مجید میں ید اللہ موہم تجسیم اور ما کان لہم الخیرۃ موہم جبر اور کیا حدیث
میں جاریہ کے قول فی السماء بجواب این اللہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انہا
مومنۃ موہم تمکن و تحیز نہیں ہے تو کیا ان نصوص کو واجب التبدیل کہا جاویگا اور اگر اسکے بعض درجات
معتبر ہیں تو اُن کی تعیین امر اجتہادی ہے جس پر ملامت نہیں ہو سکتی اور مثال ہونیکے متعلق بسط البنان
میں تحقیق موجود ہے اور زید جس طرح مسلمان ہے اور اُس کے اسلام کی ضرورت سے نافی علم غیب کو مشورہ
دیا جاتا ہے کہ علم غیب مثبت کو اُسی علم غیب پر محمول کرلے جو آپکی رفعت شان کے مناسب ہو اسی
طرح وہ نافی بھی تو مسلمان ہے اُسکے اسلام کی ضرورت سے زید کو بھی کیوں مشورہ نہیں دیا جاتا کہ علم
غیب منفی کو اُس علم غیب پر محمول کرلے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے رفعت شان کے مناسب
نہیں یعنی جو حضور کیلئے کمال نہیں اُسپر بھی اگر کسی کو کم فہمی یا عناد سے فقد باء احدھما کے مصداق
بننے کا شوق ہو تو اُسکی کون ذمہ داری کرے تو گو یہ جواب پیش کیا جا سکتا ہے مگر یہ قیل و قال میرے
مذاق کے خلاف ہے اس لئے سچے دل سے عرض کرتا ہوں واللہ علے ما نقول وکیل کہ مجھکو
ایسی ترمیم سے جس میں اسلام کی مصلحت ہو ذرا عذر نہیں لیکن یہ امر قابل تحقیق ہے کہ اُسکی صورت کیا ہو؟
یعنی یہ ترمیم میں کروں یا کوئی دوسرے صاحب کریں اور میں اُس کو تسلیم کرلوں سو چونکہ میں مدلول کو
حق اور دلیل کو صحیح اور عنوان کو ایہام سے سالم سمجھ رہا ہوں اس لئے میرا ذہن اس ترمیم میں حرکت کرنے سے
معذور ہے البتہ کوئی دوسرے صاحب علم مثلاً آپ یا کوئی اور خیر خواہ یا حضرات معترضین
میں سے کوئی صاحب اس دینی خدمت کو انجام دیں تو یہ سہل صورت ہے اور اسکی کوئی شرعی دلیل
نہیں کہ صاحب کلام ہی کے ذمہ اصلاح واجب ہے اور مقصود اس میں منحصر ہے اصلاح فرض کفایہ ہے
ہر شخص جو اس کا اہل ہو کر سکتا ہے بلکہ جو شخص اُس کلام محل اصلاح میں مفسدہ نہیں سمجھتا اُسپر تو فرض بھی
نہیں اور مقصود یعنی رفع مفسدہ متکلم کی تسلیم سے بھی حاصل ہو سکتا ہے مگر اس میں قدرے تفصیل ہے
وہ یہ کہ دعوےٰ تو مقصود ہوتا ہے اور دلیل خاص غیر مقصود اسی طرح عنوان بھی غیر مقصود ہوتا ہے
یعنی دلیل خاص کی نفی سے مدلول کی نفی نہیں ہوتی اسی طرح عنوان کی نفی سے معنون کی نفی نہیں
ہوتی پس اگر یہ ترمیم مقصود نہیں ہوگی تو اُسکو تسلیم کرنا حق کو ترک کرنا ہے۔ اُس سے تو میں معذور

ہوں گا اور اگر دلیل موجود یا عنوان ایسی ہوگی جس سے دعوی اور معنون میرے نزدیک محفوظ رہے تو
میں فی الفور اُسپر یہ لکھدوں گا کہ میری دلیل یا عنوان میں بعض کو ایہام سوء ادب کا ہوگیا تھا دلیل حال
یا عنوان حال اُس ایہام سے مبرا ہونیکے سبب ارجح و اسلم ہے یا اُس کی ہم معنی کوئی عبارت تجویز کردی
جاوے اُسکے لکھنے سے بھی عذر نہو گا پھر جس کا دل چاہے اُسکی اشاعت کردے کیونکہ خود اصل کی
اشاعت بھی دوسروں ہی نے کی ہے میرے پاس اُس کا کوئی انتظام نہیں۔

سوال ۔ آپ نے وجہ پوچھی تھی وجہ یہ ہو کہ وہ عورت سخت عارضہ مہلکہ میں مبتلا ہے نشست و برخاست
سے معذور ہے معائنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند روزہ کی مہمان ہے اور اُسکے تین بچے نابالغ ہیں اور
اسپر طرفہ یہ ہے کہ کوئی اور اُس کا رشتہ دار و وارث مادری و پدری میں بھی نہیں ہے محنت و مشقت
اور اپنی روزی کمانے سے ناچار ہے اُس کی چند روزہ زندگی کا گذران مشکل ہے اور بموجب مسئلہ
مفقود و ممتدۃ الطہر کے حنفیہ اُسکے لئے بھی فتوی مطابق مذہب شافعیہ و مالکیہ کے دے سکتے ہیں
و دیتے ہیں اور سوالات میں مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے فتوی میں چھٹے سوال شاہ
بخارا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ترجمہ صفحہ ۲۶۵ ۔ دوسرے یہ کہ وہ شخص ایسی تنگی میں مبتلا ہو گیا
ہو کہ مذہب شافعی پر عمل کئے بغیر کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا جیسے ان ملکوں میں بانیوں کی احکام
یا مفقود والخبر کے احکام الخ لہذا خدمت اعلی میں التماس ہے اب جس طرح مناسب سمجھیں فتوی یا
عبارت دست خاص سے مرحمت فرماویں

جواب ۔ شافعی یا مالک کے مذہب میں چار برس مدت آیا اُس کی موت کی ہے بلا احتیاج الی حکم
القاضی یا حکم القاضی بالموت کی ہے جب تک یہ تحقیق نہ ہو حکم بجواز النکاح بمجرد انقضائے چار
سال کیسے جائز ہوگا

سوال ۔ کوئی کام کرنیکے قبل کسی ایک نیت کی طرف بغیر تامل و تفکر کے متبادر ہوتا ہے لیکن اگر
وہ نیت اچھی نہو تو بعد تفکر و تامل کے کوئی اچھی نیت قایم کرکے اگر کام کرے تو عند اللہ کون نیت
کو لیا جاویگا مثلاً کسی کتاب تصنیف کرنے کا ارادہ کرتے ہی خیال اس طرف دوڑا کہ میرا نام و شہرت
ہوگی لیکن بعد اُسکے سوچ فکر سے یہ نیت قایم کی کہ نہیں میں کتاب نام و شہرت کیلئے نہیں لکھتا بلکہ
عوام کے فائدہ کیلئے لکھتا ہوں تو کونسی نیت معتبر ہوگی کوئی کلیہ بتادیں اور عند اللہ اجر جزیل کے

مستحق ہوں۔

جواب - اگر یہ تبدیل قبل عمل ہو گئی ہی تو دوسری نیت معتبر ہوگی اور ثواب عمل کا ملے گا اور اگر بعد عمل ہوئی ہے تو اُس عمل کا ثواب نہ ملیگا مگر ریا کی نیت کا گناہ معاف ہو جاویگا اور اگر درمیان عمل کے ہوئی ہے تو عمل کے جزو سابق میں دوسرا حکم ہوگا اور جزو لاحق میں پہلا حکم ہوگا۔

سوال - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مدرسہ کیواسطے چندہ وغیرہ کا روپیہ کافی نہیں ہوتا ہے تو زید چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ میں مدرسین وغیرہ کی تنخواہ میں صرف کرے تو کونسی صورت جواز کی ہو سکتی ہے کہ زید زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کے تصرف میں لاوے اور زید سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے اور مدرسہ کا کام بھی چلے بینوا و توجروا۔

جواب - زکوٰۃ کا روپیہ تنخواہوں میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور حیلے پوچھنا دین کے خلاف ہے۔

سوال - رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۲ میں ان ادنی محل الانس ان لو طرح فی لظی لم یکدر علیہ انسہ - اس میں لفظ لظی سے کیا مراد ہے نار دنیا یا طبقہ جہنم اُمید ہے کہ حضور اس کے جواب باصواب سے ضرور مشرف فرمادیں گے۔

جواب - ظاہرا تو طبقہ جہنم ہی مراد معلوم ہوتا ہی اور یہ یا تو مبالغہ ہے کما فی قولہ تعالیٰ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال اور یا مقید ہے بقاء انس کے ساتھ یعنی اگر اُس وقت انس باقی رہے تو نار لظی اُس کو مکدر نہیں کر سکتی انس کی یہی خاصیت ہے جیسا بعض شراح حدیث نے حدیث لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر میں کہا ہے کہ یہ عدم دخول مقید بقاء الکبر ہے اور یا کہا جاوے کہ محل انس قلب ہے تعذیب بدن سے تعذیب قلب لازم نہیں جیسے معشوق کے مارنے سے چوٹ لگتی ہے مگر دل برا نہیں ہوتا۔

سوال - حضور والا یہ عاجز مدت سے ایک عجیب مشکل اور کشمکش میں پڑا ہے غلام نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو سوائے آپ کے کوئی دستگیری کرتا نظر نہ آیا بس بہزار اُمیدواری آپ کی خدمت قدس میں عارض دعا ہے کہ ریاست...... میں ایک محض چھوٹا سا گاؤں ہے جس کا نام ... ہے یہاں ایک

۱۱

کامل بزرگ تربیت سالکین میں مشغول ہیں یہ کمترین حضرت صاحب مدظلہ کے خدام میں ہے ..... میں جمعہ کی نماز حضور والا پڑھاتے ہیں یہ غلام تو عالم مولوی نہیں ہے ہاں اردو فقہ کی کتابیں جیسے بہشتی زیور مفتاح الجنۃ وغیرہ پڑھی ہیں ان کتب میں مرقوم ہے کہ گاؤں میں جمعہ نہیں حنفی مذہب کے موافق یہ مسکین چند دفعہ ... رہ چکا ہے اور برابر جمعہ کی نماز پڑھتا رہا مگر دل میں ذیل کے خیالات ہمیشہ آآکر پریشان کرتے رہے اور اب پھر ارادہ وہاں حاضر ہونیکا ہے اگر اپنے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے موافق جمعہ کی نماز نہیں پڑھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ شیخ کی مخالفت ہوتی ہے مبادا کبھی شیخ کے دل پر میل نہ آجائے جس میں فیض کے بند ہوجانیکا خوف ہے نیز شیطان یہ وسوسہ دلاتا ہے کہ شیخ ایک غلط کام کر رہے ہیں جبکہ شیخ حنفی مذہب ہیں۔ اور پڑھتا ہوں جمعہ تو نعوذ باللہ خدا کیساتھ ایک مضحکہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ عقیدہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز گاؤں میں جائز نہیں اور اگر نفل کی نیت سے شیخ کی موافقت کا خیال کرکے جمعہ پڑھتا ہوں تو دوسری قباحت یہ ہے کہ نفل نماز کی جماعت اس تداعی کیساتھ خود ناجائز ہے اور ایک قباحت یہ ہے کہ ظہر کی جماعت جاتی رہتی ہے کیونکہ جب جمعہ کی نماز پڑھی گئی ہے تو ظہر کون پڑھتا ہے ہاں احتیاطی ظہر لوگ پڑھتے ہیں غرض یہ ہے کہ جمعہ پڑھتا ہوں تو خرابی اور نہ پڑھتا ہوں تو برائی۔ اب حضور والا سے یہ گذارش ہے کہ یہ عاجز کیا کرے دستگیری دست تو دست خدا است۔

جواب۔ آپ کی تجسس حق وفکر اصلاح سے دل خوش ہوا۔ اگر شیخ خود عالم ہوتے تو یہ تاویل بہت اچھی تھی کہ مسئلہ اجتہادی ہے شیخ نے اپنی تحقیق سے اس مذہب کو ترجیح دی مگر جبکہ شیخ خود علوم میں محقق نہیں اسلئے وہ تاویل چل نہیں سکتی۔ اب صحیح تاویل یہ ہے کہ شیخ کو دوسرے علماء نے یہی فتوی دیا شیخ معذور ہیں کوتاہی یا غلطی اُن فتوی دینے والوں کی ہے یہ تو شیخ سے معاملہ کی صورت ہے۔ باقی جمعہ پڑھنے کے متعلق بہتر تو یہ ہے کہ وہاں ایسے وقت حاضر ہوا کرے کہ جمعہ کا دن نہ آوے اور اگر یہ دن آہی جاوے تو شیخ سے اذن لیکر ایک روز قبل کسی شہر یا قصبہ میں جاکر جمعہ پڑھ کر آجایا کریں اور ادب کیساتھ خلوت میں شیخ سے پوری بات عرض کردیں شیخ بہت حلیم وخلیق ہیں میں نے اُن کی زیارت کی ہے اور بالفرض اگر اس پر بھی مکدر ہوں تو پھر مشورہ لیجئے۔

ایک صاحب نے چند سوالات متعلق تصوف کے کئے تھے جنکے جوابات سائل کی فہم سے عالی تھے

۱۲

اس لئے یہ مختصر جواب دیا گیا۔

جواب۔ ہر مقصد کے کچھ مبادی ہوتے ہیں جیسے اقلیدس کے دعوے کیلئے اصول موضوعہ کی حاجت ہے۔ ان سوالوں میں شفا کیلئے بھی ضرورت ہے کتب درسیہ بقدر ضرورت پڑھنے کی اور بعض کتب فن دیکھنے کی اور کسی قدر صحبت محققین کی اور اغراض و اعتقاد دونوں سے خالی ہونیکی اسکے بعد بھی مشافہۃً حل ہو سکتے ہیں۔

ایک صاحب نے اخبار پیغام صلح کا ایک پرچہ چار صفحہ کا بھیجا تھا جس میں بعض بزرگوں کے اقوال موہم دعوے فنا فی الرسول کے نقل کئے تھے اور اُن اقوال کے حوالوں کی تحقیق کی ساتھ پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کا دعوی بھی اسی رنگ میں کیوں نہیں ہو سکتا اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

جواب۔ اس رنگ میں دعوی ہونا حقیقت میں تاویل ہے اور تاویل ہوتی ہے اس ضرورت سے کہ اُس شخص کے تمام اقوال و افعال و احوال شریعت کے موافق ہوں ایک آدھ بات خلاف ظاہر ہو اُس میں تاویل کر لی جاوے اور یہاں ایسا نہیں بلکہ غلبہ خلاف شریعت امور کو ہے اس لئے یہاں ایسی تاویل جائز نہیں ورنہ عالم میں کسی پر کوئی حکم ہی لگانا درست نہ ہوسکے کہ بت پرستی میں بھی تاویل ہو سکتی ہے۔ اور محل بحث کے مخالف شرع ہونیکی تفصیل اُن کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے جو کہ اُن کے رد میں لکھی گئی ہیں۔ پس طالب حق و حقیقت کیلئے یہ جواب کافی ہے۔ اور حوالوں کی مجھکو تحقیق نہیں اور اُسی سائل نے ایک سوال یہ کیا تھا کہ ایک مقلد مجدد ہو سکتا ہے اُسکے جواب میں لکھا گیا کہ مجدد کے معنے آپ کے ذہن میں کیا ہیں۔

۱۳۳

سوال۔ شخصے سید و ذی علم دختر شخصے کم نسب برائے کدام عزیز خود نکاح کرد میان اہل خانہ سید مذکور و دختر آں مرد مذکور بکدام وجہ مخالفت افتاد پس بوقت نہ بودن سید و دیگر رجال خانہ او آں مرد بدروازہ سید موصوف آمدہ اہل خانہ سید را بآواز بلند دشنام داد و بسر خود ہا را ود روبرو دشنام و ضرب کردن از دیوانہ کوچہ در مردم گرد مگر باز گشت و اہل خانہ سید از خوف و حیا بخانہ درون شدند و باب را مسدود کردند وقتیکہ سید مذکور بخانہ آمد از ماجرا واقف یافت۔ اکنون عرض خاکسار بمقدار این است کہ درچونی مقام کہ مقام غیرت است صبر کردن اولی ست یا بکدام طریقہ انتقام

انتقام گرفتن و سزا دادن بہتر است و صبر و تحمل در چوں موقع محسوب بغیرتی خواہد شد یا نہ۔

جواب۔ اگر توقع باشد کہ صبر کردن موجب خجالت آنکس خواہد بود و آئندہ از چنیں حرکات باز خواہد ماند صبر اولیٰ ست۔ و اگر ظن غالب باشد کہ صبر کردن موجب بے ادبی و دلیری و وقاحت آنکس خواہد بود و آئندہ عود بچنیں حرکات خواہد نمود انتقام اولیٰ است لیکن بعد استفتار علمار شریعت کہ در چگونگی واقعہ چہ قدر انتقام جائز ست۔

سوال (۱) یہاں یہ دستور ہے کہ جو مکان خوب اچھا بنا رہتا ہے اوسے لوگ زیادہ کرایہ پر لے لیتے ہیں اگر زیادہ کرایہ ملنے کے خیال سے گھر پر نقش و نگار کیا جاوے تو جائز ہوگا یا نہیں

جواب جائز ہوگا بشرطیکہ کوئی دھوکہ کی بات نہو۔

سوال (۲) اگر کسی شخص کو اچھے کپڑے پہننے کا شوق ہو تو اوسے قیمتی کپڑے پہننے کی اجازت مل سکتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ کیا اوسکے مہیا کرنے میں کچھ اہتمام بھی کرنا پڑتا ہے اور کیا اوس سے خود بینی تو پیدا نہیں ہوتی

سوال (۳) اگر کوئی شخص اس خیال سے اچھا کپڑا پہنے کہ لوگ اوسے ذلیل نہ سمجھیں تو جائز ہوگا یا نہیں

جواب کیا اس خیال کی تو آمیزش نہیں کہ لوگ مجھکو بڑا سمجھیں کیا اس شخص کی نظر میں بڑا نہ سمجھنا تو ذلیل سمجھنا نہیں ہے۔

سوال (۴) اگر غریب امیروں کی دعوت میں آبرو ریزی کے خیال سے نجائے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ جائز ہے۔

سوال۔ دی شب بوقت یک نیم بجے چنیں خواب دیدم کہ بندہ و بسیار مردمان بشاہ راہے کہ از جنوب بشمال می رود بارادۂ رفتن حج رواں شدہ ایم چوں قدرے مسافت طے شد یک عظیم الشان کوہ پیش آمد و راہے خطرناک و مہلک دراں کوہ پیش ما بود بندہ از بیطاقتی معطل شدہ و منتظر شد کہ ہر صورت کہ دیگر رہرواں اختیار کنند ہماں خواہد کرد دریں اثنا حضرت والا مع جماعتے تشریف آوری فرمودند در پائے بندہ موزہا بودند جا بجا دریدہ از پا کشیدہ تا کہ از خاک و سنگ پاک نمودہ زود پوشیدہ و ہمراہ حضرت اقدس روانہ شدم حضرت والا بسرعت تمام براہے کہ ازاں راہ سہلتر و بے خوف و خطر بود و بر بالائے کوہ بجانب شمال مغرب می رفت روانہ شدند و فرمودند کہ شیخ احمد صاحب

(باقی آئندہ)

۱۴

ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہو کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ لیگیا تم میں سے تکبر جاہلیت کا اور فخر کرنا باپ دادوں سے نہیں ہو مسلمان متقی یا بدکار شقی مگر سب اولاد آدم کی اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے اھ (مشکوۃ) یعنی آدمی میں خود جو وصف پایا جاوے اُسکا اعتبار ہے اگر نیک کام کرتا ہے مسلمان متقی ہے اگر بُرے کام کرتا ہے بدکار شقی ہے باپ دادوں پر فخر کرنا بیجا ہے اصل سب کی ایک ہو سب حضرت آدم کی اولاد ہیں اور نطفہ منی سے پیدا ہوئے ہیں کسی شاعر نے خوب کہا ہے

قطعہ

دوش دیدم کہ ابلہے میگفت	پدر من وزیر خاں بودست
باوجودیکہ نیست معلومم	خود گرفتم کہ آنچناں بودست
ہیچکس دیدہ کہ گُہ بخورد	کہ بعہد قدیم ناں بودست

مسئلہ لڑائی میں دشمن کے دبانے کیلئے فخر جائز ہو جناب رسول اللہ اور حضرت علیؓ اور دیگر اصحاب سے منقول ہے۔

مسئلہ اگر اپنی تعریف بیان کرنے سے مقصود اظہار نعمت الٰہی ہو دوسرے کی تحقیر اور اظہار اپنی بڑائی کا منظور نہو جائز ہے۔

باپ دادوں سے فخر کرنے کی جو ممانعت ہو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نسب کی کچھ حقیقت نہیں ہے سید اور اشراف اور کمینہ کا شرعًا باعتبار نسب کے ضرور فرق ہو اسی لئے شرع کے باب نکاح میں کفارت کا اعتبار ہے اور جناب رسول اللہ کا نسب آخرت میں بھی کام آویگا یہ بات صحیح روایات میں موجود ہے۔ منع بھی ہے کہ کسی مسلمان کی بتفاخر نسب تذلیل کرے اور اپنے بزرگوں کی نسبت یہ خیال کرے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں وہ ہمیں بخشواویں گے اور اسوجہ سے گناہوں پر دلیر ہو جاوے۔

حشتم

(مُباحثہ بیجا اور جدال اور جھگڑے کا بیان)

صحیح ترمذی میں ہو کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بحث بیجا مت کر اپنے بھائی سے (یعنی مسلمان سے) اور ہنسی مت کر اُس سے اور نہ وعدہ کرکے خلاف کر اُس سے (مشکوۃ)

۳۲۳

۳۴ عہ یہاں سے کفر کے کلمات کے بیان تک کتاب حقوق الحکم سے اخذ کیا گیا ۱۲ منہ

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ترک کرے بحث اور جھگڑے کو اور وہ باطل پر ہو بنایا جاویگا اُسکے واسطے گھر حوالی جنت میں (یعنی نیچے کے درجوں میں) اور جو شخص چھوڑے بحث اور جھگڑے کو اور وہ حق پر ہو بنایا جاویگا اُسکے واسطے گھر وسط جنت میں اور جو شخص کہ اُسکا خلق اچھا ہو بنایا جایگا اُسکے واسطے گھر اعلی جنت میں (تیسیر الوصول)

امام مالک اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا سب آدمیوں سے زیادہ دشمن خدا تعالی کے نزدیک وہ شخص ہے جو بڑا اکا جھگڑالو ہو (تیسیر الوصول)

امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہیں گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد ہدایت کے جسپر تھی مگر اس طرح کہ دیگئی وہ جدال اور بحث کرنے لگے امور دین میں (مشکوۃ)

اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار جناب رسول اللہ صلعم باہر تشریف لائے اور ہم لوگ قضا و قدر کے باب میں کچھ بحث کر رہے تھے آپ ناخوش ہوئے اور چہرہ آپکا سرخ ہوگیا گویا انار کے دانے آپکے چہرہ مبارک پر توڑ دئے گئے حضور نے ارشاد فرمایا کیا تمھیں اسی بات کا حکم ہوا ہے کیا یہی پیغام خدا کی طرف سے تمھارے پاس لایا ہوں تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ دین کی باتوں میں بہت جھگڑتے تھے اور پیغمبر کے خلاف کرتے تھے (تیسیر الوصول)

مسئلہ اگر بحث کرنیکے سبب سے کسی مقام پر تائید دین کی ہو مثلاً کوئی کافر یا بدعقیدہ دین کے امر میں مباحثہ کرنا چاہے تو علماء دین کو ضرور ہے کہ اُس سے مباحثہ کرکے اُسے قائل کریں اور دلیلیں حق کی ظاہر کریں ایسا مباحثہ فرض کفایہ اور موجب ثواب ہے۔

مسئلہ کسی مسئلہ کی تحقیق ہو اظہار حق کیواسطے جو علماء میں مباحثہ ہو جیسے صحابہ اور مجتہدین میں ہوا کرتا تھا ایسا مباحثہ بھی ثواب کی بات ہے مگر جو مباحثہ مسئلہ میں براہ نفسانیت ہو اور ہر ایک کو اپنی بات کی پچ منظور ہو ایسا مباحثہ بڑا گناہ ہے۔ اور ہمارے زمانہ میں مناظرہ کے وہی اقسام شائع ہیں جو ممنوع ہیں۔

مباحثہ محمودہ و مذمومہ کا بیان

تفصیل اسکی یہ ہے کہ مسائل کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسکی ایک جانب یقیناً حق دوسری

جانب یقیناً باطل ہو سمعاً یا عقلاً یہ مسائل قطعیہ کہلاتے ہیں ایک وہ جسمیں جانبین میں
حق اور صواب اور خطا و غلطی دونوں محتمل ہوں یہ مسائل ظنیہ کہلاتے ہیں۔ مسائل کلامیہ اکثر
قسم اول سے ہیں اور بعض قسم ثانی سے اور مسائل فقہیہ اکثر قسم ثانی سے ہیں اور بعض قسم اول سے
جیسا کہ متتبع پر مخفی نہیں ہے پس مسائل ظنیہ محتملۃ الخطاء والصواب ہیں خواہ وہ از قسم
مسائل کلامیہ ہوں یا از قبیل مسائل فقہیہ صرف اثبات ترجیح ظنی کیلئے محض اصول علم
باہم مکالمت بلا بغض و عناد و بلا قطع اعتقاد ایک جانب کے و بلا قصد ابطال جازم دوسری
جانب کے اور بعزم رجوع و قبول حق کے جب سمجھ میں آجاوے ایسا مناظرہ اور مباحثہ جائز
ہے مگر مصلحت یہ ہی کہ عوام تک اسکی اطلاع نہو اگر زبانی گفتگو ہو تو مجمع خواص میں ہو اور اگر
تحریری ہو تو عام فہم زبان میں نہو مثلاً ہندوستان میں اردو میں نہو عربی میں ہو یا کم از کم
فارسی میں ہو تاکہ اگر کسیوقت وہ تحریرات شائع کیجاویں تو عوام میں اس اختلاف سے کوئی اثر نہ
پہونچے اور سلف سے ان مسائل میں اسی طرح کی گفتگو منقول ہے نہ وہ گفتگو جو آجکل ہوتی ہے کہ
ایک قرأت فاتحہ خلف الامام کا حق ہونا اسطرح بتلا رہا ہے کہ اسکے نزدیک تمام حنفیہ تارک
صلوٰۃ اور فاسق ہیں اور دوسرا اسکی نفی اسطرح کر رہا ہے کہ گویا اسکے نزدیک قرأۃ خلف الامام
میں کوئی حدیث ہی نہیں آئی اور عین مناظرہ میں گر مقابل کا قول دل کو بھی لگجاوے تب بھی ہرگز
قبول نکریں جسطرح بن سکے اسکو رد کریں بلکہ مقابل کی گفتگو شروع ہونیکے ساتھ ہی رد ہی کا پختہ
ارادہ کر لیتے ہیں اور اول سے اسی کے سوچ میں رہتے اور اسی نیت سے سنتے ہیں کیونکہ تمام تر
مقصود اپنا غلبہ اور دوسرے کا اسکات ہوتا ہے پھر باہمی عناد و فساد حتی کہ نوبت بعدالت
پہونچتی ہے یہ علاوہ بریں کیا یہ دین ہو کیا یہی طریقہ سلف صالحین کا ہے کیا حضرات صحابہ
سے ان مسائل میں ایسا عملدرآمد ثابت ہو۔ یہ تو مسائل ظنیہ کے متعلق بیان ہوا اب رہ گئے
مسائل قطعیہ متعینۃ الصواب جیسے کفر و اسلام کا اختلاف یا سنت و بدعت متفق علیہا
عند اہل الحق کا اختلاف اسمیں چند حالتیں ہیں ایک یہ کہ صاحب باطل متردد اور طالب
اور جویا حق کا ہے اپنے شبہات کو صاف کرنا چاہتا ہے اور اس غرض سے مناظرہ کرتا ہے
یہ مناظرہ قادر علی تائید الحق پر فرض و واجب ہے اور جب ذرا سے عجز ہو صاف کہدینا چاہئے

۳۵

کہ اسکا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا میں سوچکریا پوچھکر پھر تبلاؤں گا یا اپنے سے زیادہ جاننے والے کا پتہ تبلاوے اور اُس طالب علم کو چاہئے کہ وہاں جاکر رجوع کرے اور قدرت ہوتے ہوئے ایسے مناظرہ سے انکار کرنا معصیت ہے یہ حدیث من سئل عن علم فکتمہ الخ اسکو بھی شامل ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ وہ طالب نہیں لیکن متکلم مناظر کو توقع واحتمال ہے کہ شاید مخاطب قبول کرلے سو جب تک اسکی امید ہو مناظرہ کرنا تبلیغ احکام میں داخل ہے جہاں تبلیغ واجب ہے وہاں یہ بھی واجب ہے اور جہاں تبلیغ مستحب ہے یہ بھی مستحب ہے جناب سرور عالم ؐ و صحابہؓ کے مناظرات اہل کتاب و خوارج وغیرہ سے اسی قبیل کے تھے۔

اور تیسری حالت یہ ہے کہ وہ طالب بھی نہیں اور اُسکے قبول کی امید بھی نہیں مگر کسی مفسدہ و مضرت کا اندیشہ بھی نہیں اور کسی ضروری امر میں خلل بھی محتمل نہیں تو ایسی حالت میں ایسا مناظرہ مستحب ہے۔

اور چوتھی حالت یہ ہے کہ نہ طالب ہے نہ قبول کی امید نہ کسی ضروری امر میں خلل کا احتمال مگر خاص مضرت کا اندیشہ ہے تو قوی الہمت کیلئے اولی اور عزیمت ہے اور ضعیف الہمت کے لئے رخصت اور غیر اولی ہے۔

اور پانچویں حالت یہ ہے کہ نہ طالب نہ توقع قبول اور ساتھ ہی ..... دینی مضرت کا احتمال ہے یا دینی منفعت مہمہ کا فوت محتمل ہے اس صورت میں اُس سے اعراض اور ضروری میں اشتغال واجب ہے قرآن مجید میں اعراض و ترک جدال کا امر ایسے ہی مواقع پر ہے۔

چھٹی حالت یہ ہے کہ مناظرہ کرنے میں مخاطب کی تو نہ کوئی منفعت متوقع اور نہ اُس سے کسی خاص مضرت کا احتمال اور مناظرہ نہ کرنے میں عوام اہل حق کے شبہ میں واقع ہوجانیکا اندیشہ ہو اور مسئلہ ایسا ہو کہ عوام اہل حق کو اُسکے غلط ہونیکا احتمال بھی نہو تاکہ علماء اہل حق سے دریافت کرسکیں تو اس صورت میں اسکی تدبیر واجب ہے۔ اسکی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ خود اہل باطل کو مکالمہ یا مکاتبہ میں مخاطب بنایا جاوے۔ دوسری تدبیر یہ کہ اس سے خطاب نہ کیا جاوے بلکہ عام خطاب سے حق کو ثابت اور باطل کو رد کیا جاوے پس یہ دونوں تدبیریں واجب علی التخییر ہیں انمیں سے جس تدبیر کو اختیار کرلیا جاویگا واجب ادا ہو جاوے گا۔

۳۶

ساتویں حالت یہ ہو کہ قیود مذکورہ حالت ششم کے ساتھ وہ مسئلہ بھی ایسا ہو کہ عوام اہل حق کو اسکے غلط ہونے کا شبہ واقع ہو سکتا ہو اس صورت میں خود اُن عوام پر واجب ہے کہ علماء سے تحقیق کریں اور اُنکے استفسار کے وقت علماء پر جواب دینا واجب ہوگا ورنہ بدون سوال وہ سبکدوش ہیں۔ اور ان تمام صورتوں میں یہ واجب ہے کہ الفاظ اور مضمون متانت اور تہذیب کے خلاف نہو اگر دوسرا بھی درشتی کرے تو صبر افضل ہے یہ تمامتر تفصیل و تقسیم مذکور اُن امور میں ہے جو شرعًا مقصود ہوں بعض وہ امور ہیں جو شرعًا مہتم بالشان نہیں جیسے خاندان چشتیہ اور خاندان نقشبندیہ کا باہم متفاضل ہونا یا بعض وہ امور ہیں جنمیں بحث کرنے یا حکم لگانے سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے جیسے تقدیر کا مسئلہ یا کوئی دوسرا مسئلہ جو اسی کی نظیر ہو یا جیسے باوجود اسکے کہ کسی کا کلام محتمل معنی صحیح کو ہو پھر اُسکو کفر کا حکم لگانا انمیں بحث و مباحثہ کرنا منہی عنہ اور مذموم ہے علی اختلاف مراتب النہی والمنہی عنہ اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ نہ ہر مناظرہ محمود ہے نہ مذموم۔

کلمات کفر کا بیان

۳۷

سب سے بڑھ کر گناہ جو زبان سے متعلق ہے یہ ہے کہ کفر کی بات آدمی کی زبان سے نکلے کفر سب کبیرہ گناہوں سے بڑا ہے اسکا عذاب یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہیگا کبھی نہ چھوٹیگا اور فقہ اور عقائد کی کتابوں میں کفر کے کلمات بہت لکھے ہیں جنکا مفصل بیان طوالت رکھتا ہے مگر اس مقام پر چند مسائل بطور قواعد کلیہ کے لکھے جاتے ہیں

مسئلہ ۱ جس کلمہ میں بے ادبی ہو حق تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو حق تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی نقصان و عیب کا ایسا کلمہ یقینًا کفر ہے۔

مسئلہ ۲ جس کلمہ میں خدا کے ساتھ برابری پائی جاوے کسی دوسرے کی خدائی کاموں میں یا خدائی صفات میں وہ کلمہ بھی یقینًا کفر ہے۔

مسئلہ ۳ جس کلمہ میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت پائی جاوے جناب رسول اللہ صلعم کی وہ کلمہ بھی کفر ہے اور وہ شخص واجب القتل ہے اگرچہ توبہ کرے۔

مسئلہ ۴ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے شعراء اسمیں اکثر مبتلا ہیں اور مضمون لگا بھی

مسئلہ جس کلمہ سے یہ بات پائی جائے کہ حضور ؐ نے کوئی بات جھوٹ یا بے اصل واسطے نمائش اور انتظام کے کہی یقیناً کفر ہے۔

مسئلہ ایسا کلمہ جس سے قرآن شریف کی کسی آیت یا حکم یقینی کا انکار نکلے بیشک کفر ہے اور اسیطرح جس کلمہ میں بے ادبی یا اہانت قرآن یا کسی آیت کی ہو کفر ہے۔

مسئلہ ایسا کلمہ جس سے انکار قیامت یا بہشت یا دوزخ یا کسی ایسے دین کی بات کا جسکی حضور ؐ نے قطعاً فرمایا ہو نکلے کفر ہے۔

مسئلہ جس کلمہ میں اہانت جناب رسول اللہ ؐ کی شریعت کی یا سنت کی یا تمسخر یا استہزار کسی حکم شریعت پر پایا جاوے کفر ہے۔

مسئلہ نقل کفر اُسی وقت جائز ہے جب مقصود اُسکی بُرائی کرنا یا اُسکا رد منظور ہو ورنہ نقل کفر بطور استحسان بھی کفر ہے اور بطور ظرافت بھی جائز نہیں۔

مسئلہ حرام قطعی کو (جیسے زنا شراب قمار) حلال کہنا کفر ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ کفر کی برابر کوئی گناہ نہیں حدیث میں ہی کہ آدمی کفر کی بات ہرگز نہ کہے اگرچہ مار ڈالا جاوے یا جلا دیا جاوے اور فی زمانہ آدمی بکثرت کلمات کفر بیجا بک کر گذرتے ہیں حالانکہ کفر کیوجہ سے پچھلے سب نیک اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور اگر اسی حالت پر بے توبہ مرجاوے تو ہمیشہ کیلئے جہنمی ہو۔ مقتضائے ایمان یہ ہی کہ آدمی کلمات کفر سے بہت بچے اور خوب احتیاط رکھے کہ کوئی کلمہ زبان سے ایسا نہ نکلنے پائے۔

الحمد للہ کہ کتاب تحذیر الانسان عن ارتکاب آفات اللسان ختم ہوئی حق تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق دیں۔

تقریظ جناب مولانا مولوی حافظ عبد اللطیف صاحب مدرس مظاہر العلوم سہارنپور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد میں نے یہ رسالہ اول سے آخر تک دیکھا رسالہ نہایت عمدہ واقع ہوا ہے اپنے باب میں - حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے اور اس عمل اور جانفشانی کو مصنف کے قبول فرماوے آمین۔ عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

۲۸

ہیں اور جاگنے نہیں پاتے کہ انکی روح قبض کرلیجاتی ہے اور وہ گناہوں پر مصر ہی مرجاتے ہیں (اور ان کو توبہ کی بھی مہلت نہیں ملتی) پس تو ان واقعات سے اپنے نفس کو نصیحت کر کیونکہ جب تو بکثرت ایسا کریگا تو تجھ سے گناہ پر اصرار کی گرہ کھلجاوے گی (اور یہ مہلک مرض تجھ سے دور ہوجاوے گا)

(۲۱) اور تجھے خفیہ و آشکارا ہر دو حالت میں تقویٰ اختیار کرنا لازم ہے یعنی خدا کے عذاب سے بچنا کیونکہ جو شخص خدا کے عذاب سے بچیگا وہ اس کام کیطرف دوڑیگا جو خدا کو راضی کرے (پس تقویٰ سے طاعات میں اعانت ہوگی اسلئے اُسکا اختیار کرنا لازم ہے) اور (دوسری وجہ یہ ہے کہ) حق تعالیٰ فرماتا ہے وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (یعنی خدا تمھیں اپنے آپ سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہے) نیز اُسنے فرمایا ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ (یعنی تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں تک کی باتیں جانتا ہے پس تم کو اُس سے ڈرتے رہنا چاہیے اور کوئی فعل ظاہراً یا باطناً اُسکی مرضی کے خلاف نہ کرنا چاہیے اور چونکہ ان ارشادات میں تقویٰ کا حکم ہے اسلئے بھی اسکا اختیار کرنا ضروری ہے یہ تو بیان تھا تقویٰ کی ضرورت کا۔ اب ہم اسکی حقیقت اور اسکا طریق تبلاتے ہیں اور کہتے ہیں) تقویٰ مشتق ہے وقایہ سے (اور وقایہ کے معنی بچاؤ کے ہیں) اور سب سے بڑی اور مضبوط ڈھال خدا کی حفاظت ہے پس (تو اسکو حاصل کر اور اسکا طریق یہ ہے کہ) خدا کے ایک فعل کے ذریعہ سے اُسکے دوسرے فعل سے بچ (یعنی اُسکی رحمت کے ذریعہ سے اُسکے قہر سے اُسکی ہدایت کے ذریعہ سے اُسکے اضلال سے وہکذا) جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک (یعنی میں آپکے غصہ سے بچاؤ کے لئے آپکی رضا کی پناہ لیتا ہوں اور آپکی سزا سے بچنے کے لئے آپکے عفو کی پناہ لیتا ہوں) علیٰ ہذا تو خدا سے خود خدا کے ذریعہ سے بچاؤ کر جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعوذ بک منک (یعنی میں آپ سے بچاؤ کے لئے خود آپ ہی کی پناہ لیتا ہوں) پھر تجھے چاہیے کہ جس چیز سے تجھے خوف ہو اور تو اُس سے ڈرتا ہو اس سے بچنے کے لئے اس رستہ کو چلے جو اُس تک پہونچانے والا ہو (اس بنا پر تجھے

۲۱

شقاوت سے بچنے اور سعادت حاصل کرنے کیلئے معاصی سے بچنا اور طاعات کو اختیار کرنا لازم ہے) کیونکہ معاصی شقاوت تک پہونچانیوالی راہیں ہیں جسطرح طاعات سعادت تک پہونچانیوالی راہیں ہیں اور تجھے طریق شقاوت سے بذریعہ طریق سعادت بچنا چاہیئے یعنی معصیت سے بذریعہ طاعت کے بچنا چاہیئے اور دوزخ سے بذریعہ جنت کے بچنا چاہیئے جسطرح تو خدا کی ناخوشی سے بذریعہ اُسکی رضامندی کے بچتا ہے غرض اسی طرح تقوے کے تمام مراحل طے کرتا چلا جا اور (بالآخر دوزخ سے بچ جا کیونکہ) حق تعالی فرماتے ہیں اتَّقُوا النَّارَ (یعنی دوزخ سے بچو) الحاصل جس طرح میں نے تجھ سے بیان کیا ہی تو اسطرح تقوے کے رستہ پر چل انشاء اللہ تجھے نجات حاصل ہو جاوے گی۔

(۲۲) اور تو اپنے کو دھوکہ میں پڑنے سے بھی بچانا یعنی تیرا نفس تجھے باوجود تیرے معصیت پر برابر قائم رہنے کے کرم و حلم خداوندی کے ذریعہ سے دھوکا دیگا (اور کہے گا کہ خدا کریم و حلیم ہے وہ باوجود تیری سیہ کاری کے تجھے بخشدیگا) اور اسی طرح شیطان تجھے یہ کہکر فریب دیگا کہ اگر تیرا گناہ اور تیری مخالفت نہ ہوتی تو خدا کا کرم اور اُسکا عفو اور اُسکی رحمت و مغفرت کس طرح ظاہر ہوتی (پس معلوم ہوا کہ گناہ اور مخالفت کی بھی ضرورت ہے لہذا تو نہ ڈر اور گناہ کیے جا) اور یہ اُس قائل کی انتہا درجہ کی جہالت ہے کیونکہ (کرم و رحمت کا ظہور مخالفت اور معصیت پر موقوف نہیں بلکہ اُسکا ہمیں اطاعت کی توفیق دینا اور گناہ سے روکنا یہ بھی اسکا کرم اور اسکی رحمت ہے و علی ہذا طاعات کو باوجود ناقص ہونیکے قبول فرما لینا اور انکے نقصانات کو نظر انداز فرما دینا یہ بھی اُسکا عفو و مغفرت ہے پس اُسکا یہ دعوی صحیح نہیں کہ ظہور کرم و رحمت و عفو و مغفرت معصیت و مخالفت پر موقوف ہے) علی ہذا وہ یہ بھی کہیگا کہ تیرے حق میں عفو و مغفرت کی کوئی راہ نہیں ہے کیونکہ انبیا دنیا میں خدا کی طرف سے پیشتر ہی رحمت ہو چکی ہے بوجہ اسکے کہ ان کو طاعات کی توفیق دی گئی (ہاں عاصیوں پر رہا ہے) پس جب کل ہوگی تو اُسکا کرم اُسکا علم اُسکی رحمت اُسکی مغفرت تیری مخالفت اور تیرے گناہ کے بارہ میں ظاہر ہوگی (غرض کہ شیطان اس طرح پٹی پڑھائیگا) اور ایسی گفتگو سے تجھے اُسکے نافرمان بندوں کے گروہ میں کھینچیگا پس تو اسکی اس بات سے دھوکا نہ کھانا اور اپنے آپ کو (اس مغالطہ سے) محفوظ رکھنا۔ اور اسکو یہ جواب دینا کہ اُسکا کرم اُسکا حلم اور اُسکا عفو جبکا تو نے

22

ذکر کیا ہے اُنکی نسبت (ایک حد تک) اتنی بات صحیح ہے کہ اگر مخالفت اور گناہ نہو تو بقول تیرے انکے آثار نہ ظاہر ہونگے اور اخبار و آثار بھی اس بارہ میں بنقل صحیح ثابت ہو چکی ہیں مگر اے ملعون تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے خدا کے کرم کے بہانہ سے دھوکا دے تاکہ میں اُسکی رحمت پر بھروسہ کر کے اُسکی نافرمانی کروں (سو میں تیرے دھوکے میں آؤنگا کیونکہ مجھے کیا معلوم ہے) اور میں کیسے جان سکتا ہوں کہ میں بھی اُن لوگوں میں شامل ہوں جنکو معاف کیا جاویگا یا انپر رحم کیا جاویگا یا انکی مغفرت کیجاویگی ہاں یہ ضرور ہے کہ) اپنے بندوں میں سے جسکو وہ چاہیگا اُسپر کرم کریگا اور اُسکی مغفرت کریگا جس طرح وہ اپنے گنہگار بندوں کی ایک جماعت کو عذاب وغیرہ کریگا مگر مجھے معلوم نہیں کہ اس گناہ کے کرنے پر (جسکی تو مجھے رغبت دلاتا ہے) میں کس جماعت میں شامل ہونگا۔ ممکن ہے کہ جس طرح اللہ تعالی نے مجھے یہاں توبہ سے محروم کیا ہے یوں ہی میرے دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے مجھے معافی سے بھی محروم کردے اور مجھ سے انتقام لے (اور جبکہ یہ صورت ہے تو میں ہرگز گناہ نہ کرونگا) اور جبکہ میں مرونگا تو دنیا سے پورا فرمانبردار جاؤنگا۔ ارے معاصی تو کفر کا پیش[عہ] خیمہ ہیں (پھر میں معاصی کا ارتکاب کیسے کروں) ہاں اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ مجھے معاف کر دیا جاویگا اور میرے کسی گناہ پر مواخذہ نہوگا تو میں تیری گفتگو سے دھوکا کھا سکتا تھا اور یہ بھی میری حماقت اور جہالت ہے بلکہ (مجھے اسوقت بھی دھوکا نہ کھانا چاہئے اور) مجھپر واجب ہے کہ اگر میں عذاب کیطرف سے بے کھٹکے بھی ہو جاؤں تو اس شکرانہ میں اور خدا سے شرم کر کے اپنی پوری طاقت اور پوری کوشش اُسکی اطاعت میں صرف کروں۔ کیونکہ وہ اسکا زیادہ مستحق ہے کہ اُس سے شرم کیجاوے (پس جبکہ اطمینان اور بیخوفی کی حالت میں میرا یہ فرض ہے تو (اب) کیسے (مخالفت کر سکتا ہوں) جبکہ خصوصیت کے ساتھ مجھکو مغفرت کی بشارت بھی نہیں دی گئی اور نہ مجھے عذاب کیطرف سے بے کھٹکے کیا گیا ہے بلکہ نافرمانی کی صورت میں مجھے مغفرت اور عذاب کے درمیان چھوڑ دیا گیا ہے اور ایسی حالت میں میں تیرے اور نفس امارہ کے فریب میں کیسے آسکتا ہوں۔

عہ اصل کتاب میں المعاصی بریدی الکفر ہے مگر بہیں المعاصی برید الکفر صحیح معلوم ہوا اسلئے یہ ترجمہ کیا گیا ۱۲

(۲۳) ورع اختیار کر۔ ورع سے مُراد ہے ہر اُس چیز سے پرہیز کرنا جس سے طبیعت میں کھٹک پیدا ہو (اور اسمیں حرمت کا شبہ ہو) (اور اسکی ضرورت اسلئے ہے کہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک (یعنی کھٹک کی بات کو چھوڑ کر وہ بات اختیار کرو جسمیں کھٹکا نہیں) اور اگر ایسی حالت ہو کہ اسوقت تجھے بجز اُس مشتبہ شے کے دوسری چیز نہیں مل سکتی اور تجھے اسکی ضرورت ہے تب بھی (بہتر یہی ہے) کہ تو اسے استعمال نہ کرے اور خدا کی خوشنودی کے لئے اسے چھوڑ دے کیونکہ خدا اسکے بدلہ میں تجھے اس سے بہتر دیگا (ذرا صبر کر اور) جلدی نہ کر اور جبکہ تیری حالت ورع تک پہونچ گئی جو کہ دین کی بنیاد اور خدا کا رستہ ہے تو تیرے اعمال پاک صاف اور تیرے افعال کامیاب ہونگے اور تیرے احوال میں ترقی ہوگی اور کرامات تیری طرف سرعت کے ساتھ آئینگے اور تو اپنے تمام امور میں خدا کی حفاظت سے محفوظ ہو جاویگا اسمیں گروہ صوفیہ کے نزدیک کچھ شبہ نہیں اور جبکہ تو طریق ورع سے پھر گیا اور ہر وادی میں سرگشتہ ہوا (یعنی اپنے افعال میں ورع کا لحاظ نہ کیا بلکہ آزادی اختیار کر لی) تو خدا تیری مدد چھوڑ دیگا اور تجھے خود تیرے حوالہ کر دیگا اور (اس حالت میں) شیطان تجھپر قابو پالے گا پس اے بھائی خدا سے ڈر اور جہانتک تجھ سے ہو سکے ورع اختیار کر۔

(۲۴) زہد یعنی دنیا سے کم رغبتی اختیار کر۔ بلکہ دنیا کی رغبت کو دل سے بالکل مٹا دے اور اگر تجھ سے یہ نہو سکے اور) تو اسکا طالب ہی ہو تو اس سے (بقدر) اپنی خوراک (اور دیگر ضروریات زندگی کے) حلال طریق سے (حاصل کرنے) پر اکتفا کر اور اہل دنیا سے (تحصیل دنیا میں) لاگ نہ کر کیونکہ (وہ لاگ کے قابل نہیں ہے اسلئے کہ) وہ ایک عرض[عہ] ہے جو دو زمانوں میں باقی نہیں رہتی (مطلب یہ ہے کہ دنیا بہت ناپائدار چیز ہے اور اپنی ناپائداری کے سبب اس قابل نہیں ہے کہ اسکی تحصیل کیلئے جد و جہد کیجاوے) نیز (اسمیں بڑی خرابی یہ ہے کہ) اُسکا خواہشمند کبھی کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ اُس خواہشمند کی امیدیں بہت لمبی چوڑی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسکو اُسی قدر دیتا ہے جسقدر اُسنے اُسکے لئے مقدر کر دیا ہے

۲۴

عہ مقصود تشبیہ ہے عرض مقابل جوہر کے ساتھ عدم بقاء میں بنا بر مذہب متکلمین کے ۱۲ منہ

خواہ وہ اسکا خواہشمند ہو یا اس سے بے اعتنائی کرے اسلیے (اسکی آرزوئیں حاصل نہیں
ہوسکتیں اور) وہ ہمیشہ ان کے لیے نہایت غمگین اور (اسکے ساتھ ہی) خدا کے نزدیک
مبغوض (بھی) رہتا ہے پھر طالب دنیا اور اس کے خواہشمند کی ایسی مثال ہے
جیسے سمندر کا پانی پینے والا کہ وہ جس قدر زیادہ پانی پیتا ہے اُسی قدر زیادہ اُسکی
پیاس بڑھتی ہے (اور اسلیے وہ ہمیشہ پریشان رہتا ہے پس تجھے چاہیے کہ تو اسکا
طالب نہ ہو) اور اے بھائی تیرے (دنیا سے متنفر ہونے کے) لیے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس کو مُردار اور گھورے[عہ] سے تشبیہ دینا کافی ہے (تو غور
کر) کیا مردار پر کتوں کے سوا (آدمی) ہجوم کرتے ہیں (ہرگز نہیں اور) کیا تو اپنے لیے
یہ پسند کرتا ہے کہ تو کتوں کے مرتبہ میں ہو۔ اگر تو عاقل ہے تو ایسا ہرگز نہ کرے گا
پس تجھے چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حصہ میں رکھدیا ہے اسپر راضی رہے
(اور تحصیل دنیا کے لیے جد وجہد نہ کرے) کیونکہ تیرا حصہ خدا تجھے خود پہونچاوے گا۔
خواہ تو چاہے یا نہ چاہے۔ حق سبحانہ اپنی (اس) وحی میں (جو) موسیٰ علیہ السلام
کی طرف (بھیجی گئی تھی) فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم اگر تو (دنیا کی) اس مقدار
پر جو میں نے تیرے حصہ میں رکھی ہے رضامند رہے تو تو اپنے قلب کو (تشویش
سے) اور اپنے جسم کو (مشقت سے) آرام دیگا اور (ہمارے نزدیک) قابل ستائش
(بھی) ہوگا اور اگر تو اس مقدار پر رضامند نہو جو میں نے تیرے حصہ میں رکھی ہے
تو تو دنیا کو اپنے اوپر مسلط کرے گا یہانتک کہ تو اُس میں یوں دوڑے گا جیسے
جنگلی جانور جنگل میں دوڑتے ہیں اور میری عزت وجلال کی قسم پھر بھی تجھے (دنیا کا)
وہی حصہ ملیگا جو میں نے تیرے حصہ میں رکھا ہے اور (مزید برآں یہ ہوگا کہ) تو
(ہمارے نزدیک) قابل مذمت ہوگا (اس سے تجھے سمجھنا چاہیے کہ طلب دنیا محض
بے نتیجہ اور فضول تکلیف دہ ہے اور یہ سمجھکر اس سے دست کشی کرنی چاہیے) اچھا اے
بھائی ہم نے مانا کہ (تو نے جد وجہد کی اور) خدا نے تجھے تمام وکمال دنیا دے (بھی)
دی (تو اب یہ بتا کہ تو اس کے کس قدر حصہ سے منتفع ہوگا اور) کیا تیرے لیے

اُس میں سے بجز ایک گھر کے جسکے اندر تو رہے اور بجز ایک کپڑے کے جو تیرا بدن ڈھکے اور بجز ایک روٹی کے ٹکڑے کے جو تیری بھوک بند کرے کچھ اور بھی ہوگا (ہرگز نہیں) اور (جب یہ صورت ہے تو) یہ تو اُسکو بھی ملتا ہے جس سے دنیا لی گئی ہے (یعنی نہیں دی گئی تو اس میں تو اور وہ دونوں برابر ہوئے) اور وہ تجھ سے حساب قیامت کے کم ہونے اور راحت قلب کے زیادہ ہونے میں بڑھا رہا (تو تجھے دنیا سے بجز نقصان کے کیا حاصل ہوا) پس خبردار تو اس سامان کے سبب سے جو تیرے مرنے کے ساتھ ہی تجھ سے جدا ہو جائے اپنے حصۂ رضائے خدا کو نہ کھو بیٹھنا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ تو طلب دنیا کے لئے قدم اٹھاتے ہی مرجائے اور تیرے تمام امیدوں کا خون ہو جائے اور بجز نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم کے اور کچھ بھی نتیجہ نہو۔ اور یہ بات ہر طلب دنیا میں ممکن ہے تو مطلق طلب دنیا میں دنیوی و اُخروی ناکامی کا احتمال پیدا ہوگیا اور اس سے طلب دُنیا کی لغویت اور بھی زیادہ ظاہر ہوگئی اسلئے ضرور ہوا کہ طلب دنیا کا ارادہ ہی نہ کیا جاوے) پھر تجھے معلوم ہے کہ دنیا کی بھی اولاد ہے اور آخرت کی بھی (یعنی کچھ طالب دنیا ہیں جو دنیا کی اولاد کہلانے کے مستحق ہیں اور کچھ طالب آخرت ہیں جو آخرت کی اولاد کہلانے کے مستحق ہیں) اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو فرزندان آخرت میں سے ہو۔ اور فرزندان دنیا میں سے نہ ہو (اس بنا پر بھی تجھے ترک تحصیل دنیا ضروری ہے علاوہ ازیں) جب تو خدا کا کلام پڑھے تو اس میں غور کر اور حق تعالیٰ کا یہ ارشاد دیکھ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (یعنی جو شخص اعمال صالحہ سے دنیا اور اس کی زینت کا خواہاں ہوگا ہم ایسے لوگوں کو دنیا ہی میں اُن کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیدینگے اور دنیا میں اُن کے حق میں اصلا کمی نہ کیجاوے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے

۲۶

آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اُن کے اعمال کا بدلہ دنیا میں مل چکا۔ لہذا آخرت میں وہ محض خالی ہاتھ رہ گئے اسلئے اُن کے لئے دوزخ ضروری ہے۔ اور دنیا میں جو اُنھوں نے کیا تھا وہ آخرت میں بوجہ مذکور ضائع ہوگیا۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے تھا ہی لغو کیونکہ محض دنیا کے لئے کرتے تھے سو دنیا خود ایک لغو چیز ہے پھر جو اس کی غرض سے کیا جاوے گا وہ تو اس سے زیادہ لغو ہوگا) علی ہذا تو حق تعالیٰ کے اس قول کو دیکھ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ (یعنی جو شخص اعمال صالحہ سے آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اُسکے لئے ہم اُس کی کھیتی میں ترقی کریں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اُسے بھی محروم نہ کریں گے بلکہ دنیا میں سے کچھ اُسے دے دینگے اور آخرت میں اسکے لئے کوئی حصہ نہوگا۔ اور ان اقوال کو دیکھکر اسنے دنیا اور طلب دنیا کی مذمت خود سمجھ لے) اور (خاص) طلب حلال کے بارہ میں حق تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (یعنی اے فدیہ لینے والو جو کہ ایک حلال شئے ہے تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور خدا چاہتا ہے کہ تم آخرت کو طلب کرو بس جبکہ حلال دنیا بھی آخرت کے مقابلہ میں ایک حد تک قابل ترک ہے تو سمجھ لو کہ حرام کس درجہ قابل ترک ہوگی) اور جو لوگ دنیا سنوارنا اور مال بڑھانا چاہتے تھے اُن کے بارہ میں فرمایا ہے وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (یعنی تم خدا کی راہ میں صرف کرو اور مال کی محبت کرکے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو) ہلاکت سے مراد اپنے مالوں کو (محبت کی وجہ سے) لوٹ کر دیکھنا ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ مال پر نظر نہ کرو کیونکہ یہ موجب ہلاکت ہے اور اسے خرچ کر ڈالو (اور آگے فرماتا ہے) وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ہ (یعنی نیک کام کرو۔ اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ یہاں انفاق کو نیک کام

۲۷

فرمایا گیا ہے۔ پس امساک جو اسکی ضد ہے وہ بُرا ہوگا۔ اور محبت مال جو اسکا منشا ہے اور بھی بُری ہوگی۔ بس خلاصہ یہ ہے کہ دنیا اور سامان دنیا نہایت مذموم چیز ہے۔ نہ اس سے محبت کرنی چاہیئے اور نہ ضرورت سے زائد اس کی طلب چاہیئے۔ اور اگر مقدار ضرورت میں بھی کمی کی جائے یا خدا پر توکل کر کے اُس کی طلب کو بالکل ہی چھوڑ دیا جائے تو اور بھی اچھا ہے

تمت الترجمہ

والحمد للہ رب العلمین

ناظرین کی خدمت میں ضروری گذارش

موجودہ زمانہ کی قحط سالی و گرانی اور مسائل حاضرہ کی پریشانی نے امسال الامداد جیسے مقدس اور ہر قسم کی سیاسیات سے بالکل پاک و صاف محض مذہبی فرائض ادا کرنیوالے رسالہ کے مستقل خریداروں پر کچھ ایسا اثر ڈالا ہے کہ وہ حضرات حامیان سنت و دردمندان مذہب جو اپنی اخلاقی اور دینی و دنیوی حالت کی اصلاح کیلئے اس رسالہ کے مطالعہ کو اہم ضروری سمجھتے تھے وہ حضرات بھی باوجود ایک ماہ قبل اطلاع دیدینے کے شروع سال کا پرچہ جو قیمت طلب تھا واپس کرنے پر مجبور ہوئے چونکہ کاغذ و سامان طبع کی گرانی نے جو کچھ نقصان پہونچایا ہے دفتر اوسی کے اثر سے سر نہیں اٹھا سکتا تھا امسال مطابق جدید قانون ڈاک خانہ کل پرچہ رجسٹرڈ بھیجے گئے تھے اون کی خلاف توقع واپسی سے مطبع کو نقصان عظیم پہونچا اسلئے زمانہ کی ناہمواری اور وقت کی ناسا عدت سے میرے عزم و استقلال کے قدم پیچھے ہٹنے لگے تھے لیکن مقاصد کی اہمیت اور چند احباب کے اصرار پر نظر کرتے ہوئے توکلاً علی اللہ اس کی اشاعت کو جاری رکھا گیا۔

توکیا ہم اس توقع رکھنے میں حق بجانب سمجھے جاویں گے کہ ناظرین کرام و برادران اسلام جنکی وجہ سے ہم اس کو شائع کر رہے ہیں اسکی اشاعت میں اور زیادہ کوشش فرما کر داخل حسنات ہوں اور ایک ایک جدید خریدار بہم پہونچا کر مطبع کے نقصان عظیم کی تلافی فرماویں تاکہ یہ سلسلہ خیر آئندہ بھی جاری رہے۔

احقر مدیر الامداد

اصول و مقاصد رسالہ ہذا اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے +

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہوگا +

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کریگا +

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے اڑھائی جزو سے کم نہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیضرورت سے اس سے بھی بڑھ جائیگا۔ قیمت سالانہ (عہ) ہے +

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں سب حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری کا اضافہ کرکے عہ کا ویلو ہوگا۔

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا +

(۸) جو صاحب دو تین ماہ یا اسکے بعد خریدار ہونگے اُن کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی رجب ۱۳۳۹ھ سے بھیجے جاویں گے اور ابتدا ہی سے خریدار سمجھے جاویں گے۔

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لی جاویگی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرانا چاہیں گے تو بقایا قیمت عہ واپس کردی جاویگی۔

(۱۰) رسالہ ہذا کی ترتیب مضامین میں (جماعت انتخاب التالیفات) اہتمام خانقاہ تھانہ بھون مدیر کو معاونت فرماکر مشکور فرماتی رہیگی۔

(۱۱) الامداد کے متعلق جملہ تحریرات بنام مدیر ہونی چاہئیں +

(۱۲) جواب کیلئے جوابی خط آنا چاہیے جو صاحب خریداران رسالہ ہیں براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہو +

الراقم

رفیق احمد مالک امداد المطابع و مدیر رسالہ الامداد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

عہ دلیل اس عقد کے جواز کی ردالمحتار مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ جلد رابع صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر مذکور ہے

امتثالاً للآیہ کہ دال است بر مطلوبیت زیادت در علوم و امداد للحدیث کہ دال است بر مندوبیت قدرے از فضل و ارشاد

صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

الامداد

۱۳۳۹ھ

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاوی فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاوی فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدۃ و تربیت السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک الرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و ملفوظات خیرت و مکتوبات خیرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ والعقلیۃ و معارف العوارف فی السلوک و اصلاح انقلاب فی الفقہ کہ کل آں از افادات مسلسل حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم است باوجود آں کہ افاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ است کہ ملقب صحیفہ مشہر است بر تبرک نام نامیش نیز و نامیدہ شد الاشتات کہ از تحقیقات دائرہ دیگران بفضل

بادارۃ الاحقر شفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

واز دفتر الامداد شائع شد

این صحیفہ کامد شد امداد نام	یافت ز امداد المطابع انتظام

فہرست مضامین رسالۃ الامداد بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

جو

ببرکت دعاء حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے شائع ہوتا ہے

ہمارے ناظرین!

ہر پرچہ کو شروع کرنے کے وقت اس سے پہلے پرچہ کا ایک صفحہ یا نصف صفحہ دیکھ لیا کریں

تو انشاء اللہ موجب مزید لطف ہوگا۔

(مدیر رسالہ)

تصحیح: اگلے پرچہ کے مضمون امداد الفتاوی کے صفحات سلسلہ غلط چھپ گئے ہیں جو ۸۹ سے ۹۶ تک ہیں ناظرین ٹھیک فرمالیں۔ نیز حوادث الفتاوی کے صفحات بالکل نہیں چھپے جو ۵ سے ۱۲ تک ہیں ناظرین وہ بھی تحریر فرمالیں۔

(مدیر رسالہ)

اسباب کا اختیار کرنا توکل فرض کے خلاف نہیں اور اسباب اور توکل کے اجتماع کی توضیح ایک مثال سے

اور جان لینا چاہیئے کہ تدبیر و اسباب کا اختیار کرنا بھی توکل فرض کے خلاف نہیں ہے اس کی بعینہٖ مثال توکیل کیسی سمجھ لینا چاہیے مثلاً جب کوئی شخص کسی مقدمہ میں وکیل مقرر کرتا ہے تو کیا وکیل کرنیکے بعد یہ شخص نکما خالی بیٹھ جاتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جتنی کوشش اس سے ہو سکتی ہے خود بھی کرتا ہے اور اُس کو خلاف توکیل نہیں سمجھتا بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ وکیل کے کرنے کا جو کام ہے وہ کریگا جو مجھ سے کچھ ہو سکتا ہے مجھ کو کرنا چاہیے اسی طرح تدبیر کرنا اعتدال کے ساتھ توکل کے خلاف نہیں۔

۴۰۳ توکل کے ساتھ ایک درجہ میں اسباب کی رعایت بھی ضروری ہے اور بعض ایسے امور پر تنبیہ جن سے دوسروں کو ایذا ہوتی ہے اور لوگ ان سے بےپروائی کرتے ہیں

بلکہ تدبیر ایسی چیز ہے کہ جو امور محض غیر اختیاری ہیں جن میں تدبیر کو اصلا دخل نہیں محض دعا ہی پر اُن کا مدار ہے سنن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بھی دعا کے ساتھ کچھ صورت تدبیر اختیار کی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک قصہ حدیث سے بیان کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کس طرح توکل اور دعا کو جمع فرمایا اور اس حدیث کے ضمن میں اور بھی فوائد ہیں۔ ایک صحابی جن کا نام مقداد ہے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکان پر مسافرانہ مقیم تھے اور اُن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بکریاں بتلا دی تھیں کہ اُن کا دودھ نکال کر کچھ خود اور رفقہ پی لیا کرو اور کچھ ہمارے لیے رکھدیا کرو اور ان کا اسی طرح معمول تھا وہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز حضور کو آنے میں دیر ہوئی تو میں سمجھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کہیں دعوت ہو گئی ہو گی۔ یہ خیال کر کے آپ کا حصہ بھی پی گیا۔ مگر اتفاق سے جب پی چکا اُس وقت خیال آیا کہ شاید آپ نے کچھ نہ کھایا ہو اور بے چینی کا یہ حال ہوا کہ کروٹیں بدلتا ہوں اور نیند نہیں آتی۔ اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ آنحضرت تشریف لائے اور آپ کی عادت شریفہ آنے کے وقت یہ تھی کہ جب تشریف لاتے اور دیکھتے کہ گھر والے لیٹے ہیں تو بہت آہستہ سے سلام کرتے اس طرح سے کہ اگر حاضرین جاگتے ہوتے تو سن لیتے اور اگر سوتے ہوتے تو آنکھ نہ کھلتی۔ اسی طرح نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ سے آپ کا شب برات میں بقیع جانے کیلئے آہستہ اُٹھنا اور آہستہ سے کواڑ کھولنا سب کام آہستہ سے کرنا تاکہ سونیوالے کو تکلیف نہ ہو آیا ہے سو اسی طرح سلام بھی آہستہ سے فرماتے کہ اگر کوئی جاگتا ہو تو سن لے اور سوتا ہو تو اُس کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض لوگ دوسرے آدمیوں کی تکلیف کا اصلاً خیال نہیں کرتے سوتے آدمیوں میں اُٹھکر سب کام بے تکلف زور زور سے کرتے ہیں اور اس سے دوسروں کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح یہ امر بھی موجب ایذا ہے کہ مشغول کام آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جس سے اُس کے ضروری کام میں حرج بھی ہوتا ہے اور پریشانی بھی۔

آجکل محض لفظ پرستی رہ گئی ہے آداب و اخلاق کی حقیقت سے اہل علم بھی بے خبر ہیں

حضرات! ہماری سبھی حالتیں بگڑ رہی ہیں ہر چیز میں افراط تفریط ہو رہی ہے اور عوام کی کیا شکایت کریں۔ انصاف یہ ہے کہ آداب کو بعض اہل علم تک نہیں جانتے محض لفظ پرستی رہ گئی ہے

خود کجا و از کجا و کیستی	مولوی گشتی و آگاہ نیستی

۴۰۴

اس لفظ پرستی پر ایک مثال یاد آئی۔ ایک شخص کا انتقال ہوا موت کے قریب بیٹے
کو وصیت کی کہ جو کوئی میری تعزیت کو آئے اس کو اونچی جگہ بٹھانا اور نرم اور شیریں باتیں
کرنا اور بھاری کپڑے پہنکر اُس سے ملنا اور قیمتی کھانا کھلانا۔ اب صاحبزادے کی سنئے
کہ ایک صاحب جو اُنکے والد کے دوست تھے تعزیت کو آئے تو نوکروں کو حکم دیا کہ انکو مچان پر بٹھادو وہ آئے اور مجرموں کی طرح سے اُن کو
زبردستی پکڑ کر مچان پر بٹھادیا اب وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے نوکر کہتے ہیں کہ
آقا کا یہی حکم ہے۔ اب آقا صاحب تشریف لائے تو اس انداز سے کہ جاجم دری قالین
میں لپیٹے ہوئے ایک عجیب نغلول کیسی شکل بنے ہوئے ہیں۔ آخر مہمان نے کچھ تعزیت
میں کہا۔ تو جواب میں فرماتے ہیں گڑ۔ اُنہوں نے کچھ اور کہا تو جواب ملتا ہے روئی
مہمان بیچارہ دنگ ہے۔ غرض کھانے کا وقت آیا گوشت گلا نہ تھا۔ مہمان نے کہیں اسکا
شکوہ کیا۔ تو آپ تیز ہو کر کہتے ہیں وہ صاحب میں نے آپ کیلئے پچاس روپے کا
کُتا کاٹ ڈالا اور آپ کو پسند نہیں آیا۔ اب مہمان اور بھی پریشان ہے آخر تحقیق
کیا تو اُنہوں نے بیان کیا کہ ابا جان نے وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد
اگر کوئی شخص تعزیت کیواسطے تمہارے پاس آئے تو اُسکو اونچی جگہ بٹھانا اس
واسطے میں نے مچان پر بٹھایا کہ سب سے اونچی جگہ یہی تھی اور یہ کہا تھا کہ بھاری کپڑے
پہن کر اُن سے ملنا تو اس دری قالین سے بھاری کوئی کپڑا نہ تھا۔ تیسرے یہ کہا تھا
کہ نرم اور میٹھی باتیں کرنا تو گڑ اور روئی سے زیادہ نرم اور میٹھی چیز مجھکو نہ معلوم
ہوئی اور وصیت کی تھی کہ قیمتی کھانا کھلانا تو اس کتے سے زیادہ کوئی جانور قیمتی
ہمارے گھر نہ تھا۔ مہمان لعنت بھیجکر وہاں سے رخصت ہوا۔ بس یہی حالت ہماری
ہے کہ الفاظ یاد کرلئے ہیں اور حقیقت آداب و اخلاق اعمال کی نہیں سمجھی۔ چنانچہ
ہم نے اخلاق نام صرف چاپلوسی اور خوشامد اور میٹھی باتیں کرنے کا رکھ لیا ہے
سو حقیقت میں اخلاق کو نفاق سے بدل دیا ہے۔ اخلاق کی حقیقت یہ ہے کہ
ہم سے کسی کو کسی قسم کی ایذا ظاہری و باطنی یا حضور یا غیبت میں نہ پہنچے۔ ہم نے
یہ سمجھا کہ اخلاق ظاہرداری کا نام ہے گو اس سے ایذا ہی پہنچے اس کی کچھ پروا

۴۰۵

نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت اور رعایت کہ سلام بھی کرتے ہیں تو اس طرح سے کہ کوئی بیچین نہ ہو۔

رجوع بجانب سرخی (توکل کے ساتھ ایک درجہ میں اسباب کی بھی رعایت ضروری ہے الخ)

غرض آنحضرتؐ عشاء کے بعد تشریف لائے اور حسب معمول سلام کر کے برتنوں کی طرف چلے اور وہ صحابی جو دودھ پی کر لیٹ گئے تھے یہ سب دیکھ رہے ہیں آپ کو اُس میں دودھ نہ ملا۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت بھوک لگی ہوئی تھی اور طعام کی حاجت تھی آپ نے حسب معمول کچھ لفظیں پڑھیں اور یوں دعا فرمائی اللھم اطعم من اطعمنی۔ دیکھئے یہ امر قابل غور ہے کہ اس دعاء میں آپ نے توکل کیساتھ اسباب کی کس لطیف طور پر رعایت فرمائی کہ یہ ظاہر کر دیا کہ کھانا اکثر اس طرح ملتا ہے کہ کوئی شخص ظاہر میں لے آئے ورنہ یہ بھی تو دعا فرما سکتے تھے کہ اے اللہ آسمان سے مائدہ یا رزق بھیج مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے توکل اور تدبیر کو کس لطیف طریق پر جمع فرمایا جیسا مذکور ہوا۔ تتمہ قصہ کا یہ ہے کہ اس دعا کے سُننے کے بعد وہ صحابی اُٹھے چونکہ اُن کو یقین تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی ہوگی۔ اس لئے گو بکریوں کا دودھ دوہ چکے تھے۔ مگر پھر برتن لیکر بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بکریوں نے اسقدر دودھ دیا کہ برتن بھر گیا۔ اس برتن کو لیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ غرض اس قصہ کے بیان سے یہ تھی کہ دیکھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا و توکل کے ساتھ اسباب کی رعایت کس طور پر فرمائی پس معلوم ہوا کہ نہ دعا کے بھروسے اسباب کو چھوڑ دے اور نہ اسباب میں ایسا انہماک ہو کہ مسبب الاسباب پر نظر نہ رہے اعتدال اصل طریقہ نبویہ ہے اور یہ بدون

تحصیل تجربہ و علوم دین کے حاصل ہونا مشکل ہے کوئی آسان کام نہیں جو ہر ایک دعویٰ کرنے لگے ۵

۴۰۶

کیا اذیت دیہاں گئے۔ پیشتر بھی اکثر میں نے وظائف پڑھے ہیں مگر پیشتر کبھی مجھکو کسی قسم کا خوف نہیں معلوم ہوا۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی خوف جاتا رہا تقریباً تین ہزار ترجمہ پڑھا ہوگا کہ آنکھ بند کئے ہوئے تھا کہ ایک تارا سا معلوم ہوا میں اسکو تخیلات سے سمجھا اور ذکر برابر کرتا رہا پھر ایک بجلی کی سی چمک بائیں طرف کو نمودار ہوئی۔ چنانچہ میں بہت ڈرا اور ڈر کر وہاں سے چلا آیا اور مکان پر آکر بقیہ ذکر پورا کیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کیا تھا۔

تحقیق۔ کبھی اخلاط کا اشتعال ہوتا ہے کبھی نور ذکر اور دونوں حال میں مقصود ایک بھی نہیں۔ مگر مصلحت دونوں میں ہے اور وہ مصلحت یکسوئی ہے۔ باقی سب حالات ماشاء اللہ اچھے ہیں۔

حال۔ ظہر کے بعد جو معمولات کا وقت تھا بوجہ عدیم الفرصتی عصر کے بعد پڑھنے کی معمول کی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق۔ کچھ حرج نہیں۔

حال۔ مراقبہ موت کا بھی اجازت کا خواہاں ہوں۔

تحقیق۔ اجازت ہے۔

سوال۔ اگر میرے لئے کچھ اور مناسب ہو تو تبلایا جاوے۔

جواب۔ اگر فرصت اور قوت ہو اس میں اضافہ کردیا جاوے۔ ایکبار آنا ہوگا یا دولانے پر اور کچھ تبلایا جاویگا۔

حال۔ اب خادم نے ایک تدبیر حضور کے وعظ دعوات عبدیت کی اس حکایت سے نکالی ہے وہ حکایت یہ ہے کہ ایک بزرگ کو حلوا بیحد مرغوب تھا وہ اپنے نفس سے کہا کرتے تھے کہ ایک گھنٹہ ذکر کرلے پھر تجھکو حلوا دوں گا چنانچہ ذکر سے فراغت پاکر وہ حلوا کھاتے تھے ایسے ہی میرے نفس سے جو ذکر میں قباحت ہوجاتی ہے تو میں نے سوچا ہے کہ تیرے نفس کو پان بہت مرغوب ہے اور اس وجہ سے شروع کیا تھا تمباکو کھانا کہ نزلہ کی شکایت تھی اب جب چھوڑ نیکا

ارادہ کرتا اور رکم کر دیتا ہوں تو پھر بخر یک نزلہ ہو جاتی ہے مگر ذکر کے کرنے میں نہیں کھاتا۔ چنانچہ نفس کو پان اس وقت نہ دیا جب تک ذکر پورا نہ کر لیا جاوے اس تدبیر کے کرنے کیلئے حضور سے مشورہ عرض ہے۔

تحقیق۔ بہت بہتر ہے۔

حال۔ واسطے اللہ خرچ کرنے کیلئے دل چاہتا ہے مگر نفس حارج ہوتا ہے۔

تحقیق۔ اُس کی مخالفت چند بار کیجئے پھر آسان ہو جاویگا۔

حال۔ کوشش کرتا ہوں کہ ہر وقت زبان سے اسم ذات جاری رہے۔ مگر شروع کرنے پر جلد بھول جاتا ہوں۔

تحقیق۔ پھر جب یاد آوے کرنے لگے واذکر ربک اذا نسیت

حال۔ عذر کی وجہ اخیر شب کو تہجد نہ ہو سکے تو دن کو چار رکعتیں بہ نیت تہجد پڑھ لیتا ہوں اسم ذات مبارک اکثر زبان پر جاری رہتا ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب محمود ہے۔

حال۔ زبان اگر دوسری بات میں مشغول رہے تو بفضلہ تعالیٰ قلب سے برابر ادا ہوتا ہے اور ادائیت خوب محسوس بھی ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اس دھوکہ میں نہ رہنا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا میں ذکر قلبی ہوتا ہے پھر ذہول ہو جاتا ہے اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ وہ ذکر ممتد ہے۔

حال۔ کچھ دنوں سے طبیعت ایسی ہو گئی کہ چاہے مجھے کوئی کیسا ہی کچھ بُرا کھرا کہدے مگر طبیعت میں پریشانی اور اُلجھن نہیں ہوتی بخلاف قبل کہ ناک پر مکھی نہ بیٹھے حدت وحرارت از حد تھی بارے بدعائے آنحضور بہت تخفیف ہو گئی ہے

تحقیق۔ مبارک ہو۔

حال۔ حتی الوسع کتب بینی اور تلاوت قرآن مجید کی خوب دھیان سے کرتا ہوں

تحقیق۔ اس میں بہت زور دماغ پر نہ ڈالئے۔ متوسط توجہ کافی ہے۔

حال۔ تھوڑی دیر میں بالکل سہو ہو جاتا ہے۔ یا حضرت کثرت نسیان وعصیان سے

۱۱۰

شرمندہ ہو رہتا ہوں۔

تحقیق۔ غیر اختیاری امور میں شرمندگی کیوں۔

حال۔ سخت طبیعت گھبراتی ہے کسی کام میں کسی جگہ طبیعت نہیں لگتی پریشان ہوں عجب اضطراب رہتا ہے کہیں سکون وچین نہیں ہے اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے اور بہت گھبراتی ہے اور جہاں غور کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے زندگی کے ایام بہت کم رہگئے ایک گھنٹہ کا اعتبار نہیں معلوم ہوتا۔ عقلاً ہی نہیں بلکہ طبعاً قیدخانہ میں محبوس معلوم ہوتا ہوں مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا ہے کہ لوگوں کے کچھ قرض میرے ذمہ ہوگئے ہیں مرنیکے بعد کہاں سے دونگا اسواسطے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ ماہ اور رہجاتا تو قرض سے سبکدوش ہوکر اپنے وطن اصلی پہنچ جاتا دیا اللہ ایسا ہی ہو) ان دنوں کئی روز بے حد تمنا اس کی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا۔ پریشان تھا مگر دعا کرنے کی ہمت نہ ہوتی ہاتھ اٹھاتا تو خیال بے ادبی کا مانع ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا ے اے برتر از قیاس وگمان وخیال ووہم الخ۔ مگر پھر تقاضا باقی رہتا اور ہے بھی کیا کروں۔

لوگ نکاح کی فکر میں ہیں اکثر دفعہ جی چاہتا ہے انکار کردوں اور لکھدوں کہ میں مخدوش حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعاً گناہ نہو جائے ونیز لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے جو مناسب ہو تحریر فرماویں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب حالات محمود ہیں مبارک ہو۔ رویت کی تمنا کے تقاضے پر یہ دعا کیجیے کہ اے اللہ رویت جلدی نصیب ہو اس کا حاصل تمنائے تعجیل سفر آخرت ہی جو شوقاً الی اللقاء درست ہے اور نکاح کے بارے میں یہ عمل رکھیے ع چونکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش۔

حال۔ اس ناچیز نے جناب کی اکثر اردو تصنیفات دیکھ کر متعدد بار عالیجناب کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کیا مگر افسوس کہ کثیر العیالی اور فکر ہمیشہ سنگ راہ رہی ہائے تنگدستی کا بھلا ہو کبھی فارغ از ضروریات خورد ونوش نہ ہوا۔

۱۱۱

میں نے رسایل تصوف بھی اکثر دیکھے خدا معلوم کیوں مجھے معارف لدنیہ و مکتوبات
امام ربانی وغیرہ یا مکتوبات حضرت مولانا شاہ خلیل الرحمٰن قدس سرہ العزیز زائد پسند آئے
اسی وجہ سے نقشبندیہ خانداں سے ایک خاص اُنس پیدا ہو گیا ہے لہٰذا عالیجناب سے
گذارش ہے کہ اگر کوئی صورت فلاح دارین کی بوسیلہ جناب اقدس ہو سکتی ہے
تو دریغ نہ فرمایا جاوے اور سلسلہ نقشبندیہ میں باللہ و بالرسول اس ناچیز کو شرف بیعت
سے مشرف فرمایا جاوے اور اگر اس داژون بخت کی سیہ بختی سے غائبانہ بیعت
ناممکن ہو تو کوئی وظیفہ خاص باجازت خاص عنایت فرمایا جاوے جس میں توجہ
آنحضرت عالی مرتبت فلاح دارین یقینی ہو قلب نہایت تاریک لذات دنیاوی کا
خوگر ترغیبات نفس کا مطیع ہے خدا کیلئے اس کافر کو مسلمان فرمایئے اور خدا کی
درگاہ میں جگہ دیجئے۔ رحم فرمایئے رحم۔

تحقیق۔ مجھکو تخصیص کے ساتھ خدمت کرنے سے عذر ہے۔ نیز ایسی تخصیص خلاف
تفویض بھی ہے اور تفویض ہی اول شرط ہے طریق کی۔

حال۔ حضور والا کے مواعظ مطالعہ کر کے اپنے اندر بہت سے امراض باطنی کی
اطلاع ہوئی بعض کا اپنے زعم کے مطابق علاج کیا اور بعض ذکر سے دفع ہو گئے
جس کا علاج کیا وہ یہ ہے غیبت کا مرض تھا۔ یہاں آکر زبان تو غیبت سے بند کر لی
تھی لیکن دل سے کبھی ہو جاتی تھی تو غور کیا کہ اس کا منشا کیا ہے تو معلوم ہوا
کہ دیکھنا کسی کے عیوب یا بُری حالت کا اس کا علاج کیا نگاہ بند کر کے یعنی
جب تک حجرہ کے اندر ہے تب تو ہے لیکن جب ضرورت سے نکلتا ہوں تب
نیچے کی طرف نظر رکھتا تھا اور دائیں بائیں یا کسی کے اوپر بے ضرورت بالکل نظر
نہیں کرتا تھا۔ اس سے بالکل دفع ہو گیا۔ اب کسی کی حکایت شکایت دل میں نہیں
آتی ہے اور زمین کی طرف نظر کر کے چلنے کی ایک قسم کی عادت ہو گئی۔ دوسرا لغو
کلام کا مرض تھا اس کا علاج کیا ترک اختلاط سے یعنی بلا ضرورت شدیدہ کے کسی سے
نہیں ملتا ہوں اور اگر کبھی باہر جانا ہوا اور کوئی دوست ساتھ ہو لیا تو کسی عذر سے

112

واپس چلا آتا تھا۔ غرض تنہا ہو جاتا تھا تو چند روز ایسا کرتے کرتے اب اگر کسی سے اختلاط
بھی ہو گیا تو زبان کلام سے رُک گئی ہے اور کبھی ایک دو بات ضرورت سے زاید
اگر نکل جائے تو فوراً متنبہ ہو جاتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہوں تیسرا مرض یہ تھا
یعنی اپنا کام اچھا معلوم ہوتا تھا اور دوسرے کا کام بُرا معلوم ہوتا تھا یعنی مرض
کبر یہ بہت دن سے تھا نفس کو بہت سمجھاتا تھا کہ تمہارے اندر فلاں فلاں نقصان
ہے لیکن نہیں سمجھتا تھا حضور والا کا کیا شکریہ ادا کروں اگر ہر بال بدن کا ہمیشہ
شکر ادا کرے پھر بھی ادا نہیں ہوگا وہ یہ ہے کہ جس دن حضور والا نے مجھکو
مجلس سے نکالدیا اور فرمایا تھا کہ نکل جاؤ تجھ کو فہم نہیں ہے اُس دن میں نے
نفس کو کہا کہ میاں اچھا ہونا خوب ثابت ہو گیا مجلس میں بیٹھنے کے بھی قابل
نہیں اُس دن سے سمجھ لیا اور پورا یقین کر لیا کہ واقعی ہم سے خراب کسی کی حالت
نہیں کیونکہ اور کسی کو اس طرح مجلس سے نہیں نکالا گیا اب حضرت والا ایک
سبق مل گیا جب کسی کے متعلق کبھی نظر حقارت ہوتی ہے تو وہ واقعہ یاد دلاتا
ہوں تو پھر مان لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم سے بُری حالت کسی کی نہیں۔ چوتھا
مرض کھانے کی حرص ہے یعنی جب کبھی دعوت ہو جاتی ہے یا کبھی کھانا
معمول سے زیادہ مل جاتا ہے تب پیٹ بھرنے پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ نیت
بھر کر چھوڑتا ہی اُس وقت یاد بھی نہیں رہتا کہ یہ حرص ہے بعد کھانے کے
معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تو نیت بھی بھر لی پیٹ بھرنے پر اکتفا نہیں کیا
پھر افسوس ہوتا ہے کہ حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے یہ مرض اب بھی
موجود ہے کچھ علاج سمجھ میں نہیں آیا اب حضور والا سے معروض ہے کہ اس کا
علاج اور جو خیالات اول میں ظاہر کئے ان میں جو جو غلطیاں ہیں از جہت اصلاح
ارشاد فرما دیں دل و جان سے قبول کر کے عمل کروں گا۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ تعالیٰ سب حالات اور امراض کے معالجات سب ٹھیک
ہیں۔ حرص کا علاج علمی کہ وہی زیادہ مفید ہوتا ہے یہ ہے کہ پیٹ بھر چکنے کے بعد

۱۱۳

ہمت کر کے کھانا چھوڑ دیا جاوے کیونکہ یہ امر اختیاری ہے چند روز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ سہل ہو جاویگا۔

حال۔ حضور میرا معمول تہجد کی اکثر آٹھ رکعت ہے طویل قرارت پڑھنے کے شوق سے تبارک الذی کے پارہ سے لمبی لمبی آٹھ سورتیں یاد کرلی تھیں ان سورتوں کو بہت دنوں سے پڑھتا آرہا ہوں اس سے نماز کے اندر بڑا سرور اور لذت ہوتی ہے لیکن چند روز سے بعد نماز کے ذکر بارہ تسبیح میں اتنی لذت نہیں رہتی ہے۔ اب حضور والا سے معروض ہے کہ کیا اسی طرح معمول رکھوں۔

تحقیق۔ ہاں گو ذکر میں اتنی لذت نہ آوے۔ کیونکہ ذکر دوسرے وقت بھی تو ہوگا لذت اُس میں اتم ہوگی۔

حال۔ بعد نماز فجر نصف پارہ قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول وایک ضربی اسم ذات چوبیس ہزار و چلتے پھرتے استغفار بفضلہ تعالیٰ و بدعائے حضور والا روزمرہ بخوبی ادا ہوتی ہے۔

تحقیق۔ نصف پارہ کم ہے ایک چاہیئے۔

حال۔ قلب جاری ہو گیا۔

تحقیق۔ اس کا کیا مطلب صاف لکھیں۔

حال۔ اور کوئی آواز ذکر میں مسموع ہوتی ہے۔ خیال کرتا ہوں تو کچھ پتہ نہیں چلتا لیکن اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ یہ کس وقت۔

حال۔ اور اکثر ذکر میں اور نماز میں اور تلاوت میں یکسوئی اور لذت معلوم ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے اس سے احقر کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تحقیق۔ کیا میرا رسالہ تربیت السالک نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہے تو کیا اس کے متعلق اس میں کوئی تحقیق نہیں ہے۔

حال۔ حضور دعا فرماویں مدام ہی یکسوئی اور لذت ہو جاوے۔

۱۱۴

تحقیق۔ بعد تحقیق کے دعا کی درخواست یا عدم درخواست معتبر ہوگی۔

حال۔ تین چار روز ہوئے کہ رات میں کبھی سامنے اور کبھی بائیں جانب اور کبھی سر کے اوپر روشنی سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ کسی طبیب سے تجویز کرا کر اطلاع دیں کہ دماغ میں حرارت یا یبوست تو نہیں۔

حال۔ یہ احقر چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور دس ہزار مرتبہ استغفار بفضلہ روزانہ پڑھ لیتا ہے اور نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا رہتا ہے غرض الحمد للہ کہ ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہوں غفلت بہت ہی کم ہوتی ہوگی حضرت چند عرصے سے ذکر کے درمیان رقت بہت رہتی ہے اور خصوصاً ذکر کے وقت وہ آگ مشتعل ہوتی رہتی ہے اور بیشتر تو تکلیف سے اتنا ذکر کیا جاتا تھا اور اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ نہایت سہولت اور آسانی سے ذکر کرتا رہتا ہوں خواہ عسرت اور فقر و فاقہ ہو یا قبض و بسط ہو یا اور کوئی مصیبت ہر حال میں نہایت خوش رہتا ہوں بفضلہ تعالیٰ شکایت نام تک کو نہیں ہوتی اور قوت توکل اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اتنی فرما دی ہے کہ میں خاص اللہ پر بھروسہ کرکے اسی پر بھی نظر رکھتا ہوں مخلوق سے مانگنا یا کوئی اپنا راز ظاہر کرنا تو گویا کفر و شرک کی طرح برا معلوم ہوتا ہے مرض کبر سے الحمد للہ اب بالکل امن ہے کبر کے وسوسہ تک سے میں گھبراتا ہوں اور جب کبر کا وسوسہ بھی آجاتا ہے تو فوراً میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ...... سوچنے لگتا ہوں بس رخصت ہو جاتا ہے اب مجھکو اپنے سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں معلوم ہوتا ہے الحمد للہ اب تواضع اپنے اندر بہت پاتا ہوں اس کا اثر ظاہر تو یہ معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے لوگوں سے میری صلح ہوگئی اب مجھ کو میرا کوئی دشمن ہی نظر نہیں آتا دشمنوں سے بھی اس برتاؤ کا یہ اثر ہوا کہ دوستی ہوگئی وطن میں جب میں تھانہ بھون سے بیشتر گیا تھا تو یہ حالت لیکر گیا تھا کہ ہر فرد مسلمان کو میں اپنا مخدوم سمجھتا تھا اور اس

۱۱۵

طرز کا برتاؤ میں ہر مسلمان سے کرتا تھا چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ میرے
مخالف تھے اور ایک طرح کا عناد مجھ سے رکھتے تھے وہ بھی اور مجھ پر شفیق ہو گئے
اور اُن کو میری حالت پر رحم آتا تھا۔ چنانچہ ایک شخص میرے ہم پیشہ مجھ سے
براہ ترحم کہنے لگے کہ بھائی صاحب تم کب تک اس طرح بیکار رہو گے کچھ کام شروع
کرو میں نے کہا حضرت الحمد للہ میں ہرگز بیکار نہیں ہوں بلکہ خدا کے کرم سے مجھکو اُس
کام کی توفیق مرحمت ہوئی ہے کہ جس کے لیئے میں دنیا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کرے
ایسا بیکاری اگر آپ کے عرف میں یہ بیکاری ہے تو مجھکو مبارک ہو کہنے لگے وہ
کام کیا ہے میں نے کہا کہ اللہ اللہ کرنا ہے کہنے لگے کہ روٹیوں کی بھی کچھ فکر
کرنا چاہیئے۔ مقدم روٹیاں ہیں بعد میں اللہ اللہ کرنا ہے میں نے کہا کہ حضرت یہ آپ
کیلئے ہے میں تو روٹیوں کی فکر سے الحمد للہ آزاد ہو گیا ہوں۔ جب سے اپنا فکر کرنا
روٹیوں کیلئے بیکار ثابت ہوا۔ پس فکر کرنا قطعی چھوڑ دیا۔ رازق مطلق کے سپرد
کر دیا ؎

کارساز ما بساز کارِ ما		فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

وہ یہ سُنکر خاموش ہو گئے پھر میں نے یہ اُن سے عرض کیا کہ آپ اللہ کے
واسطے میرے لئے یہ دعا کر دیں کہ خدا تعالی مجھکو اور آپ کو اپنی محبت عنایت
فرمائے اور باطنی اثر تواضع کا اپنے اندر یہ پاتا ہوں کہ گھر کے چھوٹے چھوٹے
کام کرنے سے کچھ شرم آیا کرتی تھی اب بے تکلف خود کرتا تھا۔ جیسے بازار سے
سودا خود لے آنا اناج سر پر رکھ کر چکی پر پیسنے کو دے آنا وغیرہ وغیرہ گویا سنت
سمجھکر گھر کے کام بخوشی کرتا رہتا ہوں اور اُس سے ایک انشراح ہوتا ہے غرض
نفس کے مخالف ہر کام کرنے سے ایک انشراح ہوتا رہتا ہے اور الحمد للہ معصیت
سے سخت نفرت قلب میں ہے غفلت ہو جانیکا قلب میں ہر وقت خیال رہتا
ہے اور ہر کام کے کرتے وقت ذرا دیر پہلے یہ سوچ لیتا ہوں کہ یہ کام میں اللہ
کی رضامندی کے لئے کرتا ہوں چنانچہ ذکر و فکر کھانا پینا غرض تمام

(باقی آئندہ)

جواب۔ چونکہ احتمال غالب است کہ بکر راہمیں گمان باشد کہ زید برائے من خرید می کند و بناءً علیہ مرا ایہام ثمن می دہد کہ خود خرید کردہ و سکوت در موضع بیان مثل بیان باشد لہذا شرط جواز پنج روپیہ گرفتن آنست کہ زید تصریح نماید کہ من برائے خود خرید می کنم باز بشما معاملہ می نمایم و چوں معاملہ بشما جدید باشد شمار اختیار خواہد بود کہ خرید کنید یا نہ کنید و مرا اختیار خواہد بود خواہ بثمن خرید خود بدست شما فروشم خواہ نفع ہم گیرم و بدون ایں تصریح جائز نمی نماید۔

سوال۔ علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ مقام پاتھرڈیہ ضلع مانبھوم میں ایک مسجد نئی تیار ہوتی ہے اور اس میں ہندو لوگ چندہ دینا چاہتے ہیں وہ روپیہ ہندو لوگوں کا مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ اگر یہ احتمال نہ ہو کہ کل کو اہل اسلام پر احسان رکھیں گے اور نہ یہ احتمال ہو کہ اہل اسلام اُن کے ممنون ہو کر اُن کے مذہبی شعائر میں شرکت یا اُن کی خاطر سے اپنے شعائر میں مداہنت کرنے لگیں گے اس شرط سے قبول کر لینا جائز ہے۔ اشرف علی۔

۲۰ جمادی الاخری ۱۳۳۹ھ

سوال۔ آیا کراماً کاتبین کو ارادات و نیات قلبیہ پر اطلاع ہوتی ہے یا نہیں آیہ کریمہ مالھذا الکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصہا سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو معلوم ہوتا ہے۔

جواب۔ حدیث میں ہے کہ من ھم بحسنہ کتبت لہ حسنۃ واحدۃ او کما قال۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ پر بھی اطلاع ہوتی ہے اور یہ بعید ہے کہ اس کاتب کو غیر کرام کاتبین کہا جاوے۔ اشرف علی۔ ۵۔ رجب ۱۳۳۹ھ

سوال۔ ایک شخص کا لڑکا سخت بیمار تھا اُس نے ایک بکری پر لڑکے کا ہاتھ پھیر کر نیت کی کہ بعد صحت قربانی کروں گا۔ چنانچہ لڑکا اچھا ہو گیا۔ وہ بکری پروردہ گھر کی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اُسکے عوض میں دوسری بکری یا بکرا یا گائے و بیل قربانی کریں اور وہ بکری گھر میں رہے لہٰذا اس بارہ میں کیا مسئلہ ہے دوسری ہو سکتی

ہے یا نہیں ۔

جواب ۔ بلکہ دوسری زیادہ بہتر ہے اور اگر اُس وقت یہ خیال تھا کہ جان کے بدلے جان صرف کرنیکی نیت کرنے سے مریض کی جان بچ جائیگی تو خواہ کوئی سا جانور ذبح کیا جاوے اُس کے جواز کی تحقیق دوسرے علماء سے کرنا چاہیئے مجھکو شبہ ہے
اشرف علی از تھانہ بھون ۹ رجب ۱۳۳۹ھ ۔

سوال ۔ زید مسکین و نابینا است و قوت کسب ہم ندارد و او را قطعۂ زمین از راہِ وراثت بدست آمدہ است ۔ لیکن مورث متوفی او حین حیات خود از شخصے ہنود و مذہب چند نقد غصب کردہ بود پس آں ہندو در سرکار انگریزیہ مقدمہ بر آں مورث کردہ بود و مقدمہ او ناثابت شد لیکن زید بہ یقین یا ظن میداند کہ مورث او زمین مذکور باں نقد مغصوب خریدہ بود حالا زید را پیدائش آں زمین خوردن جائز است یا نہ ۔

جواب ۔ حکم ایں چنیں غلّہ تصدق است بر مساکین پس زید تا وقتیکہ مسکین است بحیثیت مسکین بودن اگر منتفع شود گنجائش است نہ بحیثیت وارث بودن کہ مال حرام از وراثت حلال نمی شود و ہرگاہ مسکنت و حاجت نماند لان المال غاد و رائح باز بر مسکیناں تصدق نماید ۔ اشرف علی ۔ ۱۱ ۔ رجب ۱۳۳۹ھ

۴۴

سوال ۔ فقہاء کا یہ کلیہ کہ التزام مالا یلزم من الشارع مکروہ او ممنوع کہ جس کو آپنے بھی اپنی تصنیفات میں جابجا ذکر فرمایا ہے کہاں پر ذکر ہے اگرچہ ضمناً کئی جگہ سے مجھے بھی معلوم ہے تاہم تصریح سے ناواقف ہوں براہ کرم بتا دیجئے کہ کس موقع میں صراحتاً ذکر ہے اور فقہ میں ہے یا اُصول فقہ میں ۔

جواب ۔ خاص اس عنوان سے تو یاد نہیں مگر مضمون اس کا کتاب و سنت و فقہ سب میں موجود ہے اما الکتاب فقولہ تعالیٰ لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا مع ضم سبب النزول الیہ ۔ واما السنۃ فحدیث ابن مسعود رضہ یری حقا ان لا ینصرف الا عن یمینہ ۔ واما الفقہ فحیث ذکروا کراہۃ تعیین السورۃ واللہ اعلم ۔ ۲۵ ۔ رجب ۱۳۳۹ھ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ زید بہت ہی مالدار ہے اُسکا
ارادہ ہے کہ اپنی زندگی میں ایک بہت بڑا وقف کروں جو پچاس ساٹھ لاکھ روپے
کی مقدار میں ہو جس میں ایک بہت بڑا مدرسہ صرف یتیموں کی پرورش اور دینی
تعلیم کے واسطے کھولا جائے جن کی مقدار پانچسو یتیم ہو اس میں قرآن شریف
ترجمہ کے ساتھ اور دینیات کے رسالے پڑھائے جائیں اور پندرہ سولہ سال کی
تک اُن کو اس میں رکھا جائے جب وہ اپنے مذہب سے واقف ہو جائیں تو اُن کو
اگر ضرورت سمجھی جائے تو کچھ ہنر سکھا دیا جائے لیکن یہ ضروری نہیں اور نہ وقف
میں شرط صرف وقف دینیات کی تعلیم کے واسطے اور وہ بھی یتیم غربا کیلئے
جو سُنی مسلمان ہوں ۔ ہاں وہ یہ کرنا چاہتا ہے کہ ایک بہت بڑی زمین جو چند صد
گز ہو سرکار ہند سے لے تاکہ اُسپر بہت بڑا مکان بنا دے جس میں مذکورہ بالا تمام
انتظام مدرسہ و رہائش یتیمان و اُن کی خورو نوش اور مدرسین کا ہو سکے یہ زمین
جو سرکار ہند سے لیجائیگی اُس کی قیمت کچھ نہیں دینا ہوگی بلکہ وہ بطریق امداد دیگی
اسی طرح یہ بھی کہ مثلاً پچاس ہزار روپیہ بطریق امداد سرکار ہند سے لے اور اسکو بھی
مذکورہ روپیہ میں شامل کردے لیکن سرکار کو کوئی حق اُسپر نہیں ہاں جو اُسکے متولی
اور ٹرسٹی مقرر ہوں اُن میں سے چار چھ تو مسلمان ہوں جن کو واقف مقرر کرے
اور دو سرکاری آدمی بھی ہوں اس لئے کہ آیندہ کوئی اس وقف کو ضائع نہ کردے
اور ہضم نہ کر جائے اُن کو بھی منتظمین میں شریک کیا جائے اور سب ملکر کام کریں
ساتھ ساتھ اس میں یہ بھی شرط ہے کہ سرکار کو اس میں کسی قسم کا دخل نہیں تاکہ
اُس کے روپے سے لون سود وغیرہ کا کام کرے اور اُسکے روپے کو زیادہ کرے
بلکہ واقف خود مکانات خریدے اور اُن کو وقف کردے جو اُن کا کرایہ آئے اُس سے
یتیم خانہ مذکورہ کا سب انتظام کیا جائے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ کسی قسم کا سودی کوئی
کام اُن کی آمدنی سے کرسکے ۔ اگر کوئی شخص اس طرح سے وقف کرے تو خدا کے
یہاں اُس کا مواخذہ ہوگا یا نہیں ۔

۹۵

جواب ۔ سرکار سے زمین یا روپیہ لینے سے جب یہ شخص مالک ہو گیا تو مثل دیگر مملوک چیزوں کے اس کا وقف بھی صحیح ہے اور حسن نیت کے بعد کوئی امر مانع مقبولیت بھی نہیں گو بلا ضرورت ایسا کرنا مبہم ہوتا ہے اس لئے احتیاط بہتر ہے اور اتنا بڑا مال ہونیکی حالت میں ظاہراً ضرورت بھی نہیں ۔ لیکن تولیت کیلئے اسلام شرط ہے اگر وہ سرکاری آدمی مسلمان نہ ہوں وہ شرعاً متولی نہوں گے البتہ اگر متولی صرف مسلمان بھی ہوں اور سرکاری آدمی بضرورت اُن کی نگرانی رکھیں اس کا مضائقہ نہیں ۔ اشرف علی ۔ منقم شعبان ۱۳۳۹ھ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسائل ۔

ملا ۔ سونے چاندی کے تعویذ خصوصاً لڑکیوں کے گلے میں ڈالنا جائز ہے یا نہ

الجواب ۔ نہیں ۔ لانہ کالآنیۃ لا کالحلیۃ ۔

ملا ۔ یہ کہ سحری کیوقت روزہ داروں کی اطلاع اور نیند سے بیداری کیلئے نقارہ پیٹنا یا ڈھول کوٹنا یا گھنٹہ بجانا یا توپ سر کرنا یا گولہ چھوڑنا جائز ہے یا نہ بعضے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کہا کرتے تھے اب بھی اذان کہنا تو جائز بلکہ سنت ہے اور اسکے خلاف بدعت ہے اسمیں کیا تحقیق ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ فقہا کے کلام سے اجازت معلوم ہوتی ہے بشرط عدم التطریب اور اذان موجب لتباس ہی لہذا امت نے ترک کر دیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رفع تلبیس کا انتظام فرما دیا تھا حضور کے نائب یعنی خلیفہ کو اب بھی اسکی اجازت ہے کیونکہ وہ جو کچھ کریگا انتظام سے کریگا ۔ دوسرے لوگ ایسے انتظام پر قادر نہیں اس لئے ہر شخص کو اس کی اجازت نہیں ۔ اشرف علی ۔ ۱۳ ۔ شعبان ۱۳۳۹ھ

سوال ۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ میں کہ گورنمنٹ مدرسہ عالیہ سلہٹ میں علوم دینیہ مثل تفسیر بیضاوی وجلالین شریف ومشکوۃ شریف ہدایہ وشرح وقایہ وتوضیح تلویح وغیرہا من العلوم الدینیۃ والعقلیۃ پڑھنا حرام وگناہ کبیرہ ہے یا جائز اور اس مدرسہ کے طلبار کو جاگیر دینا موجب ثواب ہی یا عذاب ۔ بحوالہ کتب فقہیہ کہ ہم مقلد ان

کیواسطے وہی دلیل ہے بیان فرماکر عنداللہ ماجور ہونگے ۔

الجواب ۔ فی رد المحتار وکل مصر فیہ وال من جہتہم ای الکفار یجوز لہ اقامۃ الجمع والاعیاد والحد وتقلید القضاۃ الخ ج ۴ صفحہ ۴۴۲ وفی الدر المختار کتاب القضاء ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم اھ ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ ولایت وقضاء کا کافر سے قبول کرنا جائز ہے اور عادۃً ان مناصب پر اعانت مالیہ لازم ہے پس ملزوم کی اجازت لازم کی بھی اجازت ہے اور ان میں اور تدریس دین میں کوئی فرق نہیں پس مدارس مذکورہ سوال میں پڑھنا پڑھانا اور تنخواہ اور وظیفہ لینا سب جائز ہے اور ایسے مدرس سے پڑھنا ایسا ہے جیسا قاضی متقلد من الکافر کے پاس مقدمات لانا اور جاگیر دینے میں تو کوئی وجہ شبہ کی ہو ہی نہیں سکتی کہ اعانت من المسلم للمسلم ہے ۔ البتہ اگر طلبہ یا مدرس کو کسی امر غیر مشروع پر مجبور کیا جاوے تو پھر یہ استعانت بھی ناجائز ہے ۔ کتبہ اشرف علی ۵ شعبان ۱۳۳۹ھ

۹۳

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حنفیوں کے صحیح مذہب کے اعتبار اور راجح اقوال کے لحاظ سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو کیا باعتبار صحیح وراجح مذہب حنفی کے اُس پر جبر کرکے تمام جہری نمازوں میں قنوت پڑھنا چاہیے یا نہیں ۔ قنوت نازلہ علاوہ فجر کی نماز کے اور نمازوں میں حنفیوں کے یہاں منسوخ ہے یا نہیں طحطاوی بر در مختار اور تحریر مختار وغیرہ کتابوں میں جو حنفی مذہب کی کتابیں ہیں یہ لکھا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ حنفیوں کے مذہب میں ہے اور کسی نماز میں نہیں یہ قول صحیح ہے یا نہیں ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو قنوت نازلہ پڑھی ہے کیا اُس وقت تک آپ پڑھتے رہے جبتک وہ کام پورا نہیں ہوا ۔ جس کے واسطے شروع کی تھی یا اُس سے پہلے ترک کردی حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے جواب تحریر فرمانا چاہیے ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ مراجعت کتب مذہب سے اصل مذہب حنفیہ کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ قنوت

نازلہ کہ صرف صلوٰۃ فجر کے ساتھ مخصوص ہے دوسری نمازوں میں مطلقاً یا صرف جہریات میں پڑھنے کا قول ضعیف اور اصل مذہب کے خلاف ہے اور اس قنوت کے پڑھنے کا منتہا کہیں روایت حدیثیہ یا فقہیہ میں نظر سے نہیں گزرا اور میرے پاس سامان تتبع کا بھی کم ہے لیکن اصول درایت سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ منتہا اس کا حصول مقصود یا قنوطا من حصول المقصود ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۹ھ۔

ضمیمہ جمال القرآن نوشتہ قاری محمد یامین صاحب

سوال ۱؎ جمال القرآن میں ایک مقام سمجھ میں نہیں آتا معلوم نہیں مطبع کی غلطی ہے یا سمجھ ناقص۔ خوبدم کی صفحہ ۴۳ و ۴۴ قاعدہ ۷ لئن بسطت اور احطت۔ اور فرطتم۔ الم نخلقکم میں الخ۔ صفحہ ۴۶ تصحیح۔ اول کے چار لفظوں میں ادغام ناتمام متعین اور پانچویں الخ۔ اس میں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ صفحہ ۴۳ و ۴۴ پر کل صرف ۴ ہی لفظ ہیں پس چار اور پانچویں کا جو تصحیح میں ہے کیا مطلب ہوگا۔

سوال ۲؎ مخرج ض میں حافہ لسان کو مجموعہ بیسوں اضراس سے ملانا چاہئے یا ضواحک وطواحن ونواجذ میں کسی ایک کے ساتھ تماس حافہ لسان کافی ہے۔

الجواب

جواب شبہ اول۔ صفحہ ۴۳ و ۴۴ قاعدہ ۷ میں غالباً مطبع کی غلطی سے ما فرطتم کے بعد (اور ما فرطت) رہ گیا ہے پس لفظ مذکور کو ملا کر چار لفظ ہو گئے کہ ان میں ادغام ناتمام متعین ہے اور الم نخلقکم۔ پانچواں لفظ ہے کہ اس میں ادغام تام بہتر ہے جواب شبہ دوم۔ ضاد کے مخرج میں حافہ لسان کو اوپر کی پانچوں ڈاڑھوں (ضاحک اور ہر سہ طواحن اور ناجذ داہنی یا بائیں طرف) کی جڑوں سے ملانا چاہئے صرف ایک دو کے ساتھ ملانا کافی نہیں اور نیچے کے اضراس سے ملانا غلط ہے۔ کتبہ احقر محمد یامین عفی عنہ

۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

سوال۔ اکثر عورتیں چرخہ چلانے لگی ہیں اور سوت کو روئی سے بدلتی ہیں اس طور سے

کہ سیر بھر سوت دیکر ڈیڑھ سیر روئی اور اُسکے بدلہ میں لیتی ہیں اور فاضل روئی اُن کو جو آدھ سیر
بدلے میں ملتی ہے وہ اپنی مزدوری سمجھتی ہیں اور جو اس طور کا معاملہ کرتے ہیں وہ بخوشی
ادلہ بدلہ کرتے ہیں اس طور کے ادلین بدلین میں سود تو نہیں ہوتا ہے اگر سود ہوتا ہے
تو پھر کونسی صورت اس سے بچنے کی اختیار کریں اور اپنی محنت کس طور سے وصول کریں اُنکی
کوئی صورت بچنے کی سہل بتلائی جاوے تاکہ اُن کو اس مسئلہ سے آگاہ کر دیا جاوے چونکہ
اس طرف اس طور سے سوت کو روئی سے بدلنے کا رواج ہے اس لیے چرخہ چلانی
ہیں ایسا ہی کرتی ہیں۔ اس میں اُن کو نفع ہوتا ہے۔

الجواب۔ فی الهداية واختلفوا فی القطن بغزله قال العینی ای فی بیع القطن بغزل القطن
متساويا وزنا قال بعضهم يجوز لان اصلهما واحد وكلاهما موزون وقال بعضهم لا يجوز و
اليه ذهب صاحب خلاصة الفتاوى لان القطن ينقص اذا غزل وصار كالحنطة مع
الدقيق اھ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئول عنہا جائز نہیں صرف ایک حیلہ
جواز کا ہوسکتا ہے کہ سوت اور روئی کا مبادلہ نہ کریں بلکہ سوت کو داموں کے عوض
میں بیچیں پھر اُن داموں کے عوض روئی لے لیں یا روئی کو داموں کے عوض بیچیں
پھر اُن داموں کے عوض سوت لے لیں۔ اشرف علی ۱۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

الامداد جلد ۲ نمبر ۷ بابت ماہ محرم مضمون معنون بہ زکوۃ الارض میں ہے کہ خراج
موظف بالاجماع مالک زمین کے ذمہ ہے۔ کاشتکار کے ذمہ نہیں۔ البتہ خراج مقاسمہ
کا حکم مثل عشر کے ہے انتہیٰ۔ فقرہ اخیرہ کا یہ مطلب ہے کہ رب الارض اور مزارع دونوں
پر بحصتہما خراج مقاسمۃ واجب ہے اسکی دلیل صراحتاً در اور رد میں میری سرسری نظر سے
تو باوجود تلاش نہ گذری بلکہ برخلاف اسکے چنانچہ درمختار کے اس قول (وفی المزارعۃ ان
کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیہما بالحصۃ) کی شرح کے بالکل آخر میں
شامی لکھتا ہے ثم اعلم ان هذا كله فی العشر اما الخراج فعلى رب الارض مطلقا
كما فی البدائع۔ شامی جز ۲ صفحہ ۵۵ کے اوائل میں وجوب عشر کا حکم بالتفصیل مع الاختلاف
بیان کر چکا ہے اور یہاں وہ تفصیل مذکورہ معتبر فی العشر خراج سے مستثنیٰ کرتا ہے اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ خراج مطلقاً رب الارض پر ہے مزارعۃ میں خراج موظف ہو یا مقاسمۃ کا ہو۔ حضرت والا مدظلہم عمم فیضہم نے جو تفصیل لکھی ہے اور اس مطلق کو مقید کیا ہے از راہ کرم اس کے ماخذ کی عبارت بعینہ سے مطلع فرماویں تو باعث بصیرت وتشفی بندہ ہو۔

الجواب۔ الامداد کی اُسی جلد اُسی نمبر صفحہ ۲ تحت الروایۃ الخامسہ میں رد المحتار کی یہ عبارت ہے واما خراج المقاسمۃ وھو کون الواجب جزءا شائعا من الخارج کالثلث والسدس ونحوھا فعلی الخلاف کذا فی شرح درر البحار میں نے اسی پر ۲۴ کو متفرع کیا ہے اور مثل عشر کا مطلب یہی ہے کہ علی الخلاف ہے۔ اب آپ نے بدائع سے جو عبارت نقل کی ہے ان دونوں عبارتوں میں تطبیق میں غور کیجئے میں نے اپنا ماخذ لکھ دیا ہے۔ اشرف علی ۱۹۔ رمضان ۱۳۳۹ھ

اسپر سوال۔ اس پر یہ خدشہ ہو سکتا ہے کہ عبارت مذکور شرح درر البحار کی دلیل عقد اجارہ کی ہے نہ کہ مزارعۃ (بٹائی) کی زیرا کہ شامی نے بھی اسی کو اسی مراد کیلئے لایا ہے چنانچہ تحت قولہ کخراج موظف فانہ علی المؤجر الخ کے لایا ہے اور خدام والا کی عبارت نمبر ۳ حکم عقد مزارعۃ کا ظاہر کر رہی ہے چنانچہ لفظ کاشتکار اسی کی طرف مشیر ہے فلم یصح الاستدلال بتلک العبارۃ علی ذلک ہاں اگر خدام والا کی مراد نمبر ۳ سے حکم عقد اجارہ ہے تو کوئی خدشہ نہیں پس دریں حالت از راہ کرم حکم خراج عقد مزارعۃ (بٹائی) سے سرفراز فرمائیں کہ سب مالک زمین پر ہے یا مزارع پر بالحصہ ہے جیسا کہ حکم عشر ہے اگر دونوں پر مثل عشر ہے تو شامی کی اس عبارت ثم اعلم ان ہذا کلہ فی العشر اما الخراج فعلی رب الارض اجماعا کما فی البدائع) کا کیا مطلب ہے۔

الجواب۔ کتاب دیکھنے کا وقت نہیں ملتا۔ دوسرے علماء سے تحقیق کر لیجئے اور بعد حصول اطمینان اگر یاد رہے مجھکو بھی اطلاع کر دیجئے مجھ کو بھی فائدہ ہوگا۔ اشرف علی ۲۶۔ شوال ۱۳۳۹ھ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چار رکعت والی

سوال - ریلوے ملازموں کو پنشن نہیں ملتی ہے بجائے اسکے وہاں یہ قانون ہے کہ ملازم
کی تنخواہ سے مثلاً فی صدی دو روپے کاٹ لیتے ہیں اور یہ وضع تنخواہ حسب قانون
ریلوے لازم ہے چاہے کوئی راضی ہو یا نہ ہو اور جس قدر ماہ بماہ وضع کرتے ہیں
اُسی قدر کمپنی یا گورنمنٹ اپنی طرف سے اُس شخص کیلئے نامزد کر دیتی ہے اور پھر یہ
مجموعہ جو ماہ بماہ اس کی تنخواہ سے اور کمپنی کی طرف سے ہی اسکو تجارت میں
لگا دیتے ہیں اور اسکے اصول مقررہ کے مطابق اس کے نفع کو جس کو وہ سود کہتے
ہیں برابر اُس کے لئے رکھتے جاتے ہیں جب ملازمت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے
تو یہ سب روپیہ اُسکو یکمشت دیدیتے ہیں تنخواہ سے جو کچھ وضع کر لیتے ہیں وہ تو
اس کا حق ہے - اس کی حلت میں تو کوئی شبہ نہیں اور کمپنی اپنی طرف سے جو
ڈبل روپیہ اس کے لئے نامزد کرتی ہے وہ بھی عطاء سلطانی یا انعام کہا
جا سکتا ہے رہا وہ سود تو کیا اس کو سود کہہ کے لینا حرام کہا جاوے یا وہ بھی
محسوب انعام میں ہوگا کمپنی والے اس کو سود ہی کہتے ہیں چنانچہ ہر سہ ماہی میں
اُس کا حساب بھیجتے رہتے ہیں کیا یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ سب انعام اور جائزہ
ہے وہ چاہے اس کو سود کہیں یا جو چاہے کہیں بندہ نے اس مسئلہ میں بہت
غور کیا تو اس طرف زیادہ خیال جاتا ہے - حضور جو ارشاد فرماویں السائل
غلام قادر بھنت -

جواب - میرا مدتوں سے یہ خیال تھا کہ یہ بھی صلہ ہے تسمیہ سے حرمت نہیں
آتی - کتبہ اشرف علی ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ -

سوال - کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسجد بازار و شارع عام وغیرہ
آبادی وغیرہ کے سوا آبادی کی مسجد جیسے محلہ کی مسجد یا جامع مسجد میں جماعت
ثانی کا ہونا کیسا ہے -

جواب - اختلاف ہے -

سوال - کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وقت فجر و ظہر و عصر یا عشا

قبل فرض مقتدی سنتیں پڑھ چکے ہوں اور امام صاحب کے بے سبب کسی عذر یا بلا عذر
نہ پڑھی ہو جماعت میں کوئی شبہ کراہت تو نہ ہوگا۔
جواب ۔ نہیں ۔ کتبہ اشرف علی ۔ ۱۹ ۔ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

حوادث الفتاویٰ

از آغاز ۱۳۳۹ھ

سوال ۔ ہمارے محلہ میں یہ انتظام ہوا ہے کہ پنج وقتہ ہر آدمی کو نماز کیواسطے
بلایا جاوے اُس کے لئے چودہ آدمی مقرر کر دیئے ہیں ۔ جس وقت اذان ہوئی
اُسی وقت وہ سب آدمی آوازیں محلہ میں لگاتے ہیں کہ چلو نماز یو نماز تیار ہے
مسجد میں اذان ہوئی اور وہ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر آدمیوں کو بلاتے
ہوئے مسجد میں آجاتے ہیں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں ۔ ایک مولوی صاحب
نے فرمایا کہ یہ بدعت و مکروہ ہے ۔
جواب ۔ مجھ کو بھی یہی معلوم ہے ۔
سوال ۔ اور اگر بعد اذان کے مسجد ہی میں سے موذن یا اور آدمی نمازیوں کو بلانے
جاوے تو بھی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو مکروہ وغیرہ تو نہیں ہے ۔
جواب ۔ وہی حکم ہے ۔
سوال ۔ دوسرے یہ کہ استنجا خشک کرنے میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا
جائز ہے یا نہیں ۔
جواب ۔ جائز ہے ۔ مگر استنجا ایسے موقع پر خشک کرنا کہ گذرنے والوں کا مواجہ
ہو خلاف انسانیت ہی ۔
سوال ۔ زیر پائی کا حکم مردوں کے لئے کیا ہے اور عورتوں کیلئے کیا ہے مجھے
شبہ تشبہ بالفساق کا ہے کیا یہ صحیح ہے ۔

اب۔ زیر پائی سے قلب میں وجدانًا تو انکار معلوم ہوتا ہے۔ باقی وجہ پورے در سے ذہن میں حاضر نہیں۔

وال۔ یہاں کئی عورتوں نے لاہور سے مسمریزم کی انگوٹھی منگائی ہے سنتی وں اُس میں مرے ہوئے آدمی نظر آتے ہیں۔ اگر اُس کا دیکھنا جائز ہوگا تو میں ضرور منگوا لوں گی اگر ناجائز ہوگا تو آپ اس کارڈ میں لکھ دیں میں ہرگز نہ دیکھوں گی۔ اسی وجہ سے میں نے آپ سے دریافت کیا۔

جواب۔ اُس انگوٹھی کی حقیقت مجھکو خوب معلوم ہے اُس میں جو نظر آتا ہے وہ واقعی نہیں ہوتا۔ محض عامل کا خیال ہوتا ہے اور لوگ اُس کو واقعی سمجھ کر اپنا عقیدہ اور عمل خراب کرتے ہیں۔ اس لئے اُس کا استعمال جائز نہیں
یکم رجب ۱۳۳۹ھ۔

سوال۔ سینما (جس میں قصہ کے پیرایہ میں تصویریں مشین کے ذریعہ دکھائی جاتی ہیں) دیکھنے کا مجھ کو کچھ شوق ہے اور مقصود اُس کو دیکھنے سے یہ ہوتا ہے کہ چونکہ تصاویر یورپ وامریکہ کے مکانات اور اشخاص وغیرہ کی دکھائی جاتی ہیں اس لئے ان تصاویر سے یورپ و امریکہ کے مذاق کا پتہ چلے اور معلوم ہو کہ وہ لوگ اپنے مقاصد کو کس طرح حاصل کرتے ہیں فلہذا ارشاد ہو کہ کیا سینما میں دیکھ سکتا ہوں۔
از ناچیز ...... سلام مسنون یہ سینما کا کھیل تصاویر متحرکہ کا تماشا ہے اس سے پہلے ایک قسم کا باجا بجایا جاتا ہے۔ اُس کے بعد بجلی کے ذریعہ سے تصاویر متحرکہ کی جاتی ہیں۔

جواب۔ مسئلہ سینما میں جبکہ تصاویر محرمہ موجود ہیں اور شے محرم سے انتفاع و تلذذ ناجائز ہونا معلوم پھر سوال کی کیا گنجائش ہے اور اس سے جو مقصود کی مشروعیت طریق کی اباحت کو مستلزم نہیں پھر مقصود ہی کونسا ضروری ہے اور باجہ کا منضم ہونا اور بھی قبح کو بڑھا دیتا ہے۔ اشرف علی ۶۔ رجب ۱۳۳۹ھ

سوال - امر دریافت طلب یہ ہے کہ الامداد بابتہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ کے مضمون
سے معلوم ہوا کہ نوٹ نہ حقیقۃً نقد ہے نہ حکماً بلکہ سند نقد ہے اگر ایسا ہے تو شبہ
ہوتا ہے کہ نوٹ کی بیع بالعوض روپے کے جائز نہ ہو اس لئے کہ بیع صرف میں
لین دین دست بدست شرط ہے اور یہاں ایک جانب سے حوالہ ہے جواز
کی کیا صورت ہے

جواب - مبادلہ مقصود نہیں جس میں یدا بید شرط ہے بلکہ ایک شخص سے قرض
لیتا ہے اور اُس کو خزانہ پر حوالہ کر کے نوٹ دیتا ہے قرض میں یدا بید شرط نہیں
۲۵ - رجب ۱۳۳۹ھ

سوال - رام لال جو ہمارا پہلا مضارب تھا جس وقت وہ علیحدہ ہونے لگا تو نفع کا
حساب کر کے جو رقم اُس کے حصہ کی نکلتی تھی وہ اُس کے حوالہ کی گئی حساب
اس طور پر جوڑا گیا (۱) زر نقد جو تحویل میں تھا (۲) مال چمڑا و سامان وغیرہ جو
دوکان و کارخانہ میں تھا (۳) بقایا جو بیوپاریوں و کاریگروں کے ذمہ تھا ان
تینوں کو جمع کر کے نفع نکال لیا گیا۔ مثلاً جس وقت کام شروع کیا تھا تو دس ہزار
روپے لگائے گئے تھے اور جب کام ختم کیا گیا تو از روئے حساب بالا چودہ ہزار
ہوگئے اس سے معلوم ہوا کہ چار ہزار نفع ہے۔ رام لال کے علیحدہ کرنے کی
وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتا تھا اور اسی وجہ سے
جو نفع ہوا وہ دراصل خدا کا فضل اور بظاہر دوسرے مضارب اور رب المال کی
مساعی کا نتیجہ تھا بقایا میں کچھ اور رقوم بھی تھیں جو ناقابل وصول سمجھ کر خارج از
حساب کر دی گئی تھیں اور اگر وہ بھی شمار کر لی جاتیں تو نفع کی مقدار اور بڑھ جاتی
طے شدہ حساب کے بعد دوسرے مضارب اور رب المال کی کوشش اور روپیہ
اور وقت خرچ کرنے سے بعض ناقابل وصول رقوم وصول ہوگئیں جو مضارب
اول رام لال کے خیال میں ڈوبی ہوئی تھیں اور بعض رقوم جو بقایا میں قابل وصول
سمجھ کر داخل کی گئی تھیں اور انہی حساب سے رام لال کا حساب کیا گیا تھا

محنت و وقت اور مزید روپیہ خرچ کرنے کے ڈوب گئیں۔ اس صورت میں مضارب اوّل ڈوبی ہوئی رقوم کا ذمہ دار اور وصول شدہ رقوم کا حصہ دار ہے یا نہیں یہ ظاہر ہے کہ جو رقوم وصول نہ ہوتیں اور بعد میں خارج از حساب کرنی پڑتیں تو وہ یہ کہہ کے انہیں مجرا دینے سے انکار کرتا کہ ہم تو الگ ہو گئے اب ہمیں کیا تعلق اُس نے بعض بقایا کے وصول کرانے میں ایک بد دیانتی یہ بھی کی کہ جس پر سو روپے آتے تھے اُس کا مثلاً اسی کا مال سو میں خرید لیا گو اُس مقروض سے اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس صورت میں اُس سے کس طرح حساب کیا جائے جو رقوم ناقابل وصول وصول ہوئیں اُن پر روپیہ اور محنت اور وقت صرف ہوا ہے اس وجہ سے اُن کی تعداد کسی قدر ڈوبی ہوئی رقوم سے زیادہ ہی ہوگی۔ لیکن حساب میں یا اندازہ سے مہنگے خریدے ہوئے مال اور صرف شدہ روپے کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر جو وقت مضارب ثانی اور رب المال کا صرف ہوا ہے اُس کی قیمت کا کوئی اندازہ کرنا مشکل ہے کیونکہ اُسے کسی روز سو اور پانچسو روپے کی آمدنی ہوتی ہے اور کسی دن کچھ بھی نہیں اسی طرح سال کی اوسط آمدنی بھی متفاوت ہوتی ہے کبھی کم نفع ہوا کبھی زیادہ۔

الجواب۔ رام لال کے ذمہ ہے کہ سب رقوم یافتنی وصول کرے اُس کو انکار کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن اُس کا حصہ دار ہونا اُس کے وصول کرنے پر موقوف نہیں یعنی اگر بدون اُس کی سعی کے یا رب المال وغیرہ کی سعی سے وصول ہو گئیں تو اگر وہ نفع کی رقم ہے جیسا سوال سے ظاہر ہے تو وہ اُس میں حصہ دار ہے اور در صورت وصول نہ ہونے کے اُسکو یہ کہنے کا حق نہ تھا کہ ہم الگ ہو گئے ہمیں کیا تعلق اُس کو وہ رقوم مجرا دینا پڑتیں اور یہ بد دیانتی کہ اسی کا مال سو میں خریدا یہ غبن یسیر ہے جس کا مضارب کو اختیار ہے گو بدنیتی سے وہ گنہگار ہو مگر عقد نافذ ہو جاویگا اور اُسکے سب احکام مرتب ہونگے اور جو رقوم متوقع الوصول تھیں اور وصول نہیں ہوئیں وہ حساب سے خارج کی جاویں گی۔ پس اگر رقوم غیر متوقع الوصول جو کہ وصول ہو گئی مقدار میں رقم

متوقع الوصول ہے جو کہ وصول نہیں ہوئیں زیادہ ہے تو اس زیادہ کی بھی تقسیم حسب شرط مضاربت ہوگی اور وقت ونسخ کی کوئی قیمت بدون عقد کے نہیں ہوتی اس لئے اس کا اعتبار نہیں یہ مقتضیٰ عقد کا تو یہی جواب ہے لیکن اگر اس خلجان سے متعاقدین بچنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ چڑھی ہوئی رقوم میں عام اس سے کہ وہ متوقع الوصول ہوں یا غیر متوقع الوصول جتنا حصہ مضارب کا بتراضی متعاقدین قرار پاوے اس مجموعی حصہ کے عوض میں رب المال کوئی چیز گو کیسی ہی خفیف قیمت کی ہو مضارب کو دیدے تو وہ تمام چڑھی ہوئی رقوم رب المال کی ملک ہو جاویگی اور یہ اشکال مذکور فی السوال اس میں پیش نہ آویگا۔ اب بھی ایسا ہی کر لیا جاوے

کتبہ اشرف علی ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

سوال۔ حیدرآباد کے اور انگریزی روپے میں ہمیشہ تفاوت رہتا ہے حیدرآباد کا روپیہ انگریزی روپے سے کم رہتا ہے مگر وہ کمی کبھی معین نہیں ہے۔ کبھی انگریزی سو روپے کے بدلے وہاں کے ایک سو دس کبھی بارہ کبھی چودہ کبھی ایک سو سولہ اور اس سے بھی زائد ملتے ہیں اس صورت میں اگر کسی کو حیدرآبادی انگریزی سو روپے ایسے وقت میں دیئے جاویں جبکہ وہاں وہ ایک سو دس کو چلتے ہیں اور وہ قرض واپس ایسے وقت میں کر رہا ہے جبکہ وہ ایک سو پانچ کو چلتے ہیں یا اس کے برعکس کسی نے انگریزی علاقہ کے باشندے سے ایسے زمانہ میں ایک سو پانچ روپے حیدرآبادی قرض لئے جبکہ وہ انگریزی سو روپے کے برابر تھے اور اب وہ اُسے وہی ایک سو پانچ حیدرآبادی ایسے وقت میں واپس دیتا ہے جبکہ وہ پچانوے انگریزی کے برابر ہیں ان دونوں صورتوں میں قرض دینے والے کا نقصان ہے آیا اس نقصان کو کسی قاعدے سے مقروض سے لیا جانا ممکن ہے یا نہیں اور جو صورت ان دونوں کے بالکل برعکس ہوگی اُس میں مقروض کا نقصان ہوگا مثلاً اُس نے انگریزی سو روپے ایسے وقت میں لئے جبکہ وہ حیدرآبادی

ایک سو دس کی برابر تھے اور اب دیتے وقت ایک سو بیس حیدر آبادی میں سو انگریزی مہیا ہوئے آیا اس طور کا نقصان یا نفع سُود تو نہ ہوگا۔

الجواب الاقراض تقضی بامثالہا کے قاعدہ سے جس قسم کا روپیہ قرض لیا تھا اُس قسم کا واجب الادا ہوگا تفاوت فی القیمۃ کا اعتبار نہ ہوگا اس تفاوت کی بنا پر جس نقصان کی شرط عقد میں ٹھہرانا یا بلا شرط لینا جبکہ متعارف ہو ربوا اور حرام ہے البتہ اگر متعاقدین بلا شرط اور بلا عرف اگر ادا کے وقت اس پر رضامند ہو جاویں کہ نرخ موجود کے اعتبار سے جس قدر پیسے اُس رقم قرض کے ہوتے ہوں وہ پیسے ادا کر دیں تو یہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسی مجلس میں سب حساب بے باق ہو جاوے اور اگر اتنے پیسے نہ ہوں تو جتنے کے پیسے موجود ہوں اُسی قدر رقم کا حساب کریں بقیہ کا اس شرط مذکور کی موافق پھر کر لیں۔ اشرف علی۔ ۱۲۔ رمضان ۱۳۳۹ھ

سوال۔ زید نے ایک مِل کمپنی کے حصے خریدے ایک حصہ ۱۰۰ میں خریدا آج وہ حصہ ۲۰۰ میں بکتا ہے اصل حصہ سو روپے کا ہے اسکی آمد سالانہ کبھی سو کبھی کم کبھی زیادہ ہے۔ زید زکوٰۃ کس طرح دے اور مفصل گذارش یہ ہے کہ کمپنی کی جائداد یعنی عمارت اور اُس کی مشینیں سانچے وغیرہ یہ کل پچیس لاکھ روپے کی ہیں اور روپے جمع پچیس لاکھ ہیں زید کے حصہ میں اگر یہ جائداد اور روپیہ جمع ہوا تقسیم ہووے تو دو سو روپے آنے کی اُمید ہے یہ تو جواب ہے۔ اب بندہ پھر تفصیل سے عرض کرتا ہے۔ شروع کمپنی جب ہوئی تو ایک حصہ ایک سو روپے کا تھا۔ ایسے دس ہزار حصے کے خریدار لوگ ہوئے جس سے دس لاکھ روپیہ جمع ہو گیا اس کی ایک عمارت بنائی اور کچھ مشینیں لا کر اُس میں نصب کر دی گئیں پہلے سال سو روپے پر اس کمپنی نے نفع دس روپے تقسیم کیا تو ایک حصہ جو سو کا تھا دو سو روپے میں پہلے خرید اس سے عمر نے خرید لیا دوسرے سال بیس روپے ایک حصہ جو کہ سو کا تھا اُس پر تقسیم کئے جس کی وجہ سے حصہ کی قیمت ۲۰۰ کی ہو گئی

عمرو سے ایک حصہ بکر نے ۳۰۰ میں خریدا ایسے ہی زیادہ نفع ہونے سے قیمت
بڑھتی گئی اور بکر سے خالد نے ۴۰۰ میں خریدا پھر خالد سے زاہد نے ۶۰۰ میں پھر زاہد سے
اب زید نے ۷۰۰ میں خریدا اب اس سال وہی حصہ ۴۰۰ میں بکتا ہے سرمایہ اور
عمارت وغیرہ سب جمع کی جاوے تو زید کو ۲۰۰ روپے حصے میں آسکتے ہیں اور سالانہ
نفع کبھی سو روپیہ کبھی دو سو کبھی ڈیڑھ سو۔ اب سوال یہ ہے کہ آمدنی سالانہ پر
زکوۃ دے یا سرمایہ و جائداد کی قیمت کرکے جو حصہ جس قدر زید کے حصہ میں آتے ہیں اُن
اس مقدار پر زکوۃ دے یا جتنی رقم سے زید نے حصہ خریدا تھا مثلاً ۷۰۰ سے خریدا
تھا اس مقدار پر زکوۃ دے یا اصل حصہ سو کا تھا اس مقدار پر زکوۃ دے یا آجکل اس
کی قیمت ۴۰۰ کی ہوگئی ہے اس مقدار پر زکوۃ دے۔ تحریر فرمادیں۔

الجواب۔ جواب سے پہلے یہ مقدمات سُن لینا چاہئیں۔

(۱) تجارت کی اصل اور نفع دونوں پر زکوۃ واجب ہے۔

(۲) عمارات و آلات حرفہ پر زکوۃ واجب نہیں۔

(۳) مال حرام پر اگر وہ اپنی ملک میں مخلوط ہوجاوے زکوۃ ہے مگر بقدر حق غیر
دین ہونیکے سبب زکوۃ سے مستثنیٰ ہوجاویگا۔

ان مقدمات کے بعد سمجھنا چاہیئے کہ ابتدائی شرکت میں اصل شریک کا جو مثلاً
سو روپے تھا اس میں سے کچھ حصہ تو عمارات و آلات میں لگ گیا اُسکی زکوۃ واجب
نہیں ہوئی اور کچھ حصہ تجارت میں لگا اُس پر مع نفع کے زکوۃ واجب ہوئی خواہ وہ
نفع پورا اس شریک کو مل گیا ہو خواہ کچھ تقسیم ہوکر بقیہ سرمایہ میں شامل ہوگیا ہو مثلاً
سو روپے میں بیس تو عمارات و آلات میں لگ جاویں اور اسی تجارت میں لگ جاویں
اور اس اسی پر پندرہ روپیہ نفع ہو جس میں سے دس تو شریک کو ملے اور پانچ سرمایہ میں
داخل کر دیئے گئے اب زکوۃ پچاسی روپیہ پر واجب ہوگی۔ پھر جب یہ حصہ مثلاً کسی نے
خریدا تو حقیقت عقد کی یہ ہوگی کہ پچاسی روپیہ تو پچاسی کے عوض میں ہوگئے اور ایک
سو پندرہ روپے حصہ آلات و عمارات کے عوض میں کیونکہ بدون اس تاویل کے

ضمیمہ ثالثہ تتمہ سابعہ تنبیہات وصیت بابت سنہ ۱۳۳۹ھ

مضمون اول علاوہ چھپن ۵۶ حضرات مذکورین تتمات وضمائم سابقہ کے ذیل کے اصحاب کو بیعت وتلقین کی اجازت دیگئی (۵۷) منشی محمد سلطان ڈاکخانہ دُن یال ضلع کرنول مدراس پر رسید قنسی ۲۸ ربیع ثانی سنہ حال کو (۵۸) شاہ فخر الدین گھوٹکی ضلع سکھر ۲۳ ذیقعدہ سنہ حال کو

اطلاع ۱ متعلق مجازین اجازت یافتگان سابقین ہے حکیم نور احمد کانپوری مذکور نمبر ۵۳ ضمیمہ اولی تتمہ سابعہ کی وفات کی انکی ہمنامی کے بعد بقیہ ۵۶ رہے

اطلاع ۲ ایضاً علاوہ متوفین کے جو (۵۶) رہے تھے ان میں سے **بعض** کی اجازت کو میں نے منسوخ کردیا چنانچہ ایک اطلاعی خط جو ۸ شوال سنہ حال روانہ مقام سہارنپور کا حامل جو اسکے متعلق ہے ذیل میں منقول ہے۔

بنام مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی مذکور نمبر ۱ تتمہ اولی چونکہ شرائط اجازت کے متحقق نہیں رہے لہذا اب میں نے جو آپ کو بیعت وتلقین کی اجازت دی تھی وہ بھی میری طرف سے باقی نہیں رہی اھ اور اسکے بعد ایسے معاملات واقع ہوئے جن سے خود بیعت بھی باقی نہیں رہی مقصود اس سے صرف ان لوگوں کو اطلاع دینا ہے جو محض میری بیعت واجازت کی بنا پر اُن سے رجوع کرتے اور جن کے رجوع کی یہ بنا نہو وہ میرے مخاطب نہیں ہر شخص کو اپنے دین کا اختیار ہے اور **بعض** کے حالات ہی انہیں معلوم ہوئے جن پر حضرت نے تتمہ سابعہ کی اطلاع ۲ میں تنبیہ بھی کی ہے اور **بعض** کے حالات مشتبہ سننے میں آتے ہیں اسلئے احتیاطاً انتخاب کے بعد مجازین کی ایک مستقل فہرست تجویز کرتا ہوں انکے سوا اوروں کو فی الحال مجاز نہ سمجھا جاوے البتہ اگر کسی کا حال قابل اطمینان ثابت ہوگا اُس کا نام از سر نو درج کیا جاویگا۔

(۱) مولوی شاہ لطف رسول صاحب (۲) مولوی محمد عیسیٰ صاحب محی الدین پور (۳) مولوی خلیل الرحمن صاحب (۴) مولوی عبد العلیم صاحب (۵) مولوی عبد الغنی صاحب (۶) حاجی شیر محمد صاحب (۷) مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب (۸) مولوی ابو بکر صاحب بہار یہ سب تتمہ اولے میں مذکور ہیں) (۹) شیخ معشوق علی صاحب (۱۰) مولوی افضل علی صاحب (یہ تتمہ ثانیہ میں مذکور ہیں) (۱۱) مولوی عبد المجید صاحب بچھراؤں (یہ تتمہ ثالثہ میں مذکور ہیں) (۱۲) مولوی عبد الرحمن صاحب کھطر (۱۳) خواجہ عزیز الحسن صاحب (۱۴) مرتضیٰ حسین (۱۵) مولوی ظفر احمد صاحب (یہ تتمہ رابعہ میں مذکور ہیں) (۱۶) خیرات احمد صاحب (۱۷) مولوی حبیب اللہ صاحب (یہ تتمہ خامسہ میں مذکور ہیں) (۱۸) حافظ محمد عمر علیگڈھ (۱۹) مولوی وصی اللہ صاحب (۲۰) مولوی محمد عیسیٰ صاحب بنارس (یہ ضمیمہ تتمہ خامسہ میں مذکور ہیں) (۲۱) مولوی محمد اسحٰق صاحب بردواں (یہ تتمہ سادسہ میں مذکور ہیں) (۲۲) فیروز شاہ صاحب (۲۳) رحیم بخش صاحب (۲۴) منشی محمد یوسف (۲۵) مولوی شبیر احمد صاحب اگر اپنی مصلحت کے خلاف نہ سمجھیں (یہ ضمیمہ تتمہ سادسہ میں مذکور ہیں) (۲۶) مولوی ابو الحسین صاحب (یہ تتمہ سابعہ میں مذکور ہیں) (۲۷) مولوی واحد بخش صاحب (یہ ضمیمہ اولے تتمہ سابعہ میں مذکور ہیں) (۲۸) حاجی شمشاد (۲۹) محمد عبد اللہ خاں صاحب (۳۰) حاجی مصطفےٰ صاحب (یہ ضمیمہ ثانیہ تتمہ سابعہ میں مذکور ہیں) (۳۱) منشی محمد سلطان صاحب (۳۲) شاہ فخر الدین صاحب یہ اس ضمیمہ ثالثہ میں مذکور ہیں آیندہ اسی عدد سے سلسلہ رہیگا۔

ف ۵ واں ان کا پورا پتہ بھی مذکور ہے مگر بوجہ طویل کے سبب نقل نہیں کیا۔ اسی طرح بعد کے ناموں میں بھی ۱۲

تنبیہ۔ بقیہ اوروں کو مجاز نہ سمجھنا اُن کی صلاحیت کی نفی نہیں میرے علم صلاحیت کی نفی ہے یعنی اُن کے قابل اجازت ہونے کی تجسس تحقیق نہیں۔

مضمون ثانی بعض رسائل و مواعظ جدیدہ التالیف بترتیب سلسلہ سابقہ (۴۶۲) الجلاء للاجتلاء (۴۶۳) الدین الخالص (۴۶۴) تحقیق الشکر (۴۶۵) الفضل العظیم (۴۶۶) رجاء اللقاء (۴۶۷) احکام المال (۴۶۸) القرض (۴۶۹) الاسراف (۴۷۰) اجابۃ الداعی (۴۷۱) الشریعۃ یہ سب مواعظ ہیں (۴۷۲) ذم العلائق مع الخلائق یہ ملفوظ ہے (۴۷۳) عروس المواعظ (۴۷۴) اصول الوصول (۴۷۵) الشفاء لحوادث الوباء (۴۷۶) ذکر محمود (۴۷۷) تسہیل المنطق حواشی تیسیر المنطق (۴۷۸) الانوار النظریۃ فی الآثار النظریۃ مکاتبات فیما بیننا از مولوی ظفر احمد (۴۷۹) التحقیق کر مسلک کی شرح (۴۸۰) رفع الضیق عن اہل الطریق (۴۸۱) جمالین یا نوالین علی الجلالین یک پارہ از مولوی وصی اللہ صاحب (۴۸۲) ضمیمہ ہذا یہ سب رسائل ہیں۔

مضمون ثالث عبدالصمد صاحب امام مسجد عبدالرحمن پوسٹ صدر فرنگی بازار روڈ چاٹگام نے اغلاط العوام کو بنگلہ زبان میں ترجمہ کر کے شائع کرانے کی اجازت چاہی مسرت بلکہ منت کے ساتھ اجازت دیدی گئی۔

مضمون رابع متعلق مکانات حکیم نور احمد عرف ننھے خاں کانپوری مرحوم نے (جنکا ذکر ضمیمہ ۲ مضمون اول الطلاع ۱۴ میں ہے) تین قطعہ مکانات واقعہ محلہ ہر بنس محال کی وصیت میرے نام کردی تھی میں نے شرائط خاصہ کے ساتھ وہ مکانات یتیم خانہ کانپور میں وقف کر کے ڈاکٹر عبدالکریم صاحب متولی یتیم خانہ مذکور کو مع شرائط کے اطلاع کردی اعلان کی غرض یہ ہے کہ میرا کوئی وارث دعویٰ نہ کرے۔

مضمون خامس متعلق ظل صفحہ (کہ تتمہ آئین مدرسہ و خانقاہ امدادیہ کا ہے) بر دفعہ (۱۵) آئین مذکور مندرجہ ضمیمہ ثانیہ تتمہ سابعہ قواعد ذیل کا اضافہ کرتا ہوں جن کا نمبر سلسلہ سابقہ کے لحاظ سے لکھا گیا ہے

(۲۶) یہ بھی مثل ۲۵ کے ہمیشہ کیلئے ناقابل تبدل ہے بلکہ حقیقت میں نمبر ۲۵ کا ایک جزئیہ ہے) مدرسہ و خانقاہ کی کسی مد کی رقم سے کسی کو کبھی قرض نہ دیا جاوے۔ نہ طالب علم کو نہ مدرس کو نہ مہتمم کو نہ شیخ کو نہ کسی معین ملازم کو تا بدیگرے چہ رسد اگر کوئی متولی ایسی غلطی کرے فوراً ضمان داخل کرے گو وہ رقم ایسی ہی ہو جو نہ مدرسہ کے نامزد ہو نہ خانقاہ کے بلکہ اُسکا صرف کرنا بالکل مولیٰ یا متولی کے اختیار میں دیا گیا ہو کہ جس مصرف خیر میں چاہے صرف کرے جیسا کہ اسوقت تک زیادہ رقوم اسی قسم کی آتی ہیں یہ قاعدہ اور اسکے بعد والا ایسی رقم کو بھی شامل ہے کیونکہ آخر امانت تو وہ بھی ہے

(۲۷) تحویل ہمیشہ ایسے صندوق میں رہنا چاہیے جس میں کم از کم دو مختلف کنجیوں کے قفل لگائے جایا کریں اُن میں سے ایک کنجی متولی کے پاس ہو اور دوسری مولیٰ یعنی متولی مقرر کرنے والے کے پاس اور درصورت اُسکی موت یا بُعد و غیبت کے شیوخ حاضرین خانقاہ میں سے کسی شیخ کے پاس اور درصورت عدم حضور کسی شیخ کے خود متولی اپنے تدین سے کسی ایسے شخص کو تجویز کرلے جو تدین کیساتھ متولی سے مغلوب نہ ہو اور جب کوئی رقم تحویل سے لی جاوے ان دونوں شخصوں کے اجتماع اور مشاہدہ سے لیجاوے اور اس دوسرے کنجی بردار کا تبدل مولیٰ کے زندہ ہونے پر اسکے مشورہ پر موقوف ہے اور اسکے زندہ نہ ہونے پر مستقلاً متولی کی رائے پر ہے **تنبیہ** اگر صندوق میں بہت ہی قلیل رقم ہو یا کسی وقت نہ ہو تب بھی اس قاعدہ کی پابندی مصلحت اعتیاد کے تحت ہے

(۲۸) متولی کو ایکماہ کے اوسط خرچ سے زیادہ رقم نکال کر اپنے پاس رکھنے کا اختیار نہ ہوگا

(۲۹) ہر ماہ کے اخیر پر جمیع خرچ و بقایا کو درج کر کے دوسرا کنجی بردار حساب کو جانچکر بقایا موجودہ کو اپنی آنکھ سے دیکھکر رجسٹر پر دستخط کیا کرے۔

(۳۰) ضرورت شدیدہ کے وقت ایک مد سے دوسری مد کیلئے قرض لیا جا سکتا ہے مگر رقم واجب التملیک اس سے مستثنیٰ ہے۔

نے مجھ سے یہ کہا اور میں نے انہیں یہ جواب دیا اور یہ شخص دو حال سے خالی نہیں یا تو اُس کو نہ اپنے نفس اور حدیث النفس کی خبر ہے اور نہ اپنے رب اور اس کے ساتھ ہمکلامی اور ہم سخنی کی کیفیت معلوم ہے اور یا اپنے اس قول کے بطلان کو جانتا ہے۔

(مگر) ہوائے نفسانی اُس کو اس بات کے دعوی کرنے پر آمادہ کرتی ہے تاکہ (دوسروں کو) اس خیال میں ڈالے کہ اسے کوئی بڑی چیز حاصل ہو گئی اور یہ تمام گمراہی ہے اور اس بات پر ایسے جرأت کرنے کا سبب وہ ہے جو اس نے بعض محققین کے کلام سے خطابات سُنے ہیں جو کہ اُن پر ایسی حالت میں وارد ہوئے ہیں کہ اُن کے معاملات ظاہری و باطنی (کی درستی) پر مدت طویل گذر گئی ہے اور وہ صدق تقوی اور کمال زہد فی الدنیا کے ساتھ جو کہ اُصولِ قوم سے ہے متمسک ہوئے ہیں پس جبکہ اُن کے اسرار صاف ہو گئے تو اُن کے باطن میں ایسے مخاطبات متشکل ہو گئے جو کتاب و سنت کے موافق ہیں پس باطن کے استغراق کے وقت وہ مخاطبات اُن پر نازل ہوئے اور وہ (درحقیقت حق تعالی کا) کلام نہیں ہوتے ہیں جس کو اُنہوں نے (حق تعالی سے) سُنا ہو بلکہ وہ ایسے ہوتے ہیں جیسے نفس میں باتیں پیدا ہوا کرتی ہیں اور تامل کرنے سے وہ اُسکو کتاب و سنت اور علم کے موافق پاتے ہیں کہ جو اُس کے اہل ہیں وہ اس کو سمجھ لیتے ہیں اور وہ (اصل میں) اُنکی اور اُن کے بواطن کی باہم گفتگو ہوتی ہے پس وہ (اُن مخاطبات کے اندر) اپنے نفسوں کیلئے تو مقام عبودیت ثابت کرتے ہیں اور اپنے مولا کیلئے ربوبیت پس جو مخاطبات (اپنے باطن میں) پاتے ہیں اُن کو اپنے مولا اور اپنے نفسوں کی طرف منسوب کرتے ہیں (کہ میں نے یہ کہا اور حق تعالی کی طرف سے یہ ارشاد ہوا) اور وہ اسکے ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ وہ ایک علم حادث ہے جس کو اللہ تعالی نے اُن کے بواطن میں پیدا کر دیا ہے۔ پس صحیح العقاید لوگوں کا طریقہ اس میں یہ ہے کہ اپنے حدیث النفس سے اللہ تعالی کی طرف گریز کرتے ہیں حتی کہ

مسلسل کیلئے دیکھو الامداد نمبر جلد ۲

۹۱

جب اُن (کے قلب) کا میدان ہوائے نفسانی سے پاک ہو جاتا ہے تو اُس وقت
اُن کے باطن میں کچھ باتیں الہام کی جاتی ہیں جیسے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت
کرتے ہیں مثل نسبت حادث کے محدث کی طرف نہ مثل نسبت کلام کے متکلم
کی طرف تاکہ کجی اور تحریف سے محفوظ رہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ
وہ توحید کے سمندروں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اپنے لئے کوئی حرکت اور کوئی
فعل ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ (تمام حرکات و افعال کو اپنے سے) ساقط کرتے (اور
خدا کی طرف منسوب کرتے) ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ سب امور پر مجبور رہیں اور حق تعالیٰ
کے فعل کیساتھ اُن کیلئے کوئی فعل ثابت نہیں اور (اس خیال کی بنا پر) معاصی
اور خواہشات نفسانیہ میں مطلق العنان ہیں اور لااُبالی ہیں۔ دوام غفلت۔ اعتزار باللہ۔
مذہب سے خروج ترک حدود۔ و احکام و حلال و حرام کی طرف میلان رکھتے ہیں (یعنی
لاابالیانہ زندگی بسر کرتے ہیں خدا کو کبھی بھول کر بھی یاد نہیں کرتے۔ خدا کے متعلق
دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم سے کچھ باز پرس نہ کرے گا۔ دین سے
نکلے ہوئے ہیں۔ حدود شرعیہ سے متجاوز اور احکام الٰہیہ کو چھوڑے ہوئے ہیں
حلال و حرام کا کچھ خیال نہیں کرتے) حضرت سہلؒ سے ایسے شخص کی بابتہ سوال کیا گیا
جو کہتا ہے کہ میں دروازہ کے مثل ہوں اور (از خود حرکت نہیں کرتا بلکہ) ایسے وقت
حرکت کرتا ہوں جبکہ مجھے حرکت دیجاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسی بات دو مخصوص
میں سے ایک شخص کہہ سکتا ہے یا تو صدیق یا بیدین۔ کیونکہ صدیق تو یہ بات
اُصول مذہب کو پختہ کرنے اور حدود عبودیت کو ملحوظ رکھنے کیساتھ اس امر کی
طرف اشارہ کرنیکے لئے کہیگا کہ تمام اشیاء کی ہستی و بقاء حق تعالیٰ کے ذریعہ سے
ہے (اور وہی ان کے موجود کرنے والے اور وہی ان کے وجود کو باقی رکھنے والے
ہیں اور کسب عبد کا خلاف اصول مذہب و خلاف حدود عبودیت ہونے کے سبب
انکار نہ کریگا) اور بیدین شخص اشیاء کو خدا کی طرف منسوب کرنے اور اپنے سے
ملامت کو ساقط کرنے اور دین (و آثار دین) سے نکلنے کیلئے یہ بات کہیگا۔

۹۲

سلسلہ کیلئے د...
الامداد نمبر ۵ جلد...

اور کھانا ان کا بیماروں کا سا کھانا ہے اور کلام اُن کا ضرورت سے ہوتا ہے بس
جو شخص نیند سے مغلوب ہو کر سووے گا اور اُس کو قیام لیل کی ہمہ تن فکر لگی
ہوگی اُسکو قیام لیل کی (ضرور) توفیق ہوگی باقی جب نفس کو نیند کی طمع دلائی جاوے
اور نیند پہ اُس کو برقرار دیا جاویگا تو وہ اُس میں خوب آزاد ہو جاوے گا اور جب
اُس کو صدق عزیمت کیساتھ جنبش دی جاوے گی تو استقرار (فی النوم) میں
اُس کو آزادی نہ ہوگی اور یہ جو نفس میں صدق عزیمت کی ساتھ جنبش ہوتی
ہے یہی وہ تجافی ہے جس کی نسبت حق تعالے نے فرمایا ہے کہ اُن کی کروٹیں
خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتی ہیں کیونکہ قیام لیل کی فکر اور صدق عزیمت پہلو اور
خوابگاہ کے درمیان میں دوری اور علیحدگی کر دیتی ہے اور کہا گیا ہے کہ نفس کی دو
طرف نظر ہوتی ہے ایک نظر اسفل کی طرف ہے حظوظ بدنیہ کے پورا کرنے کے
لیے اور ایک نظر اعلیٰ کی طرف حظوظ روحانیہ کے پورا کرنیکے لئے سو اہل
عزیمت کے پہلو جو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ اُن کی نظر
اعلے کی طرف یعنی حظوظ علویہ رحمانیہ کی طرف رہتی ہے سو اُنہوں نے نفوس کو
نوم میں جو اُس کا حق تھا وہ تو دیا اور اُس میں جو اُس کا حظ تھا وہ نہیں دیا پس نفس
بوجہ اُس ترابیت و جمادیت کے جو کہ اُس میں مرکوز ہے اسفل کی طرف مائل
ہوتا ہے اور کپڑے کی تہ ہو کر پڑ جاتا ہے اور نیند کو لذیذ سمجھتا ہے (چنانچہ) حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور آدمی کیلئے
اُس کے اُصول خلقت میں سے ہر اصل کے اعتبار سے ایک خاص طبیعت ہے
جو اُس کے لئے لازم ہے اور اسفل کی طرف مائل ہونا یہ صفت تراب کی ہے
اور اس کے سبب کی وجہ کسل اور تقاعد اور نیند کا ہونا انسان میں ایک امر
طبعی ہے پس اہل ہمت و اہل علم ہیں جنکے لئے اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ
اس قول میں حکم فرمایا ہے کیا ایسا شخص جو ساعات لیل میں سجدہ کرتا ہوا
اور قیام کرتا ہوا فروتنی اختیار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے بعد ارشاد

۹۱

فرمایا کہ آپ فرما دیجئے کیا علم والے اور بے علم والے برابر ہیں تو اُنھوں نے اپنے
علم کے مقام سے نفوس کو جنبش اُن کی قرار گاہ طبیعت سے دی ہے اور لذات
روحانی کی طرف نظر کرنیکے سبب اُن کو ترقی اُن کی حقیقت کی بلندیوں تک دی
ہے اس واسطے اُن لوگوں کی پسلیاں خوابگاہوں سے علیحدہ ہو گئیں اور غافل
سونے والے کی صفت سے باہر نکل آئے اور منجملہ اس کے ایک عادت کا
بدلنا سو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک کرے اور اگر بچھونے کی
عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعضے صوفیہ کا قول ہے کہ اگر میں گھڑیا
شیطان کو دیکھوں تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں تکیہ دیکھوں
اس واسطے کہ وہ مجھے سونے کی طرف بُلاتا ہے اور تکیہ اور لحاف بچھونیکے
متعلق عادت بدلنے کو اس میں ایک تاثیر ہے اور جس نے ان چیزوں میں سے
کوئی چیز چھوڑ دی اور اللہ کو اُس کی نیت اور عزمیت کا علم ہے اس کا عوض
اُس کو یہ دیتا ہے کہ اُس نے جس امر کا قصد کیا ہے اُس کو سہل فرما دیتا ہے
اور منجملہ اُس کے معدہ کا کھانے سے سبک رکھنا ہے پھر جو کھانا بھی کھاوے
جب وہ ذکر آلٰہی اور بیداری باطنی سے مقرون ہو تو قیام ...... شب پر مددگار
ہوتا ہے اس واسطے کہ ذکر سے اُس کی علّت دور ہوتی ہے سو اگر کھانیکا
ثقل معدہ میں پائے تو یہ جاننا چاہیئے کہ اس کی گرانی قلب پر زیادہ ہوگی
تو ایسی حالت میں جب تک ذکر اور تلاوت اور استغفار سے کھانے کو پگھلا نہ
دے یعنی ہلکا نہ کرلے سووے نہیں بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اگر میں اپنے
غذائے شب سے ایک لقمہ کم کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے
کہ میں رات بھر قیام کروں اور احوط یہ ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے
اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا اتفاق پیش آوے اور وضو کا پانی اور
مسواک اپنے پاس تیار رکھے اور ایسی حالت میں سووے کہ باوضو ہو۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بندہ جب سووے اور وضو سے

ہو تو اُس کی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اُس کے خواب صادق ہوتے ہیں
اور جو بلا وضو رہتا ہے تو وہاں پہنچنے سے روح قاصر رہتی ہے اور خواب اضغاث
احلام اور خیال ہوتے ہیں کہ وہ صادق نہیں ہوتے اور بی بی والا مرید جب بچھونے
پر زوجہ کے ساتھ سوتا ہے اُس کا وضو اس سے ٹوٹ جاتا ہےعہ مگر باوجود اسکے
اس سے باوضو سونے کا فائدہ فوت نہ ہوگا جب تک کہ وہ اس لمس سے خاص لذت
نفس حاصل نہ کرے اور بیداردلی کو ضائع نہ کردے البتہ جس وقت لذت حاصل
کرنے میں مطلق العنان ہو جاوے اور غافل ہو جاوے تو روح بھی صاحب حجاب
ہو جاتی ہے اس حالت کی بے برکتی کے سبب اور منجملہ اُس طہارت کے جو کہ مثمر
صدق خواب ہوتی ہے طہارت باطن کی ہے خدشہ ہوا سے اور کدورت محبت
دنیا سے اور منزہ ہونا ہے نجاست بغض وحسد وکینہ سے اور ہر آئینہ حدیث
میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے بچھونے میں اس حال میں جاگے کہ اُس وقت نہ کسی پر
ظلم کی نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اس کے جتنے گناہ ہیں بخشدیئے جائیں
گے اور رزائل سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے اور نیند میں
لوح محفوظ کے مقابل ہوتا ہے اور اُس میں عجائبات غیب اور غرائب افعال
متنقش ہوتے ہیں اور صدیقین میں بعضے وہ ہوتے ہیں جن کو خواب میں بات
چیت اور مکالمہ اور محادثہ نصیب ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ اُس کو امر کرتا ہے
اور نہی کرتا ہے اور اُس کو خواب میں سمجھاتا ہے اور بتلاتا ہے اور مرتبہ اُن چیزوں کا
جو کہ اُسکے لئے خواب میں امر و نہی کی قبیل سے مفتوح ہوتا ہے ایسا ہی ہے
جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا گنہگار ہوتا ہے جو اس امر و نہی میں
خلل ڈالے (مراد طریقت کا گناہ ہے) بلکہ یہ امر اور احکام (بعض آثار باطنہ
کے اعتبار سے) وقعت میں زیادہ تاکید اور عظمت کے ہیں اس واسطے کہ مخالفات
ظاہری کو تو توبہ محو کر دیتی ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہو جاتا ہے
جیسے کہ اُس کا کوئی گناہ ہی نہیں اور یہ اوامر خاص ہیں اور تعلق اس حال سے

۹۳

عہ یہ فائدہ [illegible] سیدی گنگوہی ۱۲ منہ

رکھتے ہیں جو اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے تو جب اُس میں خلل ڈالے
تو اس بات کا ڈر ہے کہ اُس کا طریق ارادت منقطع ہو جائے اور یہ اللہ کی
طرف سے رجعت القہقری اور ناخوشی کے مقام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پھر اگر شخص
بعض اوقات سستی اور فتور عزیمت میں مبتلا ہو جائے جو سوتے وقت بعد
حدث کے تازہ وضو کرنے سے مانع ہو تو اپنے اعضاء کو پانی سے مسح ہی کرلے
تاکہ اس قدر کرنے سے وہ زمرہ غافلین سے تو باہر ہو جائے اگرچہ بیدار ہوشیار
لوگوں کے فعل کے درجہ سے عاجز رہا ہے۔ اسی طرح اگر جاگنے کے بعد قیام سے
الکسائے تو اسی کی کوشش کرے کہ مسواک کرے اور اپنے اعضاء کو پانی سے
مسح کرے تاکہ وہ اس اُلٹ پلٹ اور بیداری میں غافلین کے گروہ سے تو خارج
ہو جائے سو اس میں اُس شخص کیلئے بہت فضیلت ہے جسے نیند زیادہ آتی ہو
اور قیام اُس کا تھوڑا ہو۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب آپ سوتے اور جب جاگتے۔ اور
سونے میں قبلہ رو ہوتے اور یہ دو قسم ہے یا تو داہنے پہلو اور کروٹ پر ہے
جس طرح کہ قبر میں میت رکھی جاتی ہے یا پیٹھ پر کہ منہ قبلہ کی جانب ہو جیسے
میت کہ وہ ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور کہے باسمک اللہ اللھم وضعت جنبی
وبک ارفعہ اللھم ان امسکت نفسی فاغفرلھا وارحمھا وان ارسلتھا
فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللھم انی اسلمت نفسی الیک
ووجھت وجھی وفوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رھبۃ منک
ورغبۃ الیک لا ملجاء ولا منجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی
انزلت ونبیک الذی ارسلت اللھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک
الحمد للہ الذی حکم فقھر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک
فقدر الحمد للہ الذی ھو یحیی الموتی وھو علے کل شیئ قدیر اللھم انی اعوذ
بک من غضبک وسوء عقابک وشر عبادک وشر الشیطان وشرکہ

۹۴

اور پانچ آیتیں سورۂ بقر کی چار اول اور پانچویں - ان فی خلق السموات والارض
اور آیت الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور قل ادعوا اللہ - اور
اول سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور قل یا ایھا الکافرون اور
قل ھو اللہ احد اور معوذتین اور اُن کو اپنے دونوں ہاتھ پر دم کرے اور اپنے
منھ اور بدن کو ملے اور اگر اس پر اضافہ کرے دس آیت اول سورۃ الکہف
کی اور دس اُس کے آخر کی تو اور بھی اچھا ہے اور کہے اللھم ایقضنی فی احب
الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی الیک
زلفی وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی
وادعوک فتستجیب لی اللھم لا تؤمنی مکرک ولا تولنی غیرک ولا ترفع
عنی سترک ولا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی من الغافلین - حدیث میں آیا ہے
کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالی اُس کے پاس تین فرشتے بھیجتا ہے
کہ وہ نماز کیواسطے اُسے جگاتے ہیں پھر اگر اُس نے نماز پڑھی تو اُس کی دعا پر
آمین کہتے ہیں اور اگر وہ نہیں اٹھتا تو وہ فرشتے ہوا میں عبادت کرتے ہیں
اور اُن کی عبادت کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور تسبیح و تحمید و
تکبیر کہے ہر ایک کو تینتیس بار اور سو کے عدد کو پورا اس سے کرلے - لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

الحمد للہ حصہ اول جلد دوم معارف العوارف
کا ختم ہوا

اصول و مقاصد رسالۂ ہذا اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتِ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے +

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے +

(۳) کوئی مضمون مسلک اہلِ حق کے خلاف شائع نہ ہوگا +

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کریگا +

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے اڑھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جائیگا۔ قیمت سالانہ (۲؍) ہے +

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں سب حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری کا اضافہ کرتے ہوئے ۲؍ کا ویلو ہوگا +

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا +

(۸) جو صاحب دو تین ماہ یا اسکے بعد خریدار ہوں گے اُنکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی رجب ۱۳۳۹ھ سے بھیجے جاویں گے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جاویں گے +

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاویگی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسطِ سال میں رسالہ بند کرانا چاہیں گے تو بقایا قیمت واپس کردی جاوے گی +

(۱۰) رسالہ ہذا کی ترتیب مضامین میں (جماعتِ انتخاب التالیفات) مقیم خانقاہ تھانہ بھون مدیر کو معاونت فرما کر مشکور فرماتی رہیگی +

(۱۱) الامداد کے متعلق جملہ تحریرات بنام مدیر ہونی چاہئیں +

(۱۲) جواب کے لئے جوابی خط آنا چاہیئے۔ جو صاحب خریداران رسالہ میں براہِ مہربانی اپنے ساتھ نمبر خریداری لکھدیا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہو +

الراقم

رفیق احمد مالک امداد المطابع و مدیر رسالہ الامداد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

۵ دلیل اس عقد کے جواز کی ردالمحتار مطبوعہ مصر ۱۲۹۶ھ جلد رابع صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر مذکور ہے ۱۲ منہ